حصہ دوم جلد دوم مائتین فی مقتل الحسین از کتب فریقین

جب ہم نے رسالہ حسنیہ قرآنیہ تصنیف کر کے ایک ہزار جلد کو ہدیہ بلا قیمت اطراف ہند مین شائع کر دیا اب یہ حصہ دوم جس کا مسودہ عربی مدت سے طیار تھا اس کا شائع کرنا بہی ضروری خیال کر کے اُردو ترجمہ کرنا بھی شروع کر دیا اور مولوی غلام عباس جنہون نے حصہ اوّل جلد دوم کو پہلے شائع کیا ہے اونہون نے اسکے چھپوانے پر کمر ہمت باندہی وہ خط اور وہی تقطیع جلد دوم کی اسکی بہی رہے گی۔

ہماری رائے یہ ہے کہ جب ایک باب پورا چھپ جائے شائقین کے پاس پہونچا کرے قیمت کی تجویز وغیرہ سب اُن کی رائے پر ہے ہم نے بنظر ثواب حق تصنیف بہی اُن کو دیا۔

خُلاصہ مطالب

اس حصہ مین جو روایت درج ہوئی اُسپر جو شُبہہ وارد ہوتا ہے اس کا جواب جدید اور قدیم اُصول فلسفہ سے لکھدیا ہے۔

(۲) اغراض وقوع شہادت اور نتائج عزاداری اور جواز بکا اور بکا کو پورے طور سے بیان کر دیا۔

(۳) بعض ایسے واقعات جنکو لوگ سرسری نظر سے دیکھتے ہین اونکی عظمت بخوبی

ظاہر کردی اور جو باتین اون کا سمجھنا خاص کر اہلِ علم سے متعلق تھا اُن کو عام فہم کر کے ایسی طرح سے بیان کر دیا کہ خاص اور عام سب کی سمجھ مین آجائین۔

فہرست چند ابواب کی بطور نمونہ کے درج ذیل ہے جس کے پڑھنے سے اُمور مذکورہ بالا کی پوری تصدیق ہوگی۔

باب جناب رسول کو از روز شہادت امام حسینؑ کتنے اشخاص نے زندہ بحالت بیداری دیکھا جس سے تصدیق انا من الحسین کی بھی ہوگئی۔

باب مرتجز نام گھوڑا جناب رسول کا جس پر بروز ورود کربلا اور عاشورا امام حسینؑ سوار تھے اوس کی ابتدائی خریداری سے تا روز عاشورا پورے حالات اور دفع شبہات جو وارد ہو سکتے ہین۔ یہ باب ایسے مضامین پر شامل ہے جو آج تک سماعت مین نہ آئے ہون گے۔

باب عمامہ آنجناب جسکو بروز غدیر خم جناب امیر کے سر پر باندھکر دستار بندی کی رسم جناب رسول نے ادا فرمائی جسکے راوی علمائے اہلِ سُنّت ہین اور بروز عاشورا وہی عمامہ امام حسینؑ کے زیب سر تھا۔ اس عمامہ کے پورے حالات۔

باب دفن امام حسینؑ مع شہدائے کربلا اور اسکے پورے حالات۔

باب تیسرے خلیفہ آدمیون کے بنائے ہوئے حضرت عثمان اور تیسرے خلیفۂ خدا کے بنائے ہوئے امام حسینؑ ان دونون کے حالات مین بعد مرنے کیا فرق ہے۔

باب ۱۹ مستورات انبیا کی زوجہ اور دختر اور ہمشیر اور مادر کے مصائب خدا نے قرآن مین ذکر فرمائے جنکے پڑھنے سے ہمکو ثواب ملتا ہے پھر اہلبیت اطہار کے مصائب کا پڑھنا کیون ناجائز ہوگا اس باب مین چند مخدرات انبیا کا ذکر جو قرآن مین ہے

اوس کی تطبیق مصائب اہلبیت سے کردی ہے۔

الغرض

اسی قسم کے ابواب سب ہین اور اس وقت کہ عزاداری کے مٹانے پر دشمنان خاندان رسالت زیادہ زور دے رہے ہین اس کتاب کا شائع ہونا ازبس ضروری ہے۔

لہذا

اطلاع عام دیجاتی ہے کہ درخواست خریداری مولوی غلام عباس کے نام نشان لاہور لوہاری منڈی مالک پہلا روانہ کردیجائے۔

راقم غلام حسنین

سستی نامردی اور سل اور دق جذام وغیرہ کی دوائی

اکسیری بنانے کی کمیٹی

ہمکو برسون سے اسکی فکر تھی کہ اطبا اور اہل علم اور تجربہ کار حضرات ایک ذرا سی توجہ کرین تو یہہ دوا طیار ہوکر ایسے ایسے بیمارون کی شفا کا ذریعہ ہو جو بظاہر لاعلاج سمجھے جاتے ہین۔ شکر خدا کہ آج تک ۱۲ اشخاص جنمین سات حضرات ڈاکٹر اور طبیب بھی ہین اس دوا کی طیاری پر آمادہ ہوئے اور ہم اصول علمی کی تعلیم سبکو کر رہے ہین دو صاحبون کے نمونہ بھی بغرض اصلاح ہمارے پاس اٹاوہ اور حیدرآباد سے آچکے اور بڑودہ سے بھی آج کل مین آجائیگا۔

درخواست ہماری

اطبا اور ذی علم لوگون سے یہ ہے کہ اس کمیٹی کے معزز ممبر ہوکر اجتماعی طاقت سے باہمدگر اس کار عظیم کو پورا کردین۔

بیماران

امراض مذکورہ بالا اور خصوصاً جو لوگ مرض سستی مین مبتلا ہین اور اشتہاری دوا کو خرید
کرکے تاوان بیجا مین پڑتے ہین انکو لازم ہے اپنے شہر اور قصبہ کے کسی طبیب خواہ اہل
علم کو آمادہ کرین کہ یہی دوا وہان طیار ہوا اور جس قدر مصارف بیجا خرید ادویہ اشتہاری
مین کرتے ہین اپنے معتمد حکیم کی امداد کرکے اپنے سامنے ہی دوا بنوائین کہ ضرور مفید ہو۔

اسوقت

چونکہ سستی کا مرض عالمگیر ہو رہا ہے لہذا ایسی دوا کا طیار ہونا بھی عالمگیر ہونا ضرور ہے۔
اور جب مقامی طبیب یا ڈاکٹر اوسی مقام پر دوا طیار کرینگے اور طریق استعمال کو مع بدرقہ
ہا ے مناسب کے ہم بتلائین گے تو یہ شبہہ کہ ہم اپنا ذاتی نفع خیال کرکے پبلک کو خدا
نخواستہ فریب دیتے ہین ہرگز نہ رہے گا۔

ہماری تجویز اگرچہ آج اسکے فوائد عموماً سمجھہ مین نہ آئین مگر یونانی طب کی بدنامی کو جو
آج ہو رہی ہے دس پانچ مہینہ مین ضرور مٹا دے گی۔

جو شخص ہماری تجویز پر کاربند ہو اوسکو لازم ہے کہ ہم سے خط و کتابت کرے۔

بیماران امراض مذکورہ بالا پر جس طرح اپنا علاج کرانا ضروری ہے اوسیطرح کسی طبیب یا
خواہ ڈاکٹر یا ذی علم تجربہ کار کو اس دوا کے بنانے پر آمادہ کرنا بھی لازم ہے۔

کمیٹی کے قواعد

کا اعلان بعد ازانکہ کسی ممبر سے کامیابی ہو جاے اوسوقت اسکے ضوابط مقرر ہونگے مگر
کوئی چندہ یا فیس وغیرہ اس کمیٹی مین دینا نہو گا۔

راقم غلام حسنین رلے بریلی وزیر گنج

حسینیہ قرآنیہ

ایکہزار چھپی تھی ۸ سو تقسیم ہو چکی اور دو سو کی درخواست اور آئی ہین۔

اب

دوبارہ چھپنے پر ہدیہ بلا قیمت پیش کرونگا۔ جس طرح ہمارا اول کے طبع کی امداد حضرات نے کی تھی یعنی ایک ہزار کے چھپنے مین ۱۶۰ خرچ ہوا اگر دوبارہ کی امداد اور لوگ کرین تو اُنکے نام پر بھی ثواب ابدی درج ہوگا (۱۶۰) کچھ زیادہ نہین ہے دو روپیہ اور تین روپیہ فی کس دینے سے کام پورا ہو جائے گا۔

راقم
غلام حسنین

اب تو جدید خیالات بھی پورانے ہوگئے

ہر ایک شے کیواسطے اس عالم تغیر مین چار زمانہ ہوتے ہین۔ (۱) ابتدا یعنی شروع کا زمانہ (۲) تزید روز بروز اوسکی زیادتی (۳) توقف کسیّ حد معین پر ٹھہر جانا نہ بڑہے نہ گھٹے (۴) انحطاط اب کمی شروع ہوئی۔ روزانہ گھٹنے کا زمانہ ہے۔

جدید خیالات کی ابتدا سنہ ۱۲۹۰ھ مین ہوئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب ہمارا فقر دولت سے اور جہالت علم سے بدل جائیگا۔ دیوانہ را ہوے بس است۔ ہمکو تو زمانہ نے ہر طرح سے تباہ کر رکھا تھا ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے ہم کو ہر روز آرٹیکل پڑہنے سے جو اخبارات مین شائع ہونے لگے تھے یہی معلوم ہوتا تھا کہ ایسے ریفارمر محسن قوم خیرخواہ ملک ہمکو اعلیٰ درجہ کی ترقی پر پہونچا کر رہین گے مگر ع

ما ز یاران چشم یاری داشتیم — خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

سب سے بڑا ذریعہ ترقی کا جو آج مہذب دُنیا مین ہے یہی ٹکنیکل (صنعتی) تعلیم - وہی ریفارمر اور مصلح قوم سب سے زیادہ اسی کے مخالف تا بہ عمر رہے - اگر چالیس برس سے یہہ تعلیم شروع ہوتی آج انڈیا کی صورت ہی کچھ اور ہوتی - اِس تعلیم کی مخالفت پر ہم نے ابتدا سے بے شمار آرٹیکل شائع کئے مگر ہماری سُنتا کون تھا لاکھون روپیہ ملک کا بیجا اور بیکار تعلیم مین خرچ ہوا سیکڑون گھر بے چراغ ہو گئے تب جاکر قوم کو یہ سُوجھی کہ وہی تعلیم صناعت ہے ہمارے فقر کو دُور کرنے والی ہے ~

کھلی تب آنکھ کہ جب سر پر آفتاب آیا

کچھ ہو صاحب صنعتی تعلیم مین ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ خیالات فاسدہ جس سے امن عامہ مین خلل پڑے صنعتی متعلم کو کبھی نہین ہوتے بلکہ وہ تو جس قدر سوچے گا یہی سوچے گا کہ آج جسقدر امن قایم ہے ایسی تدبیر کیجائے کہ روزانہ اس مین ترقی ہو - دستکار اور پیشہ ور جب اُسکی روزی امن امان قایم ہونے پر منحصر ہے وہ کبھی نہلسٹ ہو نہین سکتا بلکہ اگر اُسکو کسی سے دشمنی ہے تو اسی نہلسٹ سے ہے یہ تو دُنیوی فائدہ ہوا -

دینی فوائد کو لیجئے ہمارے نبی صلعم کا لقب حبیب خدا ہے حضور فرماتے ہین الکاسب حبیب اللہ - پیشہ ور دستکار بھی حبیب خدا ہے مگر کون پیشہ حرام اور ناجائز پیشہ نہین یعنی جس پیشہ سے خلائق کو کوئی ضرر جسمانی خواہ مالی یا روحانی پہونچے وہ تو دشمن خدا ہے - پھر جائز پیشہ کرنے والا حبیب خدا کیون ہے یون ہے کہ صناع جب کوئی مصنوعی شئے بناتا ہے اور قدرتی شے سے اُسکو حد اور حدود مین ناقص پاتا ہے فوراً اوسے صانع بیچون کے کمال صنعت کا اقرار کرنا پڑتا ہے -

دیکھو آج بڑی مفید صناعت اس دُنیا مین دخانی انجن کی ہے جس سے ریلوے ہی طیار

ہوئی ہے کیسے کیسے نازک اصول پر بناکر کے دُخانی طاقت کو ہم پیدا کرتے ہین مگر جس حساب پر ہم نے یہ طاقت دی ہے سرخدش یعنی ہوائے خارجی وغیرہ کے ٹکرانے سے کبھی وہ حساب پُورا نہین ہوتا مثلاً کسی انجن مین ہم ہزار گھوڑ یکے طاقت کی اسٹیم بھر دین اور سرخدش کا لحاظ کر کے کچھ زائد بھی کردین مگر کبھی پورے ہزار کی طاقت نرہے گی یا کم یا زیادہ۔

قُدرتی مصنوعات مین نیر اعظم آفتاب کو دیکھو ہزارون برس اوسکو حرکت کرتے گذر گئے اور کس قدر تصادم اشیاے خارجیہ کا اُس سے ہے مگر جو رفتار صانع برحق نے اوسکی مُقرر فرمائی ھے کبھی ایک سکنڈ (ثانیہ) کا فرق اوسمین نہین آتا۔

اچھا آپ آفتاب کو ساکن سمجہین تو زمین خود اوسکے گرد پھرتی ہے ہم اسی کی گردش سے مثال پوری کردینگے۔ اسیطرح جتنے مصنوعات قدرتی ہین اور ہم کو اُنکی نقل بنانے مین سب کا یہی حال ہے کسی طرح کی کمی بیشی اون مین نہین ہے لہذا صناع کو اگر ہزار کوئی بہکاے اور انکار وجود صانع برحق پر اوسے اغوا کرے کبھی وہ راہ راست سے جُدا نہ ہوگا اور اسی وجہ سے اوسکو حبیب خدا کہنے کے ہم مجاز ہین۔ پھر جب اقرار وجود صانع تعالی اکسیکو ہوگیا اُسکے باایمان ہونے مین کیا کسر رہی۔

آزادی بھی جس قدر دستکار کو حاصل ہے اور کسی کو نہین ہے اور اسی آزادی کا یہہ نتیجہ ہے کہ دستکار کو اپنے دینی اور دُنیوی امور کے بجالانے مین کسی قسم کی رُکاوٹ نہین ہوتی ؎

نہ برا شترے سوارم نہ چون شتر زیر بارم
نہ بادشاہ رعیت نہ غلام شہریارم

شبانہ روزی اوقات کی تقسیم حسب دلخواہ کرنے ہی کو غلام حسنین کو آج ہی ۱۲ گھنٹہ مذہبی کام کرنا پڑے اور پیرانہ سالی کا ضعف اب تو بدن پر گوشت کا نام تک نہین رہنے

دیتا مگر پھر بھی آزاد اور فراغا فی رھادته وعلم فی استعمال ودرعانی اجمال اوسکو نصیب ہے۔ للّٰہ الحمد۔

راقم وہی کنتوری

لکھنؤ مین سُنّی اور شیعہ کے اتفاق باہمی کی کمیٹی

آج ایک اشتہار جو از طرف دو بیرسٹر اٹ لا ایک شیعہ مسٹر حامد علیخان اور ایک سُنّی صاحب کی طرف سے ہمکو ملا اوس مین امام باڑہ آصف الدولہ مرحوم مین ایک روز جلسہ میلاد شریف اور دوسرے روز مجلس عزاے امام حسینؑ برپا ہو کر دو فریق کے علما اور معززین باہم ربط اور اتحاد کے اُمور پیش کرینگے اور ایسی انجمن اور کمیٹیان قایم کرنے کی تمام ملک مین قایم کرنے پر فریقین کے معززین کوشش کرینگے۔

سب سے پہلے ہم اپنی راے بھیلی گے دو معزز وکیل ایک سُنّی المذہب اور دوسرے میر محمد عابد صاحب شیعہ کی شکر گذاری ادا کرنے پر مجبور ہین کہ ان دونون عالی دماغ نے اسی ماہ ربیع الاول مین یہہ سلسلہ جاری بھی کر دیا اور دو ایک جلسہ میلاد اور مجالس کے ایسے ہوے بھی جنمین فریقین اتحاد قلبی سے شریک ہوئے خدا وہ دن بھی جلد جلدی دکھاوے کہ ہر ضلع اور ہر بستی کے معززین کوشش کرین اور یہہ فتنہ جو آج دُنیا مین پھیلایا جاتا ہے بالکل فرو ہو جاے اور جس طرح اخبارات اور رسایل مذہبی کے کالم نفاق باہمی کی خبرون سے مع اشتعال انگیز الفاظ کے سیاہ ہو رہے ہین اوس کی جگہہ باہمی شیر اور شکر ہونے کے مضامین سے منور ہون۔

تیسرا برس ہے جب لکھنؤ مین جھنڈا گردی شروع ہوئی مُجھہ سے بعض احباب نے لکھنؤ کے پوچھا کہ شیعہ گروہ کو کیا کرنا چاہیئے مین نے اپنی راے یہی قایم کی تھی کہ شیعونکو

لازم ہے جھنڈے کے ساتھ شیر و شکر ہوکر شریک ہون اور ہرگز اوس کے روکنے کی مخالفانہ تدبیر نہ کرین ورنہ اشتعال روز بروز بڑہے گا۔ اِسپر ہمارے جوشیلے احباب نے ہم سے ناراضی ظاہر کر کے یہہ جواب دیا۔ آپ کو منظور ہے کہ ہم سُنّی ہوجائین۔ ہم چُپ ہو گئے اور انجام جو کچھہ ہوا اور ہونا ہی چاہئے وہ ظاہر ہے۔

آریہ اور پادری اور دیگر فرقہ شارع عام مین کھڑے ہوکر ہمارے بزرگان دین کے اور خاص کر ہماری نبی صلعم کی نسبت کیسے کیسے سخت الفاظ کہتے ہین جھنڈے کے سامنے تو ہمارے کسی پیشوا کی توہین نہین ہوتی البتہ اہل سُنّت جنکو اپنا پیشوا سمجھہ رہے ہین اور اونکے ساتھ ہمارے امام کو چوتھا خلیفہ کہکر اونکے بھی فضائل بیان کرتے ہین۔ ہم نے تسلیم کیا کہ خلفاے ثلثہ کے فضائل کا سُننا ہمکو گوارا نہین ہے مگر سُن لینے سے اور وہ بھی بنظر مصلحت ہمارا مذہب جاتا نہ رہے گا جسطرح اور فرقون کی زبان دراز ی سُننے سے ہم خارج از دین نہین ہوتے۔

خیر یہہ تو جھگڑا دوسرا ہے ہم کو تو آج اتفاق باہمی کی جو تجویز ہوئی ہے اوسکو پورا کرنا لازم ہے۔

جنگ دو سر دارد و صلح یکے

ہم ندارد

لڑائی مین دو گروہ مین ایک ضرور مغلوب ہوتا ہے اور صلح باہمی اگر مغلوب ہین تو دونون اور غالب ہین تو دونون۔

اس بات کا خیال کرنا کہ شیعہ سُنّی کے باہمی اختلاف تیرہ سو برس سے چلا آیا ہے کبھی اتفاق نہ ہو گا سراسر نادانی ہے اس لئے کہ وہ اختلاف تبدیل مذہب کے متعلق

ہے ضرور وہ کبھی بجائے گا آج تو ہم اس مخالفت اور دشمنی کو دور کرنے کے درپے ہین جو آج سے چار برس پہلے نہ تھے۔ ہمکو اس کمیٹی مین اُن جدید اُمور طرفین کا مٹانا منظور ہے جنکی وجہ سے دونون فرقہ باہم لڑ رہے ہین اور کیسے کیسے مشکلات کا سامنا دونونکو ہو رہا ہے۔

اُمور تنقیح طلب یا ایشو

مُصلحان قوم کو مصالحت باہمی مین پہلے اُن اُمور کی تجویز کرنی لازم ہے جن پر مدار مصالحت ہے اور یہہ امور عوام کی رائے زنی سے مقرر نہونگے بلکہ بڑے بڑے مدبر اور منتظم اُمور تمدّنی سے واقف اور تجربہ کارون کا یہ کام ہے۔

بیرسٹر اور وکیل

ضرور یہہ لوگ اُن امور سے پوری واقفیت رکھتے ہین جنکی وجہ سے خصومت اور نزاع باہمی پیدا ہوتی ہے اس لیے کہ اس گروہ کا دن رات یہی کام ہے اور لڑائی جھگڑے کاٹے کرنا اس امر خاص مین جج اور حکام انکی رائے زنی کا محتاج ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

ہماری خوش قسمتی ہے اس امر عظیم یعنی مصالحت باہمی کا درپے وہی گروہ ہوا اور اُسی گروہ نے بنائے مصالحت قائم کی جنکے ہاتھ مین پبلک کی صلح اور جنگ کی دونو باگین ہر وقت رہتی ہین۔

ہمکو پوری اُمید ہے کہ یہہ گروہ جب ہماری باہمی شکر رنجی کے مٹانے کا بانی ہوا ہے پھر جس قدر اُمور تنقیح طلب ہین اونکی تجویز اس گروہ سے بڑھ کر کون کرے گا۔

پس ہمکو اسی قدر یاددہی کافی ہے ورنہ یہہ معززین تو ہم سے اور گروہ علماء سے تجربہ اور عملی کارروائی مین سو قدم آگے بڑھا ہوا ہے۔

مصلحت ملکی کی نظر سے چونکہ اغراض عامہ خلائق کے آج معززین وکلا اور بیرسٹرون سے زیادہ متعلق ہین اس لئے کہ نمبر اول تصفیہ نزاع باہمی مین رجوع کرنا وکیل کی طرف ہے تب جاکر حاکم عدالت نمبر دوم مین پڑتا ہے لہذا اگر تمام گروہ وکلاء کا آمادہ مصالحت پر ہو جائے پھر تو مجھے یقین ہے کہ صلح باہمی کے انجام پانے مین کچھ بھی دقت نہو اور فوراً یہ کام درست ہو جاے مجھے بارہ بنکی مین جھنڈا اوٹھانے کا سبب جوافواہاً معلوم ہوا تھا وہ یہی تھا کہ یہ کارروائی کسی قانون دان وکیل صاحب کی تھی۔ خدا کرے یہ خبر غلط ہو مگر مجھے ہر روز دہڑکا ہی لگ رہا تھا کہ اگر فرقہ وکلاء ہمارے آپس کے تنازعہ بڑہانے کے درپے ہوا پھر تو یہہ نزاع اور فساد باہمی روزانہ ترقی کرے گا۔ آج مجھے اس اشتہار کے پڑھنے سے کیسی خوشی اور پورا اطمینان ہوا ہے

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

سچ ہے صاحب جس کا کام اوسی کو ساجے اور کرے تو ٹھینگا باجے۔ لڑانا اور ملاپ کرانا یہ اسی گروہ کا کام ہے جو دن رات اسی کی مشق کرتا ہو۔

اب ہم کو

یہی مناسب بلکہ واجب ہے کہ ہم اسی گروہ سے ملتجی ہون اور جس طرح اپنے خانگی امور مین انہین معززین کی طرف رجوع کرتے ہین۔ اس مذہبی جھگڑے کے طے کرنے مین اسی گروہ سے فریادی ہون ہان اس قدر ہمکو ضرور کہنا ہے کہ جس طرح مقدمات دیوانی فوجداری کلکٹری مین روداد فریقین کو لحاظ کر کے کوئی وکیل کسی مقدمہ مین دست اندازی کرتا ہے اور اپنی دیانت سے اوسی فریق کا وکیل بنجاتا ہے جسکی طرف حق کا رجحان پاتا ہے اوسیطرح اس

نزاع باہمی مین بخوبی اپنی دیانت کو قایم کرکے باہمی فیصلہ پر دونون فریق کو مجبور کرینگے
میری غرض یہ ہے کہ منصف اور حکم (پنچ) یا جوری جب تک بے لگاؤ نہو کبھی سچے انصاف
کی امید نہین اوسی طرح شیعہ وکیل آپ کو شیعہ اور سُنی وکیل آپ کو سُنی سمجھکر اگر درپے
مصالحت نہ ہوگا ہرگز یہ نزاع طے نہو گی۔

راقم غلام حسنین

بدمعاش بدمعاد
ضرور ہوتا ہے

الدنیا مزرعۃ الآخرۃ

دیکھو ہمارے حکیم روحانی صلعم نے کیا خوب ارشاد کیا ہے
اور شاعر نے اس کا ترجمہ بھی کیسا اچھا کیا ہے ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو — از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم گندم سے جو سے جو ہے — پائین گے وہی جو بو رہے ہین

معاش یعنی دنیا مین اپنی زندگی بسر کرنے کے طریقہ اچھے اور برے دونون ہین۔ پھر اس
زندگی کے بعد ہم کو کوئی اور زندگی میسر ہوگی یا نہوگی اسمین ہمارے تین قسم کے خیالات
ہین ایک تو یہی ہے کہ بس جو کچھ ہونا تھا ہو چکا اب کچھ نہوگا۔ انما ھذہ الحیوٰۃ
الدنیا نموت ونحیٰ۔ بس اسی زندگی سے خاتمہ ہے اس خیال کی خرابی پابند مذہب اور
غیر پابند مذہب سب کے نزدیک ظاہر ہے بلکہ جو لوگ مادہ کو قدیم کہتے ہین وہ بھی اس خیال
کو غلط کہہ رہے ہین۔ مادہ اگر باقی ہے تو ضرور صورت بدل بدل کر پھر دوبارہ سہ بارہ
کوئی رنگ لائے گا ؎

ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

ارباب تناسخ بھی اس خیال کو غلط کہہ رہے ہین۔ اور ہم لوگ قائل معاد اور دار آخرت

کے ان کا تو خیال ہی کچھہ اور ہے اور وہی سچا ہے۔

اب تو آپ کو ضرور معلوم ہو گا کہ بدمعاشی بدچلنی زیادہ تر وہی گروہ کرے گا جسکا یہ خیال ہے کہ مرنے کے بعد کچھ نہین۔ اور جسکو معاد (دوبارہ زندگی) کا خیال ہی ؎

مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

وہ کبھی بدمعاش بدچلن ہو نہین سکتا ؎ فکر شنبہ تلخ دارد جمعۂ اطفال را۔

جس کو اپنی دوسری زندگی کا دھڑکا لگا ہوا ہے وہ کیسے بدکار بدمعاش ہو سکتا ہی بدمعاشی کام بے فکری کا ہے ؎ آنرا کہ فکر بیش غم روزگار بیش۔

حکایت

نواب سعادت علیخان مرحوم ایک روز ہاتھی پر سوار چلے جا رہے تھے کہ یکایک انکا ہاتھی رک گیا فیلبان نے ہر چند زور کیا مگر ہاتھی چیخ مار مار ایک قدم بڑہ نہ سکتا نواب صاحب نے پیچھے پہر کر دیکھا تو ایک مسٹنڈا آدمی ہاتھی کی دُم پکڑے ہوے ہے اور اوسکو ہلنے نہین دیتا معلوم ہوا کہ یہہ بے فکرا ہے پوچھا تو کون ہے اوس نے نام و نسب بتلایا نواب صاحب نے کہا نوکری کرے گا اوس نے کہا کہ مجھے نوکری کی ضرورت ہی کیا ہے نواب صاحب نے کہا ایک اشرفی روز تجھکو ملیگی شام کو فقط اسی مسجد مین چراغ جلا دینا اس نے کہا بہت اچھا الغرض چالیس روز فقط اتنی فکر کہ وہ کہین پر ہو شام کو چراغ جلانا ضرور ہے اسی نے اوس کا زور کہو دیا اکتالیسوین روز اوسی ہاتھی پر سوار ہو کر نواب صاحب آئے اور کہا کہ ہان اب تو ہاتھی کو روک لے۔ ہر چند زور کیا مگر ہاتھی نہ رکا خیال کیجیے یہ بہی کوئی فکر تھی اور پہر ایک اشرفی روز ملتی بہی تھی مگر فکر نے اپنا کام پورا کر دیا۔

اچھا اب ہم یہہ کہتے ہین کہ انکار معاد تو سبکے نزدیک برا ہے اب رہا اقرار دوسرے زندگی کا اور اوس زندگی کے تفصیلی حالات ظاہر ہے کہ ہمارے پاس کوئی ذریعہ ایسا نہین ہے کہ ہم صحیح صحیح اور ٹہیک ٹہیک حالات اپنی دوسری زندگی کے معلوم کرسکین

پس مدت طبیعت یہی جو آئی تو کہان آئی

نہ موقع خط کے جانے کا نہ پیغام زبانی کا

عدم کے جانے والے ایسے جگہہ جا بہنسے ہین نیستی سر پر سوار ہے ہمارے بشرے طاقت سے باہر ہے کہ ان سے بات چیت کرین اور کچھہ پتہ لگائین۔

جب عقلی اور خیالی گتھم گتھا کی باتون سے کام نہ چلے تو اب ہم کو تاریخ کی طرف لامحالہ رجوع کرکے دیکھنا ہوگا کہ آخر دنیا مین کہنے کو کوئی ایسا بشر بھی گذرا ہے جس نے مردے اوکھیڑے ہون اور اونکو زندہ کرکے پوچھا ہو کہو بہائیو تم پر کیسی گذری اور کس حال مین ہو۔

تاریخ سے ہمکو ہزارون اولجہی ہوئی باتون کے سلجہانے مین مدد ملتی ہے یہہ مرحلہ بہی علاوہ عقلی اور برہانی دلائل کے مشاہدہ سے طے ہوگیا لیجیے حضور تاریخ ہم کو بتلا رہی ہے کہ ہان خارج از طاقت بشری چند بزرگوار ایسے گذرے جنہون نے مجمع عام ہمارے عدم کے رہنے والے مُردون کو زندہ کرکے ان سے بسر برد کی پوری کیفیت دریافت کی ہے کبہی تو محض اس امر کے ثبوت کی غرض سے کہ ہان جسنے ہمکو یہہ زندگی دی ہے وہ دوسری زندگی بہی دے سکتا ہے قل یحییھا الذی انشاھا اول مرۃ۔ کہدو اے محمد صلعم اس مردہ کو یا ان ہڈیون کو وہی زندہ کرے گا جس نے بار اول انکو پیدا کیا ہے۔

اور کبہی کسی مردہ سے وصیت رہ گئی تھی اور پس ماندگان کو اسکی ضرورت تہی کہ وہ مردہ

زندہ ہوکر ہمکو اپنے مال متاع کے پتہ بتلائے چنانچہ ہمارے امام برحق امام حسین نے اسی غرض سے ایک مردہ کو زندہ کرکے وصیت کرائی۔

کبھی یہ غرض ہے کہ بدمعاشی کا انجام عالم برزخ (قبر) مین بھی کچھ ہوتا ہے یا نہین مُنکرین اور مُنافقین طعنہ زنی کرتے رہے مگر ہمارے نبی نے شہدائے بدر پر سلام کرنا بند نہ فرمایا۔

آج کو ہماری بدقسمتی بدمعاشی سے کوئی ایسا معجزنما ظاہر موجود نہو مگر زمانہ گذشتہ مین ایسے ایسے معجزنما ضرور تھے اور سب کچھ کرکے خلائق کو سچے عقیدہ آخرت کا ثبوت دیتے تھے جس کو تاریخ تبلا رہی ہے۔

کیون صاحب تاریخ کے ذریعہ سے ہم ہزارون کام مین فوائد پاتے ہین۔ اس خاص مسئلہ مین جس سے بڑھکر کوئی مُفید مسئلہ نہین ہے اور تاریخ بے لگاو پکار رہی ہے پھر کیون ہم اس کو باور نہ کرین ضرور ہم کو باور کرنا لازم ہے۔

ہزار دلیل ایک طرف اور مشاہدہ ایک طرف جب ہم مشاہدہ ایسے لوگون کا جو منکر رسالت انبیا اور منکر حشر و نشر تھے اور پھر مومن ہوگئے پیش کرین تب کسی کو کیا جائے گفت و شنید باقی رہے گی۔ (باقی آیندہ)

راقم غلام حسنین

طلبائے مدارس اور حسینیہ
قرآنیہ سے امتحان

اسوقت ماشاءاللہ ہمارے مدارس مین جس قدر طلبہ منتہی موجود ہین پٹنہ اور لکھنو وغیرہ مین اور کسیکو یہہ رسالہ پہونچ گیا ہے اُن سے ہماری درخواست ضروری یہ ہے کہ اب ہم نے دروازہ استدلال کا کھول دیا ہے اور قرآن مجید تم سب کی تلاوت مین ہے لہذا ہر ایک طالب علم کا امتحان لیاقت یہی ہے (بشرطیکہ مدرسین بھی اجازت دین)

کہ قرآن مجید سے باقیماندہ آیات جنکو تاویل قریب یا بعید سے شہادت ہذا سے ربط ہو سکتا ہے اون کو قلم بند کرین اور توجیہ اور ربط اور استدلال بقدر اپنے فہم اور لیاقت کے لکھکر ہمارے پاس بعد منظوری اپنے اساتذہ کے روانہ کرین۔

دیکھو جناب علامہ حلی نے منطق اور فلسفہ سے یہ کام لیا کہ ایک ہزار دلائل فلسفی برہانی اور جدلی جنمین آیات قرآنیہ بھی شامل ہین وجوب عصمت امام اور منصوب من اللہ ہونے پر تحریر فرمائے۔ ۲۹ دلائل وجوب نصب امام کے لکھے اور ہم نے ۳۱ کا اُن پر اضافہ کرکے جملہ (۶۰) دلائل حصہ اولین الفیہ مین درج کر دئے (تصنیف اسیکا نام ہے) ھم رجال وانتم رجال ہمت کرو تو سب کچھ ہو سکتا ہے ورنہ اس منطق اور فلسفہ کا پڑھنا بالکل ناجائز ہے تم لوگون کی علمی لیاقت کبھی نہ بڑھے گی جب تک اپنی دماغی قوت پر زور نہ دوگے۔

ہم نے اپنی سوانح عمری (لائف) تمہاری تعلیم بلکہ تمرین کی غرض سے لکھی ہے کہ ہم نے قطبی اور قاضی مبارک اور شرح حکمۃ العین فقط پڑھی ہے مگر اپنی دماغی قوت سے اس قدر کام لیا جسکو تم سب دیکھ رہے ہو اب ہم کمزور اور پیر فرتوت اور ہم کبیر ہو چکے اب تم کو لازم ہے کہ ہماری امداد کرو۔

اس بات کا خیال کہ تم کو سرمایہ کتابی میسر نہین یا فکر معاش نے پریشان کیا ہے یہہ ہم کو بھی رہا اور اب بہی ہے مگر ہم نے ہمت مردانہ سے کام لیا تو خدا نے پوری مدد کی (علم در سینہ باید نہ در سفینہ) ہماری دعا ہے کہ ہم اپنی زندگی مین دس بیس لائق طلبہ ایسے دیکھین جو ہمارے قایم مقام ہون۔ انشاء اللہ

راقم

غلام حسنین

آج اپنی شاعری کی ہوا باندہتے ہین ہم

مثل مشہور ہے "زبان خلق نقارہ خدا" ہم اپنی ہوا بندی ضرور کرتے مگر اپنے منہ میان مٹھو کون بنے زمانہ کہہ رہا ہے تو ہمکو خموشی چاہیے۔

(اچھا) زمانہ کیا کہہ رہا ہے ابھی دس روز گذرے ایک صاحب مجھسے ملنے کو آئے اور پوچھا آپ کا کتب خانہ کہان ہے ظاہر مین تو سوائے دو تین کتابون کے اور کچھہ نظر نہین آتا۔ مین نے کہا کہ ہمارا کتب خانہ ہمارے دل مین ہے کون دل جسکو ہمارے ہادی برحق صلعم نے فرمایا قلوب المومنین عرش اللہ تعالےٰ۔ مومن کا دل عرش الٰہی ہے جب عرش الٰہی ہے تو الرحمن علی العرش استوی۔ استوا اور مساوات مین بڑا فرق ہے وہی فرق جو غالب اور مغلوب مین ہوتا ہے۔

پڑہو هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون۔ هل يستوي الاعمى والبصير۔ اور یہی چند آیات ہین۔

آج ہاہمکو

اس تمہید کے بعد یہہ لکھنا ہے کہ اس وقت جو کہ مذہبی تعلیم کی ہوا خیزی ہو رہی ہے اور جس قدر ہمارے مدارس ٹوٹے پہوٹے جاری بھی ہین اونکے طلبہ کی تعلیم بھی اچھی نہین ہے اور حملہ اسلام پر اشاعت علوم باطلہ کی وجہ سے بہت زیادہ ہو رہے ہین یا تو ایک عالم ہمہ دان ہو یا چند علما مل کر ہمہ دانی کا شرف حاصل کرین۔

لہذا سوالات اور شبہات جس قدر آئے ہین اونکے جواب اعلیٰ درجہ کے اصول علمی پر موقوف ہین اگر اونہین پر بنا کر کے جواب دیا جائے سائل کو بجائے ہدایت

کے ضلالت ہوگی۔ اور نہ دیا جائے یہ اور بہی دشواری ہے۔
اور ایسا جواب جو عام فہم اور مسکت ہو اور بنا اوس کی اصول دقیقہ پر ہو مگر
اون اصول کا شائبہ بھی جواب مین نہ آنے پائے۔ یہ ہماری طاقت سے باہر ہے
رہے نظائر یہہ تاریخ دانی پر موقوف ہین اور فن عجائب المخلوقات کے مطالعہ
اور عجائب گہرون مین جاکر اشیاء عجیبہ کے دیکھنے پر۔

دیوار قہقہہ اور یاجوج ماجوج

ایک صاحب نے ہم سے پوچھا کیون جناب دیوار قہقہہ اور یاجوج ماجوج
کیا سچ مچ دُنیا مین ان کا وجود ہے یا کہ یوہین زٹل قافیہ اوڑا دیا ہی۔
مین نے جواب دیا کہ دیوار قہقہہ کا ہونا چونکہ ہماری مذہبی کُتب مین مذکور نہین
ہے لہذا ہم اس کے ثابت کرنے پر چندان مجبور نہین لیکن اسیقدر ہم کو لکھہ
دینا کافی ہے کہ لبعض اشیا مین خدا نے گریہ خیزی کا اثر دیا ہے اور لبعض مین
ہنسی پیدا کرنے کی تاثیر ہے۔ ممکن ہے کسی جگہہ کی ہوا مین قہقہہ پیدا کرنے
کا اثر ہو لہذا اسکندر خواہ اور کسی نے اوس مقام پر دیوار بنوادی ہے
تاکہ جسکو قدرت نمائی خدا کی دیکھنی منظور ہو وہ جاکر دیکھے۔

گُدگُدی سے ہنسی

دُور کیون جاؤ ہمارے بدن کے لبعض مقامات مین خدا نے چند رگین
خواہ پٹھے خواہ اور کوئی چیز ایسی پیدا کی ہے کہ اوس کے سہلانے سے

ہنسی پیدا ہوتی ہے اور بعض آدمیون پر دُور سے اونگلیون کے ہلانے سے بے اختیار ہنسی پیدا ہوتی ہے لہذا دیوار قہقہہ تو آپ کی بغل مین موجود ہے ؎

یار در خانہ ومن گرد جہان می گردم
آب در کوزہ ومن تشنہ لبان می گردم

پھر چونکہ جو کیفیت ہم مین ہے جب انتہائی درجہ پر پہونچ جاے اوس کی ضد مخالف پیدا ہوتی ہے لہذا ہنستے ہنستے رونا بہی ضرور آجاتا ہے شاعر کہتا ہے ؎

اتنا نہ گُدگُداؤ کہ آنسو نکل پڑین

اب رہا جغرافیاوی شبہہ کہ آجکل یُورپ کے سیاحون نے چپہ چپہ سمندر کو چھان ڈالا مگر کہین اس کا وجود ثابت نہوا یہ قول محض نادانی کا ہے- اہل علم اورارباب فہم ایسی بات کبھی نہین لکھ سکتے۔

دیوار قہقہہ جس جگہہ واقع ہونے کی خبر تاریخ دیتی ہے وہان کی ہوا کا اثر ہنسی پیدا کرنے کا کوئی امر محال نہین ہے۔

یاجوج ماجوج

ان کا قصہ ضرور ہمارے قرآن مین موجود ہے اور یہہ ایک ایسی خبر ہے جس کا اثبات چند طرح سے ہوسکتا ہے۔ اور علمائے اسلام نے کیا بہی ہے۔

مین کسی مہینے مین اسکو بھی ضرور لکھتا مگر چونکہ اکثر امور ملکی پر یہہ قصہ شامل ہے لہذا اس رسالہ کی موضوع بحث سے جدا ہے۔

فتنہ اور فساد کرۂ زمین پر عام طور سے ہونا یہہ تو ہمارے مشاہدہ مین آرہا ہے اور روز بروز اسکی ترقی بہی ہوتی ہے اور ظہر الفساد فی البرّ والبحر بما کسبت

ایدی الناس" کا بھی سچا ظہور ہو رہا ہے اور زیادہ کیا کہوں۔

راقم غلام حسنین

امریکہ والون کے مریخ سے باتین کرنیکے خیالات

سنہ ۱۹۱۲ھ مین ایک مضمون اس سرخی سے یورپ کے اخبارات مین چھپا تھا امریکہ والون کے چاند پر جانے کے خیالات۔ وہ بھی اپریل اور مئی کے مہینون مین چھپا تھا جس کو لوگون نے اپریل فول خیال کیا تھا اور ہم نے اپنے اخبار الاخیار کے حصہ مذہبی مین کچھ اس پر بحث بھی کی تھی۔ اب اس ہفتہ مین مریخ سے باتین کرنے کا خیال بھی مشتہر ہوا ہے شاید یہہ بھی اپریل فول ہو یا سچ مچ مگر ہم کو ایک یوروپین فلاسفر کا یہہ قول زیادہ پسند آیا جو اسی قول کے ساتھ ہی ساتھ درج اخبارات ہوا ہے کہ جو لوگ مریخ پر کے رہنے والون سے ہم کلام ہونا چاہتے ہین۔ اُن کو لازم ہے کہ پہلے زمین کے وار پار سوراخ کرین۔ تاکہ معلوم ہو کہ یہہ چھوٹا سا کرہ جس پر ہم آباد ہین کیسے کیسے عجائبات اپنے پیٹ مین رکھتا ہے۔ ورنہ رہین تو جھونپڑون مین اور خواب دیکھین محلون کا بھی انکی مثل ہے۔

اسلامی تاریخ مین خلفائے عباسیہ کے حالات مین علمی ترقی کی نظائر مین یہ بھی درج ہے کسی خلیفہ نے (نام یاد نہین رہا) کہ منطقہ ارض کو دریافت کرے منطقہ سے مراد وہ نقطہ ہے جو ٹھیک اوسی درجہ اور دقیقہ پر دوسری جانب واقع ہے چنانچہ فیض آباد کو بعض یوروپین فلاز فر کہتے کہ دار السلطنت امریکہ جنوبی

کے اوپر واقع ہے۔

اُس خلیفہ نے ایک غار کہودوانا شروع کیا اور اس قدر گہرا کہودا گیا کہ اب جو مٹی ٹوکری مین بہر کر آتی تھی وزن تو اوس مین ضرور تہا مگر بوجہ شفاف ہونے کے نظر نہین آتی تھی اور بہی چند عجائب اُمور اسی غار کے کہودنے والے سے دریافت ہوئے تھے جو اس وقت مجھے یاد نہین اور نہ کوئی کتاب ایسی موجود ہے۔

وہ خلیفہ علم دوست علما پرور جب مرگیا یہہ کام ناتمام رہ گیا۔

اب یُورپ کے سلاطین اور متمول رعایا بہی علمی ترقی پر دلدادہ ہین کیا عجب ہے کہ وہ کام ازسرنو شروع ہوجاے اور جمہوری سلطنت کا بادشاہ چونکہ شخص واحد نہین ہے لہذا اس کام کے انجام پانے کی اُمید قوی ہے

نتائج

اگر زمین کے وار پار سوراخ ہوگیا آخر اوسکے نتائج کیا ہونگے ہم بہی تو شیخ چلّی مشہور ہین دن رات یہی سوچا کرتے ہین کہ اونٹ کے پیٹ مین مینگنی گون بناتا ہے۔

سب سے بڑا اختلافی مسئلہ کہ مرکز عالم یہی مرکز زمین ہے یا آفتاب اس وار پار سوراخ ہونے سے طے ہوجائے گا۔

(۲) چراغ یا لمپ کی روشنی جو محتاج وجود ہوا کی ہے ہوائے محیط کی موجودگی اس غار مین کے میل ہوگی یہ بہی پتہ لگ جائے گا۔

(۳) زمین کی رگین جو طرح طرح کی رطوبات سے بہری ہوئی ہین اُن رطوبات کا پتہ اور جہیل گہنا کا طوفان اب اور حیدرآباد کا طوفان ان سب کا بہی پورا پتہ ہمکو مل جائے گا۔

(۴) بسیط مین کوئی رنگ نہین ہے جب مٹی وزنی نکلے گی اور رنگ اوسمین نہوگا تو ہم آسمان کا مادہ بہی اسی قسم کا ثابت کرکے وجود آسمان کو ثابت کرینگے اور مد بصر کا شبہہ جاتا رہے گا۔

(۵) ہوا کا وزن پارہ اور سونے کا ہو جو قیاسی مسئلہ ہے اس کا بھی پورا تجربہ ہوکر منتہاے عمق تک کس قدر وزن ہوا مین آجاتا ہے یہ بھی مشاہدہ مین آجائیگا۔

الغرض صدہا مسائل جو اسوقت مشکوک ہو رہے ہین سب کا فیصلہ قطعی طور سے ہو جائے گا۔

(۶) زمین کے اندر اس قدر پانی کا ہونا جس سے طوفان نوح علیہ السلام اوٹھا تھا اور فار التنور تنور نے جوش مارا اسپر فلاسفرون کا اعتراض ونیز وقیل یا ارض ابلعی ماءک اے زمین اپنے پانی کو تو نگلجا اس کا بھی پورا ثبوت چشم دید ہو جائیگا۔

مگر یہ بھی اندیشہ ہے ایسا نہو تمام دنیا غرق آب ہو جائے۔

نہین نہین غلام حسنین یہ سوچ تو اوس وقت ہو سکتا ہے جب دونون طرف سے یہ غار پیمایش جغرافی کرکے بنایا جائے اور جب ایک ہی طرف سے بنے گا تو نصف کرہ ارضی کے غرق ہونے کا خوف ہے۔

(۷) یہ بھی اندیشہ ہے کہ جب پچاس میل کی بلندی پر ہوا نہونے سے کوئی ذی روح اوپر چڑہ نہین سکتا (معراج جسمانی کا انکار) تو پہر چہارم قطر زمین تک جہان مرکز ارض ہے کون سی ہوا یا گیاس فلاز فر صاحب پیدا کرینگے کہ مزدور اور بیلدار وہان تنفس کرکے زندہ رہین گے۔

اور بہی چند فوائد اور مضار صحیحہ مین لکہنے کو طیار ہون مگر آج تو اپریل فول کے

کے شبہہ سے اِسیقدر کافی سمجھ رہا ہون - بڑی دُوربین چاند کی موجودات جانچنے کی وہ بہی تو آجتک بیکار پڑی ہے ؎ این خیال ست ومحال است وجنون کہتو دہی کوڑی

اعلان ضروری طبع دوم

حسنیہ قرآنیہ کا

ایکہزار جلد چہپ کر ہدیہ بلاقیمت ہوچکی ۸ سو تو روانہ اور دو سو درخواست کی تعمیل اسی ہفتہ مین ہوگی - (۱۶۰) روپیہ مین ہزار جلد چہپی جو کہ چند احباب کی امداد سے فراہم ہوا تہا -

مگر ابہی دو چار ہزار جلد کی اور بہی خواہش معلوم ہوئی اسلئے کہ اکثر اہلسنت نے بہی اسکو پسند کیا -

درخواست

ہماری ناظرین سے یہ ہے کہ جن حضرات نے طبع اوّل مین امداد نہین کی اُنکو لازم ہے کہ طبع دوم مین شریک ہوکر بقدر ہمت امداد کرین مانا ۱۶۰ کچہہ بڑی رقم نہین ہے کم سے کم عہ اور زیادہ بقدر ہمت روانہ کرین کہ چہپنا شروع ہوجاے ؎

نقش دوم ہے چاہئے اول سے خوب ہو

میری بیماری کی وجہ سے اغلاط زیادہ رہے اب مین نے صحیح کرکے کاپی کرانے کا ارادہ کیا ہے والاتمام من اللہ -

راقم غلام حسنین رائے بریلی وزیر گنج

انگریزی خوان اور عربی خوان

طلبہ کی صحت جسمانی کا مقابلہ

؎ تکسی بروے باغ کے سینچین اور کمہلائین
رہین بہروسہ رب کے سو پربت پر ہریائین

باغ کے درخت روزانہ سینچے جاتے ہین اور پہر بہی پژمردہ اور سوکہے اور پہاڑون پر کیسے

شاداب درخت نظر آتے ہین جنکو خدا سینچ رہا ہے۔

ہم نے مقام لشکر گوالیار عید گاہ ملا داری مین دیکھا قد آدم درختونکے تھالے پانی سے لبریز

اور ایک جھونکا باد سموم کا آیا اور درخت جل گئے اور سامنے سوکھے پہاڑ پر ہرے بھرے درخت

لہلہا رہے ہتے یہ تو قدرت قادر توانا کے خلاف (نیچر) قانون عادی کا ذکر ہے یفعل اللہ

مایشاء جو خدا چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ مگر ہمکو پابندی قانون عادی کی ضرور ہے

گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد تو مرو در دہان اژدرہا

دیکھو بورڈنگ ہوس کالج ہائے انگریزی اور اسکولون کو اور پھر دیکھو ہمارے ٹوٹے پھوٹے

عربی مدارس کے دار العلوم کو اور اوسکی ویرانی۔

دیکھو سامان عیش و آرام کھانے پینے کی عمدگی چائے اور قہوہ ٹین وغیرہ جو انگریزی طلبہ کو

میسر ہے۔ اور عربی خوان طلبہ کو سوکھی روٹی اور بے وقت آب و طعام۔

دیکھو بورڈنگ ہوس مین رات کو لمپ کی روشنی بلکہ اب تو گیاس کی روشنی کی جگہہ برقی

روشنی سے رات کا دن ہو رہا ہے۔ اور ہمارا دار العلوم مٹی کے تیل کی ڈبیا جلانے سے کالا پڑ گیا

ہے۔ دیکھو انگریزی خوان کا لباس استری کیا ہوا سپید براق شفاف۔ اور عربی خوان کے پھٹے

کپڑے جسمین ستر پیوند لگے ہوئے میلے کچیلے جنکو دیکھکر ہمارے کلیجے مُنہ کو آتے ہین وائے بر غریبی

اطفال اور زیادہ تر افسوس اس کا ہے کہ زید کے دو فرزند ایک انگریزی خوان اور دوسرا

عربی خوان اور دونون کا خرچہ تعلیم باپ کے ذمہ مگر ایک تو جنٹلمین اُس کا خرچ ماہوار

دیتے اور عربی خوان کو پانچ روپیہ بھی دینا دشوار ہے۔ آخر اسکی کیا وجہ آپ ہی بتلا دیجئے

اور ہم تو آج برہنہ شمشیر ہوکر بتلا ہی دینگے بُری لگے خواہ بھلی۔ یہ مضمون بھی اسی غرض

سے لکھا ہے۔

ظاہر ہے کہ اسکول اور کالج کے منتظم اپنے طلبہ کے آرام اور آسائش کے ضوابط اور قواعد کے پورے پابند ہین لہذا جو لوگ اپنے بچّون کو داخل کرتے ہین اونکو بھی ضرور اوس کی پابندی کرنی پڑتی ہے اور ہمارے مدارس جہان اور طرح سے ڈوبے ہوئے ہین بے قاعدہ ہونے مین بھی اعلیٰ درجہ پر ہین اور اگر ہم پابندی کرین بھی تو چل نہین سکتی۔

ہمنے خود سنہ ۱۲۹۱ھ مین مدرسہ ایامنہ جاری کیا اور پابندی کے درپے ہوئے انجام یہہ ہوا کہ ہم کو مدرسے سے جدا ہونا پڑا۔ مگر العبد یدبّر واللہ یقدّر۔ تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ۔ آپ لاکھ تدبیرین کرین۔ سونے کا نوالہ انگریزی خوان طلبہ کو کھلائین پھولون کے لبتر نرم پر سلائین مگر صحت جسمانی مین ہم غربا کا کبھی مقابلہ نہین کرسکتے ورزش اور کھیل ہوا خوری یہ سب کچھہ مگر پھر بھی ع

جو تری بزم سے نکلا سو پریشان نکلا

اخلاقی امور کی خرابی آزادی مین وہی ایک ایسا عیب ہے کہ سارے عیش اور آرام کو خاک مین ملا دیتا ہے۔

چونکہ مین طبیب الاجسام بھی ہون میرے پاس اس وقت صدہا خطوط اونہین معزز طلبا کے آرہے ہین دماغ کی کمزوری اور بقائے نسل جس قوت سے ہی اوسکی فنا جیسی کالج کے طلبہ مین ہے ڈور از حال ہمارے ٹوٹے پھوٹے مدرسون کے طلبہ مین ہرگز نہین۔

ہمارے مدرسہ کا افسر خواہ پرنسپل اوس کا قاعدہ امیر نحل یا کہ یعسوب کا ہے یعنی شہد مکھی کا افسر کہ جب کوئی مکھی زہریلا اثر اپنے منہ مین لائے وہ افسر فوراً اُس کو کاٹ کر دو حصہ کر دے اسی طرح ہمارے مدرسہ کا جو لڑکا ذرا سا بد چلن ہوا اور

افسر نے فوراً اُسے مدرسے سے خارج کر دیا۔ اس کا کبھی خیال نہین کہ اس لڑکے کے کم ہو جانے سے فیس کی آمدنی مین کمی ہو گی۔ ہمارے مدارس مین فی صدی دو ہی آپ کو ایسے مریض نہ ملین گے جیسے کہ اسکول اور کالج کے فی صدی (۸۰) خواہ (۹۰) ملینگے۔

ہمکو مسٹر ہربرٹ سپنسر کے اصول تعلیم کی پابندی نہین ہے بلکہ اپنے معلم روحانی کے اصول کی پابندی ہے صلے اللہ علیہ والہ وسلم۔

اور جس مدرسہ عربی نے انگریزی اصول تعلیم اور یونیورسٹی کی پابندی کی وہ بھی اوسیطرح ناکام رہا جیسے کہ انگریزی اسکولون کے طلبہ ؎

من ز وضع زمانہ در فکرم

کہ مبادا ازین بدتر گردد

امتحان کے قواعد یونیورسٹی کے ایسے خراب ہین ہم نے دو ایک سند یافتہ عربی خوان کو دیکھا تو اونکی لیاقت مولوی فاضل کی بھی نہ تھی اور ممتاز الافاضل کی ڈگری پا چکے ہین۔ سبب اس کا یا تو ممتحن صاحب کی کم علمی یا امتحان کے پرچون مین کارروائی۔

بہرحال جب دین اور دیانت کی تعلیم نہین ہے مکر فریب پولیٹیکل اصول کا جسقدر برتاؤ رہے اوسی قدر امتحان پاس ہونے کی زیادہ امید ہے پھر کہو کیسی بنے گی مین تو بہک گیا اور دور جا پہونچا۔ صحت جسمانی دونو گروہ طلبہ کا مقابلہ کرنا مدنظر ہے تو جس کا جی چاہے جانچ پڑتال کر لے وہی صحیح اور درست ہے جسکے ہم مدعی ہین۔ جن حرکات اور عادات سے صحت مین ان طلبہ کے خرابی پیدا ہوتی ہے اُن مین سے ایک تو یہی ہے کہ دونو پاون ہر وقت ہلایا کرتے ہین اور یہ حرکت نامعقول الینی گری

ہے کہ ران کی رگین اور اوسکے متصل وہ رگین جنکو باہ سے تعلق ہے سبب کمزور ہو کر سستی عضو معلوم کی پیدا کرتی ہین۔

دستبازی تو الگ رہی یہ ران بازی وہ خراب عادت ہے جسکو دست بازی سے کم نہ سمجھنا چاہیے۔ کوئی لڑکا آپ انگریزی پڑہا ہوا ایسا نہ پائے گا جو دونون پاؤن کی رانون کو ہردم نہ ہلاتا ہو۔ جس کا انجام یہی ہے۔

پہلوان کشتی لڑنے والے بیٹھک طرح طرح کی اسی غرض سے کرتے ہین کہ رجولیت اُنکی جاتی رہے وہ بھی پاؤن کا ہلانا اسی غرض سے کرتے ہین۔

سر پر بال

یورپین سرد مزاج کی تشبیہہ سے ہندوستانی گرم مزاج اطفال بہی سر پر بال رکھہ کر صاحب لوگ بنتے ہین جس کا نتیجہ وہی ضعف دماغ ضعف بصارت ہی اور نزلہ حار بھی پیدا ہوتا ہے ہمارے سر منڈے اطفال پر ان کی قہقہہ زنی کا جواب یہ ہے انا نسخر منکم کما انتم تسخرون۔ ہم ہی تم پر ہنستے ہین جس طرح تم ہم پر ہنستے ہو۔

راقم غلام حسنین

اطبائے ناظرین رسالہ سے

عرض حال

جن احباب کو میری قومی اور مذہبی خدمت کا کسی قدر خیال ہے عام اس سے کہ وہ طبیب ہون یا نہ ہون اُن سے آج مین اپنے موجودہ حالات کو لکھکر امیدوار دُعا اور تجویز دوا کا ہون اس لئے کہ میری سمجھہ مین اپنا مرض نہین آتا۔ رائے

علیل کی علیل ہے۔

حالات

اعضا کا مختلف ہے۔

میرا سن قریب (۸۶) برس کے ہے اور مزاج مختلف۔

(۲) مجھے ماہ رجب ۲۷ھ تپ شدید شاید حمائے غشیہ ہوئی اور آٹھ روز تک بول و

براز کی خبر نہ رہی۔

جب ہوش ہوا اسہلات سے مرض دفع ہوا اور حسنیہ قرآنیہ اوسی زمانہ مین چھپ

رہا تھا دماغی کام کرنا پڑا اور آخر ماہ شعبان تک صحیح ہوگیا کہ روزہ ماہ صیام کے رکھے

مگر ایک روز روزہ دوسرے روز ندارد بدن کی لاغری کچھہ زیادہ نہوئی۔

(۳) رائے بریلی مین ہر ماہ شوال کو آیا اور ماہ ذلقعدہ مین پہر تپ ہوئی اور تہوڑی

تدبیر سے جاتی رہی مگر لاغری روز بروز بڑہتی گئی کہ اب بدن پر گوشت براے نام ہی

نہ رہا۔ اشتباہ پیدا ہوا شاید کہ دق الہرم (امی شیخوخیت) ہو مگر سوائے لاغری

کے اور کوئی علامت نہ تہی اور لاغری اب بہی ترقی کر رہی ہے۔

(۴) مین غرط خشکی بحد ضرور ہے فاروره قریب اترجی کے ہی۔

(۵) کہو پیٹرو کے داہنی طرف ایک سلعہ (ابوڑی) نمایان ہے اور کسی وقت غائب ہی

ہو جاتی ہے مجھے خیال ہو آنت اونزلے کا مگر درد وغیرہ نہین ہے

(۶) سب سے زیادہ ایذا یہہ ہے کہ وہ آنت جس مین فضلہ براز رہتا ہی قریب

منتہاے اسفل کے اوس مین خشکی اس قدر آگئی ہے کہ بڑی دقت سے پخانہ

ہوتا ہے اور شدہ ضرور پڑتے ہین مگر شدہ چھوٹے چھوٹے اور سخت مگر تہوڑے

اور باقی براز کا دہی بان دودہ کے استعمال سے دفع فضلہ باسانی ہوتا ہے

اور شرّہ مین کمی ہوتی ہے۔

(۷) قوت دافعہ براز مین زیادہ ضعیف ہے ضرور اندلیشہ قولنج سددی کا رہتا ہی۔

(۸) اشتہا مین کمی نہین ہے ہان بر وقت ہضم کے شب کو سوزش معدہ مین زیادہ ہوتی ہے اور ریاح کی کثرت ہے۔ لیٹے رہنے سے ڈکار نہین آتی ہے لہذا بیٹھکر جب دو چار ڈکارین آجاتی ہین تب آرام ہوتا ہے اور یہ کیفیت چند سال سے مستمر ہے۔

(۹) ریاضت مین ڈنڑ کرنے کا مجھے ہمیشہ سے التزام ہے سَو ڈنڑ کر لیتا تہا مگر اب ۲۰ پچیس بھی نہین ہو سکتے۔ اور آنت کے شق ہونے کا خوف یہ بھی مانع ہے اسی وجہ سے کمر مین خمیدگی بہی شروع ہو گئی ہے۔

(۱۰) محنت لکھنے پڑہنے کی ۱۲ گھنٹہ ماہ رجب سے پہلے مین کرتا تھا مگر اب ۶ گھنٹہ بھی متصل نہین کر سکتا۔

محبت کا شکریہ

میرے احباب اور محسن جو مجھے بہ نیکی یاد کرتے ہین اُن کا شکریہ ادا کر کے عذر کرتا ہون کہ تاخیر جواب سوالات کا سبب یہہ ہے معافی کا اُمیدوار ہون اور دعا کا۔

مین کبھی دن کو جیسا کہ مین بھی نہین سویا مگر اب اس سال مجھے نیند کا غلبہ دن کو بھی ہوتا ہے اسلئے شب کو نیند کم آتی ہے۔

اُمید ہے

کہ اطبائے ناظرین میرے لئے کوئی تجویز مناسب ضرور کرینگے۔

راقم

غلام حسنین

عام خبرین

لاہور مین ۹½ بجے رات کی توپ دغنا بند کیا گیا۔ اس سے ۴۰ ہزار سالانہ بچت ہوگی۔

ولایت کے امتحان بیرسٹری مین آئندہ وہی اُمیدوار شریک ہوسکے گا جو یونیورسٹی کا گریجویٹ ہوگا

سر حضور مہاراجہ بہادر کپورتھلہ بخیریت لندن پہونچگئے۔ یہ چوتھی سیر کا موقعہ ہے۔

بدایون کی آل انڈیا اردو کنفرنس نے قرار دیا کہ الہ آباد کے امتحانات آرٹس مین اُردو بھی داخل کرین

آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا آئندہ سالانہ جلسہ امروہا (مراد آباد) مین ۱۰ تا ۱۲ اکتوبر ہوگا۔

بمبئی مین وبائے چیچک کا ان دنون بہت زور ہے یورپین ہسپتالون مین اسکے مریض بڑھ رہے ہین۔

ٹیٹا گڈہ (کلکتہ) مین ایک گروہ ہندوستانی رہزنون کا پکڑا گیا بہت وارداتون کا اقبال کیا۔

پنجاب کے میڈیکل امتحانات کا ماہ مئی مین بجائے دوم کے آخری سوموار سے شروع کرنا منظور کیا گیا۔

ہالی صاحب کا دُم دار تارہ ۲۴ اپریل کو نظر آویگا اور ۲۰ مئی کو روشن ترین ہوگا۔

بیانا سے آگرہ تک ایک شاخ ریلوے بنانے کا حکم ہوا۔ جو فتحپور سیکری سے گذرے گی۔

بمبئی مین ایک آوارہ گرد روسی گرفتار کیا گیا جسکو ملک بدر ہونے کا حکم دیا تھا اور چالان کیا گیا۔

ہندی کرکٹران کی پارٹی جو آئندہ سال ولایت جاوے گی۔ بمبئی مین اس کا سرمایہ ۴۰ ہزار ہے

مقام سٹیٹنی مین چار آدمی ہوائی جہاز پر اُڑے جن کے سمیت ہوائی جہاز بالٹک مین جا پڑا۔ ان چار مین ہر ڈلبرنیک بھی شامل تھے جو جرمن پارلیمنٹ کے ممبر ہین۔ ایک سوار کی مُردہ لاش ہاتھ آئی۔ دوسرا سوار سخت مجروح حالت مین سسکتا ہے باقی دو کا نہین۔ ڈلبرنیک بھی انہین مین ہے تلاش جاری ہے

ایک اور غبارہ بادسمی ریم لبلین ساحل سان سیباشین پر اوڑا ۴۰ فٹ بلندی سے سمندر مین جا پڑا۔ وہ غبارہ کے نیچے دب گیا اور دماغ پھٹ گیا۔ (منقول اخبار زندہ دل جالندہر)

سستی نامردی سل و دق اور جذام کی دوائے اکسیری بنانے مین کوئی فنڈ قایم نہ ہوگا

آج تک ۱۲- آدمی ہماری مجوزہ تراکیب پر اسکی طیاری مین مصروف ہو چکے اپنے ذاتی روپیہ سے

(۱) منشی محمود حسین صاحب حیدرآباد مین حال وارد اونکے بنائی ہوئی دوا نصف تو ہمارے پاس بغرض اتمام عمل ای اے یعنی کو وہ خود ہماری تحریر سے پورا کر رہے ہین خدا سے امید ہے کہ دو ماہ مین قابل کھلانے کے ہو جاے۔

(۲) حکیم سید غلام عباس صاحب سلمہ اللہ اٹاوہ مین بڑی سرگرمی سے دو مقدار بنا چکے اب تصفیہ کا عمل شاید اسی ہفتہ مین پورا ہو کر تشمیع اور حل کا عمل شروع کرین

(۳) اپر برہما اور کوہ رانی کھیت اور پنجاب کے بعض مقامات بڑودہ اور مظفر پور وغیرہ کے حضرات نے ابھی کوئی رپورٹ نہین بھیجی مگر امید ہے کہ وہان سے بھی نمونہ جات آجائین

کشتہ اور اکسیر مین کیا فرق ہے

فارسی مین کشتہ اور ہندی مین ماتر اور عربی مین کلس سب بمعنی واحد ہے۔ معدنیات سمیہ اور فلزات عبیطر یعنی ناصاف انہین سے کشتہ بنتا ہے اور انہین سے اکسیر بھی بنتی ہے۔

فرق یہہ ہے کہ کشتہ مین سمیت اور کدورت باقی رہتی ہے بلکہ خشکی اور حرارت

اور بڑھ جاتی ہے آگ کی وجہ سے اور ان سمیات کے اثر سے جنمین کشتہ بنایا جاتا ہے
اور اسی وجہ سے جوش ہو رہے کشتہ کرے کشتہ ''صحیح اور درست ہے - ہم نے
خود اپنے وطن کا ایک مسلمان حلوائی حسینی نام دیکھا جسکو چاندی کے کشتہ
کھانے سے جذام ہوگیا تہا وہ کشتہ ہم نے پیشاب کی راہ سے نکالا اور علاج بھی
کیا (پڑھو ہماری لائف) اور یہان رائے بریلی مین بھی تکیہ کلان پر ایک مسماۃ
کشتہ زدہ کا علاج کیا اور کشتہ نکالا ہے نام نہ لونگا اونچی دوکان کا کشتہ ہے
دوسرا فرق کشتہ سنڈ اکسیر ہوتا ہے نہ آگ پر پگھلے اور نہ دھات کو رنگے
اور اکسیر مثل موم کے آگ پر پگھلتی ہے اور دہات کو رنگتی بھی ہے - اسی وجہ سے
کہا گیا ہے جو رنگے بابا (دہات) وہ رنگے کا با اور ہمارا تجربہ اور مشاہدہ بھی چکا ہے
دو چار مریض ہم روزہ ہم نے سستی کے پشاور اور ضلع میرٹھ مین اچھے بھی
کئے ہین جو آج تک صحیح اور توانا ہین -
تیسرا فرق بعض کشتہ مین وہ اجزا از قسم املاح جیسے نوشادر خواہ جڑی
بوٹی کی راکھ بھی موجود ہوتی ہے اور اکسیر بقول افلاطون ان سب سے پاک صاف
فقط روح اور نفس اور جسد پر شامل ہوتی ہے -
چوتھا فرق اکسیر آگ پر پگھلتی ہے اور مرطوب ہوا خواہ شبنم مین گیلی
اور تر ہو جاتی ہے یعنی سردی اور گرمی دونون سے پگھلتی ہے جمع بین الضدین
بھی ہے جسکو فلاسفر محال کہہ رہے ہین ~

چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

پانچوان فرق خفت اور ثقل کا ہے کشتہ کی عمدگی ارباب فن یہ کہتے ہین

کہ پانی پر تیرتا رہے ڈوب نجائے اور اسی وجہ سے علماے اکسیر کا اجماع ہے۔
الخفیف یطفو ہلکی چیز پانی پر خواہ دہات گداختہ پر پڑتی ہے غواص نہین ہوتی اور اکسیر تو سونے پر بہی طرح کرنے سے اندر گھس جاتی ہے۔

وزن صنفی کا مسئلہ (اسپیفک گریوٹی) جس نے جدید طبعیات اور جر ثقیل اور کیمسٹری پڑھی ہے وہ بھی اسکو خوب سمجھہ سکتا ہے موازنہ سیالات کا مسئلہ یہی ہی۔

چھٹا فرق۔ اگر چند اجزا ملاکر کشتہ بنایا جائے تفریق کیمیاوی سے وہ اجزا جدا ہو سکتے ہین اور اکسیر مین چونکہ حل طبعی ہو کر سب اجزا ملکر ذات واحد ہو جاتے ہین لہذا تفریق کیمیاوی سے اجزا جدا نہین ہو سکتے یعنی مرکب بسیط ہو جاتا ہی یہہ قدرت کا تماشا ہے اور یہہ عقیدہ فلاسفہ دہریہ کا بسیط مجہول نہین ہے عمل اکسیر نے مشاہدہ کرا کے باطل کر دیا۔

اور جب ہم ایسے کم علم اور کم قدرت بسیط بنا لیتے ہین تو پہر صانع بیچون تعالے مجدہ کا بسیط کے بنانے سے عاجز ہونا اس کا عقیدہ محض بے دینی اور بے عقلی ہے سچ کہتے ہین ؎ کہ بے علم نتوان خدا را شناخت

ساتوان فرق۔ کشتہ خاص خاص مرض پر چلتا ہے اور شاید کوئی قسم کشتہ کی دو چار امراض مین کار آمد ہو۔

اور اکسیر اگر اپنے درجہ کمال پر امداد الہی سے طیار ہو جاے امراض متضادہ جیسے دق اور فالج سب پر برابر چلتی ہے۔

کمیٹی اطبا کی ضرورت

ہماری غرض یہ ہے کہ طبیب اس دوائے جلیل کے بنانے پر توجہ کرین

اور یہہ مرض عام سستی اور نامردی کا جو اسکولون اور کالجون مین پھیل رہا ہے
اسکے علاج مین بجز اکسیر کے اور کوئی دوائی کامل نہین ہے۔ پانچ طبیب تو آج
تک ہماری کمیٹی کے ممبر ہو چکے شکر خدا۔

راقم غلام حسنین رائے بریلی وزیر گنج

حسنیہ قرآنیہ اور شائقین کا

جوش مگر زبانی

اس مین تو کچھ شک نہین کہ امام حسین علیہ السلام نے امت کے ساتھ جو احسان
کیا ہے وہ خاص اُنہی جناب کا حصہ ہے اور اسی وجہ سے وعدہ الٰہی ہمارے نبی سے
ہو چکا ہے کہ ہم ایک قوم ایسی پیدا کرینگے رجالھم یتکون علی رجال اھلبیتی
نساھم یبکیت علی النساء۔ اور اس حدیث کی تفسیر ہم نے حصہ دوم جلد دویم ماتین مین اور
وجہ تخصیص رجال کی رجال شہداء سے اور نساء امت کی نساء اہلبیت سے دلائل اور
براہین سے ایسی لکھدی ہے کہ سارے شبہات دفع ہو گئے یہ جلد اب معہ ترجمہ اردو بہت
جلد چھپے گی انشاء اللہ

یہ سب کچھ تو ہے مگر ایکہزار جلد حسنیہ قرآنیہ کی ہدیہ بلا قیمت ہوئی اور کم سے کم
دس ہزار لوگون نے اخبارات اور خود رسالہ کو پڑھکر ضرور معلوم کیا ہوگا کہ اس کتاب
کی اشاعت ایکہزار کیا کافی ہو سکتی ہے بھلا کم سے کم دس ہزار تو ہو اور فی قریہ ایک
جلد اور شہر کے ہر محلہ مین ایک جلد اسکا موجود رہنا ضرور ہے۔ خصوصًا ایسے زمانہ
مین کہ جدھر سنو یہی آواز آرہی ہے کہ نام امام حسینؑ دنیا سے مٹ جائے اور

جس قوم عزادار کے پیدا کرنے کا خدا نے ہمارے نبی سے وعدہ فرمایا ہے وہ قوم ایسی تباہ اور برباد کردیجائے کہ اوس کا نام ونشان بھی باقی نہ رہے اور سب سے بڑھکر یہ ہے کہ اصل واقعہ شہادت یا اوسکے بعض واقعات متواترہ ہی سے انکار کردیا جائے اور سند انکار یہ کہ قرآنمجید مین کہین اس کا ذکر نہین ہے اور اسی شبہہ کے دور کرنے کی غرض سے حسینیہ قرآنیہ ہم نے لکھی اور چند محبان شہید مظلوم کی امداد سے چھپوا کر مشتہر بھی کردی۔

اب انصاف تو یہ کہتا ہے کہ جو لوگ اسکے مدعی ہین کہ ہم اوسی قوم موعود (عزاداران) مین داخل ہین اور یہی عزاداری ہمارے آب وگل مین خدا نے داخل کردی ہے ان لوگون کو حسینیہ قرآنیہ کو پڑھکر دلی جوش (نہ زبانی) ایسا پیدا ہوتا کہ اسکی اشاعت پر دامے درمے قدمے سخنے سے دریغ نہ کرتے مگر افسوس یہ ہے کچھ بھی اُنھون نے قدر نہ کی۔

قدر سے ہماری یہ غرض نہین ہے کہ ہمکو کچھ اوس کا معاوضہ دیتے (خدانکند) بلکہ قدر سے مراد یہ ہے جیسا کہ ہمارے معزز اور عزیز از جان ایڈیٹر اصلاح نے رسالہ نمبر ۲ بابت ماہ صفر مین اپنے جوش قلبی سے لکھدیا کہ قرآن مجید سے ثبات شہادت ایسا حسینیہ قرآنیہ مین ہوا ہے کہ اب کوئی مسلمان انکار نہین کرسکتا کفار کا ذکر نہین۔

یہ ہین داد سخن کے دینے والے اور ہماری محنت کی قدر کرنے والے۔ اور باوجودیکہ رسالہ اصلاح کے چند ہزار ناظرین نے اس ترغیب اور تحریص کو پڑھا اور طالب رسالہ بھی ہوئے اور رسالہ بھی اون کو پہونچا اور اب باقیماندہ حضرات کو بھی

پہونچ رہا ہے مگر اس کا کسیکو خیال نہ ہوا کہ ایکہزار کی اشاعت سے کیا برآمد کار ہو سکتا ہے۔

دوبارہ حسینہ قرآنیہ کی اشاعت

ہم نے پھر اسکے چھپوانے کا مصمم ارادہ کر لیا اور ایک ہزار جلد اب کے مرتبہ بھی چھپینگی مگر تقطیع ۲۲-۲۹ کی رکھی ہے کہ واضح اور جلی قلم سے ہو اور صحت کا اہتمام پورا کیا ہے طبع اول میں ہمارے مرض کی وجہ سے اس قدر اغلاط رہے کہ ہمکو شرم آتی ہے۔ کل مطبع میرٹھ (صادق المطابع) سے تکملہ بھی مصارف طبع کا آگیا ۲۲-۲۹ کی تقطیع اور ۲۴ پونڈ کا وزن اس کا کل خرچ ۷۵؎ ہوگا۔

اب لازم ہے

کہ جو لوگ طبع اول میں شریک نہوئے اور رسالہ اُن کو ہدیہ بلا قیمت ملا ہے وہ تو ضرور طبع دوم میں امداد کریں اور اگر معاونین سابق جو مصداق السابقون السابقون اولئک هم المقربون کے ہیں وہ بھی شریک ہوں تو سبحان اللہ کیونکہ

نقش دوم ہے چاہیئے اول سے خوب ہو

علماء اور واعظین اور ذاکرین مصائب

پر سب سے زیادہ زبانی امداد لازم ہے (سخن) سے یہی مراد ہے اپنے جلسہ وعظ میں حضار کو امداد طبع پر آمادہ کریں سات پانچ کی لاٹھی اور ایک آدمی کا بوجھ

آج تو ہمارا قومی کام اسی قوم کی امداد سے چل سکتا ہے وہ دن گئے کہ تین لاکھ روپیہ سالانہ سرکار شاہ اودھ سے اشاعت دین کی غرض سے ملتا تھا۔ جس دیئے کی روشنی محشر تلک رہے گی۔ راقم غلام حسنین راے بریلی وزیر گنج

سُنّی اور شیعونکی تنزاع اور وکیلون کی پارٹی

عام قاعدہ قدرت کا یہی ہے کہ جب کوئی چیز اپنی حد سے تجاوز کر جاتی ہے پھر وہ شے خود ہی فنا ہو جاتی ہے۔

فنا ہونے کے اسباب بھی مسبب الاسباب ایسے پیدا کرتا ہے کہ جس درجہ پر وہ شے ہے اور جس قدر قوت پر ہے سبب بھی اوسیقدر قوی ہوتا ہے ورنہ مقابلہ کیسے ہو سکے اور اثر کیا ہو۔

اگرچہ مصلح قوم اس وقت چار قسم کے لوگ ہو سکتے ہین۔ علما اور ایڈیٹران اخبار ورسائل حکام اور وکلاء علما کی ناپرسانی اور بے بسی (خصوصاً علمائے شیعہ کے) یہ تو ایسی نہین ہے جسکے اظہار کی ضرورت ہو ان کی کون سنتا ہے اور سنتا بھی ہے تو کون مانتا ہے۔

پہلا وار عوام کا تو یہی چلتا ہوا ہے کہ جہان تک ہو سکے کہ علما کی توہین اور بے قدری کی تدبیر کیجائے اور ام المفاسد یعنی سبب فسادونکی جڑ یہی ہے۔

رہے ایڈیٹران اخبار و رسائل سے

سُن تو سہی جہان مین ہی تیرا فسانہ کیا ؛ کہتی ہی تجکو خلق خدا غائبانہ کیا

مصلح قوم اور ریفارمر تو یہی فرقہ ہے مگر ہماری پھوٹی قسمت کہ

برعکس نہند نام زنگی کافور

خیر ہمکو یہ کہنا ہے کہ اس فرقہ کی اصلاح اور افساد مین کوی بات ایسی نہین چل سکتی جس سے یہہ فتنہ نزاع اور خصومت کا فرو ہو جائے۔

حکام اور عہدہ داران سلطنت وہ بنظر امن وامان عام قایم کرنے کی ضرور کوشش کرتے ہین مگر مذہبی امور کی آزادی جو قانون سلطنت کا جزو اعظم ہے اُن کو زیادہ مداخلت دینے سے روکتا ہے اور جبر وتعدّی کر نہین سکتے اسلیے کہ جبریہ مصالحت سے تو خصومت قلبی اور زیادہ ہوگی

اب رہا فرقہ وکلاء

جھگڑے اور فساد باہمی کو رفع کرنا دو طرح سے ہوتا ہے یا تو ایک فریق غالب ہو جائے مغلوب جھک مار کر چپ ہو جائے گا یہ کام تو خاص فرقہ وکلا کا ہے اور یہی ذریعہ ان کی معاش کا ہے۔

دوسرا طریق فریقین مین صلح اور آشتی پیدا کرنے یہ طریق پیشۂ وکالت کو مضر ہے اگر ہم دونون باہم راضی ہون نہ وکیل کی ضرورت رہے نہ حاکم اور قاضی کی مثل مشہور ہے دولون جنے راضی تو کیا کرے قاضی۔

مگر چونکہ پبلک کو اپنے مقدمات اور حاجات مین بدون امداد وکیل کے چارہ نہین لہذا وکلاء کا مرجع انام ہونا یہ جبری اور قہری امر نہین ہے جیسے حکام کا بلکہ خلائق اپنے رضائے قلبی سے وکیل کو اپنا سرپرست اور بہی خواہ سمجھتی ہے اور رجوع قلبی ہے جو کام ہے اوسی کو پائیداری ہے۔

اب دیکھو فرقہ وکلاء کی دینداری اور قومی ہمدردی اور سچی محبت کہ جو بات اونکی آمدنی اور معاش کو مضر ہے یعنی مصالحت باہمی اویکو خود وکلا سے اختیار کیا ہے اور اپنی مالی آمدنی کو قومی اصلاح پر نثار کر دیا ہے ذرا سوچنے کی بات ہے زبان سے دعوی محبت کرنا یہ تو بہت آسان ہے مگر دعوی کا پورا کر کے دکھلا دینا یہ اسی شخص سے ہو سکتا ہے جو اپنا کچھہ کھو کر قوم کی تباہی کو دور کرے۔

پہر چونکہ اثر بھی اوسی کوشش مین ہوتا ہے جو خالص اور بے لگاؤ طمع کے ہو اور ظاہر ہے کہ اگر فرقہ سنی اور شیعہ مین اتحاد ہو گیا وکیلون کو کوئی فیس یا یا محنتانہ یا شکرانہ ملنے کی امید نہین بلکہ تیمون حق اونکے مصالحت سے مارے جاتے ہین پہر باوجود اس نقصان پہونچنے کے خالصاً لوجہ اللہ اور مخلصاً لحب القوم یہی گروہ یا شکوہ اوٹہہ کہڑا ہوا ہے جو دونون بچہڑے ہوے حقیقی بہائیون کو جن مین شیطان نے تفرقہ ڈالا ہے۔ ادسر لو ملانے کے درپے ہین۔

شیطان کی تفرقہ اندازی کو ہمارا قرآن کھہ رہا ہے انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء شیطان یہی چاہتا ہے کہ ہم مین آپس کی عداوت اور بغض پیدا کر دے۔

ہان بہائیو اگر قرآن کو سچا جانتے اور شیطان پر لاحول پڑہتے ہو تو پھر فساد باہمی مین شیطان کی پیروی کیون کرتے ہو

اصول معاشرت

مین وکیلون کی سچی مدح و ثنا (خوشامد نہین) کر کے اب ذرا اصول معاشرت پر بھی نظر کرتا ہون۔

اگر دونون مذہب کے وکلار اور بیرسٹر کا اتفاق ہو جاے کہ سنی اور شیعہ ضرور باہم شیر و شکر ہو جائین تو میرے نزدیک ممکن نہین کہ چند روز مین یہ نزاع نیست اور نابود نہو جائے۔

بمرگش گیر تا بہ تپ
راضی شود

عوام کی طینت اور خبث سریرت اور فتنہ انگیزی کی رغبت کو جسقدر فرقہ وکلاء سمجہہ رہا ہے دن رات اوس کا یہی مشغلہ ہے یہی کام ہے اور کوئی اس قدر نہین سمجہہ سکتا اور عام طبائع پر جس قدر قبضہ فرقہ وکلاء کو ہے اور کسیکو نہین ہے اگر طبیب اپنی قدر و منزلت پر ہوتے اور زمانہ ان سے کبھی نہ کرتا یہ فرقہ بھی مصالحت باہمی مین کام آتا۔

مگر بھائی گئے گہر کا ذکر ہے گیا

اب وکیلون کو طرق اصلاح کا تبلانا اور اسمین ایک ملائے محض غلام حسین ہو یا کوئی اور عالم کو رائے زنی کرنی وہی مثل ہے کہ حکمت بہ لقمان آموختن۔ مجھے ایک کوے کی حکایت یاد آئی کوا اپنے بچّہ کو سمجہانے لگا کہ بٹیا دیکھو جب کوئی کل سرا آدمی ڈہیلا اوٹہانے کو جہکے تم فوراً اوڑجانا بچہ نے کہا کہ اگر کل سرا ڈہیلا اپنی بغل مین دبائے ہوئے گہر سے آتا ہو تب ہم کیا کرین۔ کوّے نے کہا کہ بس بٹیا تم پورے ہوشیار ہو تم کو کون سکہائے یہی حال ہمارا بنسبت فرقہ وکلا کے ہے کیا اچھا دوہرا ہندی مجھے یاد آیا۔

کسی سہیلی نے اپنی سہیلی سے شکایت کی کہ تم اپنے پردیسی شوہر کو خط کیون نہین لکھتی ہو وہ جواب دیتی ہے۔

پینیتم پتی ہین جب لکہون کہ پی رہین بدلیس
تن مین من مین نین ہین پہر نکوکون سندیس

جسم وجان وچشم سب مین وکلار کے تو عوام کے خیالات ہردم بھرے ہوئے ہی ہین اُن کو سکہلانے کی پہر حاجت ہی کیا ہے۔

اب خدا سے دُعا

یہ ہے کہ جسطرح اس فرقہ کے دل مین القا کیا ہے کہ اپنے منصب کے خلاف مصالحت کرانے پر آمادہ ہون اوسیطرح تمام فرقہ وکلاے شیعہ اور سنی کو ایسے ایسے چلتے ہوئے گر بھی سکھادئے کہ یہ فرقہ اپنے ارادہ مین پورا کامیاب ہوجائے اور عام مسلمانون کو توفیق دے کہ

ہر انچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر

جس راہ مصالحت پر یہ لوگ اونکو لگا ہین اُسی راہ کو اختیار کرین اور قصد السبیل میانہ راہ سے باہر نہ تو ناصح کا قدم ہوا اور نہ منصوح کا یعنی جس کو نصیحت کیجائے۔

الراقم وہی کنتوری

اٹاوہ مین تعلیم یافتہ کا

جلسہ تائید اسلام پر

ہزار آفرین اُن معزز تعلیم یافتہ پر جسکو حمایت اسلام کا یہہ خیال پیدا ہوا کہ اسلام پر جو حملہ جدید شبہات سے ہورہا ہے اوس کا دفع کرنا خاص اوسی گروہ کا کام ہے جو علوم جدیدہ سے واقف ہے اور علمائے اسلام پر ناحق الزام لگا

جاتا ہے کہ یہ اس کام کو انجام نہین دیتے اسلیئے کہ اگر علماے اسلام علوم جدید
کو حاصل بہی کرین اور اونکو روزانہ فکر معیشت سے گونہ اطمینان بہی ہو تو آپ
قیاس کیجئے اسکول اور کالج کے کورس بدون پڑہے پڑہائے جدید علوم ہون
یا قدیم کیسے آدمی کو حاصل ہو سکتے ہین۔
ہان تعلیم یافتہ پارٹی چونکہ وہی علوم حاصل کر چکی ہے اور یورپ کے
علما پابند مذہب جو کتابین شبہات جدیدہ مین لکہہ کر شائع کر رہے ہین عیسائی
ہون یا اہل اسلام اونکے سمجہنے اور ترجمہ کرنے کی لیاقت اسی پارٹی مین ہے
اور ناحق اُلٹا الزام علماے اسلام پر لگاتی ہے جسکو ہم برسون سے رو رہے
ہین کہ درزی کا کام لوہار سے کیونکر ہو سکتا ہے۔
رہا ایک مین اور میری کتاب انتصار الاسلام یا رسالہ ماہوار تہافت الفلاسفہ
ضرور یہ کام اپنے منصب سے بڑہ کر ہین کر رہا ہون مگر اوس کا سبب کیا ہے ۳۵
برس سے ترجمہ اردو اخبارات مین جا بجا اصول جدیدہ کا مشتہر ہو رہا ہے اوسکو پڑہکر
اور تعلیم یافتہ پارٹی سے اونکے شبہات کو پوچہکر تب جاکر یہ کام مجہہ سے بڑا بہلا
کس قدر انجام پا رہا ہے مگر کیونکر گہر چہوٹا بار چہوٹا عزیز یگانہ سے ملنا چہوٹا نہ دن
کو دن نہ رات کو رات کج خلق بے مروت مغرور بے رحم سب کا مصداق ہوکر مفلس
قلاش کپڑے پہٹے ہوئے سے شرم نہ رکہہ کر امرا اور روسا کے در پر بہیک مانگنے
کو چہوڑ کر تب جاکر اس مہم مین قدم رکہا ہے ۵

کیا کیا جفائین جہیلین کیا کیا ستم اوٹہائے
تب جا کے اے ستمگر عاشق ترے کہائے

جب کوئی آدمی فنا فی اللہ ہونا چاہے پہلے اسکو ان سب مصیبتون کا سامنا ہوگا

چڑہا منصور سولی پر پکارا عشقبازونکو
یہ اسکے بام کا زینہ ہے آئے جسکا جی چاہے

اور لیجیے ہم نے تو اپنی جان لڑادی اور جو بوجھ ہمارے اوٹہانے کا نہ تہا اسکے اٹھانے کے درپے ہوئے۔ غیر تو غیر ہمارے خاص معزز شاگرد مرزا محمد ہادی بی اے وہ کہتے ہین آپنے انگریزی تو پڑھی نہین اور علوم جدیدہ کی آپ کو ہوا بہی نہین لگی پہر آپ کیون دخل در معقولات دیتے ہین ہر کارے وہر مردے آپ سے قال اللہ وقال الرسول پر جکڑ بند رہیے یہ کام ہم لوگون کا ہے جو ایم اے بی اے پاس ہین۔

ہان عزیزی صحیح اور درست ہے کام تو تمہارا ہے مگر پہر کرتے کیون نہین۔

یہہ تو اپنا دُکھڑا ہے

مگر مطلب یہ ہے کہ جسکا کام اسی کو ساجے اور کرے سو ٹھینگا باجے۔ سچ ہے کہ یہہ کام اسی معزز پارٹی کا ہے جو تعلیم یافتہ ہے اور جو اٹاوہ مین ۱۳ اکتوبر سے ۱۶ تک جلسہ کرے گی اور حمایت اسلام مین اپنی سرگرمی شروع کریگی۔

مگر پہر بھی مجھے کہنا ضرور ہے کہ جسطرح ہم پر بسبب علوم جدیدہ مین پاس نہونے کے یہ اعتراض ہو رہا ہے اس سے زیادہ اس پارٹی پر اسلامی اصول کے نہ جاننے کا الزام ہے اور ہوگا مگر رد شبہات جدیدہ مین اس ناواقفیت سے ایسا ہی ممکن ہے کہ ھرب عن المطر و وقع تحت المیزاب۔ بارش خفیف سے تو بہاگے مگر پرنالہ کے نیچے جا کھڑے ہوے۔

مطلب یہ ہے کہ جواب ایسا دیا کہ شبہ خفیف تو دفع ہوگیا مگر بڑا بہاری نقص کسی

مسئلہ اسلامیہ مین اوسی جواب کی وجہ سے پڑگیا روزہ چھوڑا منے گئے تھے سو نماز
گلے پڑی۔

یہی تو خرابی ہے اور اس وقت دو ایک جنٹلمین سے جو ایک آدہ سوال کیا گیا
جواب ایسا دیا جسکو اسلام کبھی جائز نہین کرسکتا پہر کیا فائدہ ہوگا اٹاوہ کی کمیٹی سے
ابھی پرسون کا ذکر ہے ایک جنٹلمین نے مجھہ سے پوچھا کہ وضو مین مسح سروپا
سے کیا فائدہ اور اس کی کیا مصلحت ہے۔
مین نے کہا کہ موہنہ اور ہاتھہ دہونے سے کیا فائدہ۔ جنٹلمین صاحب بولے کہ
صفائی چرک اور میل سے موہنہ کے اور ہاتھہ کے دہونے سے ہوتی ہے اور مسح کرنے
سے یہہ فائدہ نہین ہے۔
اب دیکھو فلسفہ کے مذاق پر تو جواب پورا ہوگیا مگر اسلامی اصول سے ایسا
وضو باطل ہے جو بغرض چرک اور میل دور کرنے کے کیا جائے اس لئے کہ اخلاص کے
منافی ہے اسی طرح اگر شدتِ گرمی سے نجات ملنے کی غرض سے آب سرد سے وضو
کرین اور یہی غرض وضو کرنے کی ہو تب بھی باطل ہے اور اگر قربتاً لوجہ اللہ اور
یہ تبرید عضو دونون مقصود ہون جب بھی وضو باطل ہے۔
فرض کرو کسی شخص نے صابون خواہ اوبٹنا ملکر اپنا مُنہ اور ہاتھ دہویا ہو
اور مُنہ اور ہاتھ اوسکی صفائی سے چمک رہے ہون پہر بھی جب وضو کریگا ہاتھہ اور
مُنہ کا دہونا اوس پر بھی اوسی طرح واجب ہے جسطرح کہ میلے کچیلے موہنہ اور ہاتھ
دھونے والے پر بلکہ اگر پانی میلا ہو مگر حد آب مضاف پر نہ پہونچا ہو پہر بھی صاف
شدہ مُنہ اور ہاتھون کا اِسی میلے پانی سے دھونا متوضی کو واجب ہے۔

جیٹھ کے مہینے مین ٹھیک دوپہر کو آب گرم سے وضو کرنا ایسا ہی صحیح ہے جیسا کہ آب سرد سے اب کہان یہ قیاس آپکا درست رہا۔ اب ضرور آپ کہینگے پھر ہاتھ مُنہ دہونے سے کیا غرض ہے محض لغو اور بیکار امر کا حکم حکیم برحق کبھی نہ دیگا۔

اِس کا جواب واقعی تو یہی ہے کہ ضرور حکیم کا حکم خالی از مصلحت نہین ہے مگر اوس مصلحت کا ہر خاص و عام پر ظاہر کر دینا یہ کب ضرور ہے۔ صادق ال محمد نے ایک زندیق کے سوال کے جواب مین کیا اچھی بات ارشاد فرمائی وہ زندیق کیڑے مکوڑے حشرات الارض موذی اور زہریلے جانورون کی خلقت کی مصلحت پوچھتا تھا امام نے چند حشرات کی خلقت کی مصلحت بیان فرماکر یہ جواب بھی دیا کہ اگر ہم جملہ مخلوقات کے پیدا کرنے کے مصالح کو جانین ہم بھی خدا کے برابر علم اشیا مین ہو جائین۔

ضرور ہماری خلقت مین یہ بات داخل ہو اور عقل بھی ہمکو یہی حکم دیتی ہے کہ جب تک کسی فعل کی غرض اور غایت ہماری سمجھ مین نہ آے اُسکے کرنے پر دل بہادی ہو گی اور اسی خواہش بیجا کے روکنے کو ہمارا قرآن کہہ رہا ہے۔ یا ایھا الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسوءکم۔ اے گروہ مومنین ایسی چیزون سے تم سوال نہ کرو کہ اگر تم پر ظاہر کی جائین تمکو برائی پہونچے گی۔

ہم یہ بھی کہتے ہین کہ جن چیزون کی اصلیت ہمکو معلوم ہولی اُن سے ہمکو کیا ملا جو وضو کے ہاتھ پا لون دھونے کی مصلحت معلوم کرنے سے ہمکو ملجائے گا

آمدم برسر مطلب

یہ کمیٹی جوا ناوہ مین قایم ہوی اور اسکی دیکھا دیکھی خدا کرے صدہا جگہہ قائم ہو۔ اس کا فائدہ سر دست تو یہی ہے کہ تعلیم یافتہ پارٹی پر جو اشتباہ تخریب اسلام

پڑ رہا ہے وہ تو فوراً ہی دور ہو جائے گا اور ایک بڑے گروہ اہل علم کا اسلام کی حمایت مین کمربستہ ہونا دشمنان اسلام کی کمر کو فوراً شکستہ کردے گا اور جسقدر علمائے اسلام کو اس پارٹی سے خوف مخالفت کا تھا وہ بھی بالکل نہ رہے گا جو سوالات اس پارٹی کے اپنے جلسہ مین لغرض روکنے حملہ مخالفانہ کے یا خود ناہونگے یا علمائے اسلام سے وہ سوال محمول کسی غرض فاسد پر نہونگے۔

رہا یہ نقص کہ یہ پارٹی اصول اسلامیہ سے بیخبر ہے جب علما اور تعلیم یافتہ گروہ دونون ملکر کام کرینگے ہر ایک گروہ کی کمی دوسرا پوری کردیگا اور اسلام کی پوری ترقی نظر آئے گی۔

جو بعض خراب اصول اسلام مین محض تعصب بیجا سے گھڑ لیے گئے ہین اور عقل اور انصاف کبھی اونکو سچے اصول نہین تسلیم کرتی اونکی جانچ پر نال ہو کر مذہب سے ان کو خارج کردیا جائے گا۔ راقم غلام حسنین

تسخیر ارواح کا عمل

اور مسمریزم

تہوڑا زمانہ گذرا کہ مسمریزم کا جابجا چرچہ اس قدر ہوا تھا ہمکو خوف تہا کہ معجزات انبیا علیہم السلام پر شکوک اور شبہات کی بہرمار نہو جائے مگر جس قدر خوف تھا اوتنا تو نہین پہر بھی کسیقدر شبہات مین اچھے اچھے ذی علم اور دیندار گرفتار ہو چلے تھے مجھے چونکہ مسمریزم سے کسی قدر واقفیت ہے اور بنظر رد و ابطال اسکو سمجھنا واجب کفائی تہا لہذا چندے اسکے اعمال کی بھی مشق کی اتنا ضرور معلوم ہوا کہ جس طرح روح یا نفس کی ماہیت انسانی معلومات سے علم اوس کا بالاتر ہے اسی

طرح روح کے افعال جب تک ہمارے اس جسم مین ہے اور نیز جب اِس جسم خاکی سے جدا ہو کر کسی اور جسم مثالی مین جاتی ہے سب کا علم ہمارے مقدورات سے باہر ہے اور جو لوگ درپے تحقیق ماہیت روح کے ہوتے ہین بجز گمراہی اور ضلالت کے اور کوئی نتیجہ اونکو نہین ملتا۔

یہ تو دوسرا مسئلہ شروع ہو گیا ہمکو تو آج تسخیر ارواح سے بحث فلسفی (مگر آسان) کرنی منظور ہے۔ شریعت مقدسہ نے جو تسخیر ارواح اور جن اور ملک اور کواکب وغیرہ کو حرام فرمایا ہے اوسکی مصلحت یہی ہے کہ آدمی بیدین اور منکر خدا اور انبیا ہو کر بکلا ملحد ہو جاتا ہے۔

طبقات صوفیہ اور اونکے ملفوظات اور علم تسخیر جو ایک باب علم خواص حروف کا ہے اور ہم نے کسیقدر پڑہا ہے اوسکے مطالعہ سے آدمی کو ضرور معلوم ہو جاتا ہے کہ ہادیانِ برحق نے ان علوم کو حرام اسی مصلحت سے فرمایا ہے۔ خیر

ایک بڑے رئیس اور مومن فاضل اجل فقیہ اور متکلم حرسہ اللہ عن الآفات کو مسمریزم کا عمل کرتے کرتے یہ خبط ہوا کہ معاذ اللہ جناب امیرؑ کی روح مقدس کو ہم بلا کر اُس سے سوالات کرتے ہین اور جواب ملتا ہے اور اس خیال پر ایسے جمے ہوئے تھے کہ نعوذ باللہ منہ۔

اُنکے ماتحت رفقا اور اعزہ سب کا ناک مین دم کر رکھا تھا۔ اتفاق سے میرا بھی گذر اونکے دولت سرا پر ہوا اور معلوم ہوا کہ چند علما سے اُن سے اسی مسئلہ مین بحث بھی ہوئی مگر اُنکی تشفی نہ ہوئی اور میرے ملنے کے مشتاق ہین۔

رفقا نے مجھ سے کہا کہ آپ اگر سمجھائین تو شاید کچھ اثر ہو۔

چنانچہ مین ان سے بلا بعد اظہار شوق وغیرہ کے وہی مسئلہ شروع ہوا اور کہنے لگے چونکہ آپ مسمریز ہین ضرور آپ سے میرے اس کار نمایان کی داد ملیگی۔

مین۔ ہان جناب وہ کار نمایان آپ کا کون سا ہے۔

رئیس۔ مین نے اسقدر مشاقی بہم پہونچائی کہ جناب امیرؑ کی روح مقدس کو بلوا کر اوس سے حل مشکلات کر لیتا ہون۔

مین۔ ماشاء اللہ پھر آپ آخر اوسی جناب کی اولاد امجاد سے ہین دادا کا پوتے کو سرفراز کرنا کچھ محل تعجب نہین ہے۔

رئیس صاحب رفقا سے مخاطب ہو کر کیون صاحبو دیکھا تم نے مولانا صاحب نے کیسی سچی بات فرمائی

مین۔ مگر یہ تو فرمائیے کہ یہ عمل تسخیر کا ہے کیا روح جناب امیرؑ کی آپکے مسخر ہو گئی یعنی آپ حاکم اور روح مقدس محکوم ہے

رئیس صاحب۔ توبہ توبہ ایسا نہین ہے۔ بلکہ روحانی تعلق میری روح ناقص اور اوس روح کامل مین پیدا ہوا ہے۔

مین۔ کیا کوئی حدیث آپ کو اپنے جد کی ملی ہے کہ جب یہ عمل کرو تو تم سے روحانی تعلق پیدا ہوگا

رئیس صاحب۔ نہین جناب حدیث تو ایسی نہین ملی ہے مگر عیان را چہ بیان ہمارے تجربہ مین روزانہ جو بات آرہی ہے اسمین دلیل عقلی یا نقلی کی پھر کیا ضرورت ہے۔

مین۔ آپ تو مومن ہین اگر کوئی زندیق ملحد اسی عمل سے ایسے ارتباط کا اپنی روح سے مدعی ہو تو ہو سکتا ہے یا نہ۔

رئیس صاحب۔ کچھ دیر سوچ کر اور سٹپٹا کر اس سوال سے آپکا کیا مطلب ہے۔

مین۔ مطلب تو کھلا ہوا ہے اور آپ بھی سمجھ چکے جواب دیجیے۔

رئیس صاحب۔ کیا کہوں کچھ بن نہیں پڑتا ہے۔ اقرار کروں تو ایمان میں خلل آتا ہے اور انکار کروں تو آپ کفار اور بیدین مسمریزر کے نام لینے شروع کردینگے۔ اچھا آپ ہی اِس عقدا کو حل کردیجیے۔

مین۔ آپ کو دوپہر کی مہلت دیتا ہوں خوب سوچ لیجیے پھر میں جو اصلیت ہے اوسے ظاہر کرونگا۔ جلسہ برخاست۔ سلام علیکم

دوسرا جلسہ شام کو

مین۔ کہیے حضور آپنے کیا سوچا۔

رئیس صاحب۔ آپ کا اعتراض بے شک لاجواب ہی مگر چونکہ میرا روزانہ مشاہدہ ہے لہذا بجز سکوت کے اور کچھہ نہیں کہہ سکتا آپ ہی جواب دیکر تشفی کردیجیے۔

مین۔ روحانی تعلق الارواح جنود مجندہ اس کا تو انکار میں کرنہیں سکتا مومن کی روح اور کافر کی روح سب میں تعلق کا ہونا مسلم ہے مگر یہ خیال آپ کا کہ روح جناب امیر کی آتی ہے یہی خراب عقیدہ ہے اگر بنظر تسخیر ہو یعنی معاذ اللہ وہ روح آپکی مسخر ہوگئی ہو پھر چونکہ روح ایک نورانی چیز ہے اور نور کی رفتار جدید تحقیق سے فی ثانیہ (سکنڈ) ایک لاکھ ۹۲ ہزار میل بقول رومر ہے اور نجف اشرف کا فاصلہ آپکے گھر سے دس ہزار میل بھی نہوگا چشم زدن میں نورانی شے یہاں سے وہاں اور وہاں سے یہاں پہونچ سکتی ہے۔ آپ یہ کیوں نہ کہیں کہ آپکی روح وہاں جاکر روحانی ربط پیدا کرتی ہے۔

رئیس صاحب۔ یہ تو سچ ہے مگر یہہ منیر اور تختے وغیرہ بروقت آمد روح کے جو ملجاتی ہے اس سے تو صاف ظاہر ہے کہ روح کوئی ضرور آتی ہے۔

مین۔ کیا روح کوئی جسمانی چیز ہے جس کا فعل جسمانی ہوتا ہے یعنی منیز کو ہلاتی ہے۔

رئیس صاحب۔ نہین جناب روح جسمانی تو نہین ہے مگر آخر یہ میز وغیرہ کیون ہلتی ہے۔
مین۔ روح کے بلانے سے تو آپ منکر ہین اور ہمارا مطلب اسی سے ہے اب رہا یہ کہ کون
ہلاتا ہے اور کیون ہلتی ہے یہ دوسرا مسئلہ ہے۔
دو غلط خیال تو آپکے ہم ثابت کر چکے اوّل تو روح جناب امیرؑ کا مسخر ہونا دوم
یہ کہ روح سے جسمانی فعل ہو نہین سکتا۔
رئیس صاحب۔ کیا آپ اصلی حقیقت کے اظہار سے چشم پوشی کر کے مجھے حیرت مین
ڈالنا پسند کرتے ہین آپ کو مین ان علما مین شمار نہین کرتا جنسے اُمید تسلّی کی پوری
نہین ہے اور نہ آج تک ہوئی۔
مین۔ اب مین مسمریزم کے اعمال کے مدارج اور اقسام کو بیان کرون تب آپکو اطمینان ہوگا
پہلا درجہ تلقینی ہے یعنی جو بات عامل اپنے دلمین سوچے اور معمول پر اوس کا القا
کرے وہی ظاہر ہو جائے۔
معمول کے ہاتھ پر کوئلہ رکھکر یہ سوچے کہ آگ ہی اوسی کوئلہ سے معمول کا ہاتھ
جل جاے کوئلہ کی مثال اسلیے دی ہے کہ وہ بھی مثل میز اور تختی کے ذی روح نہین ہے
جب کوئلہ آگ بن گیا تو میز کا ہلنا کیا دشوار ہے۔ آپ چونکہ اس کام کو کرتے ہین ضرور
اسکو تسلیم کر لینگے۔ یہ دلیل جدلی ہے برہانی نہین ہے آپ تو منطق بھی خوب جانتے ہین

رسول نما

فقرائے صوفیہ مین ایک فرقہ رسول نما کا بھی مشہور ہے جس کا یہ دعوے ہے
کہ ہم جسکو چاہین جناب رسولؐ کو بحالت بیداری دکھلا دین اور حضور سے باتین بھی کرا دین
طبقات صوفیہ مین الیسیہ چند اشخاص ہس کا آپکو پتہ ملیگا۔ دہلی مین بھی ایک صاحب رسول نما گذرے

ہین کیا آپ اسکو صحیح مان سکتے ہین اگر ہمارے رسول کریم صلعم اسی مرتبہ کے ہین کہ جو لنگوٹا
بدست مجذوب آپکو جہان چاہے معاذ اللہ پکڑ بلوائے تو ہم ایسے رسول پر کبھی ایمان
نہین لاسکتے اسیطرح اگر جناب امیر کی یہی قدر و منزلت ہے کہ رند مشرب شرابی جواری نیچرل
جب چاہے آپکی روح کو پکڑ بلوائے اور اس روح سے قلی اور مزدور کا کام لے منبر کو ہلا دے
تختی کو حرکت دے تو ہم ایسے امیر المومنین کے ہرگز معتقد نہین۔ حضور آپ توبہ کیجیے
اور کبھی ایسی بات کا خیال نہ کیجیے گا۔

کیا سچی حدیث جناب رسول کی مجھے یاد آئی ہے فرمایا اعدی اعدائك النفس
التی بین جنبیك سب سے بڑا دشمن تیرا وہ نفس ہے جو تیرے دونون پہلوؤن کے بیچ مین ہے

نفس اژدرہا است این کے مردہ است + از غم بے آلتے افسردہ است

واللہ یہدی الی سبیل السلام راقم غلام حسنین

دستبازی حلق تو تھی ہی
اب ران بازی گل دیگر شگفت

انگریزی خوان طلبہ تو عموماً اور اونکے دیکھا دیکھی سے بعض عربی خوان طلبہ بھی اب
ہر دم دونون ران کو ہلاتے رہتے ہین اور کبھی دونون گھٹنون کو ایسے زور سے ہلاتے
ہین کہ سارا بدن ہل جاتا ہے۔

جب پوچھو میان صاحبزادہ یہ کیا بیجا حرکت ہے ٹکہ سا جواب دینگے آپ کیا جانین
تفریح قلب اس سے ہوتی ہے۔ مارے گھٹنا اور پھوٹے آنکھ۔

تفریح قلب کا یہ نسخہ معلوم نہین ڈاکٹری اصول سے طیار ہوا ہے یا بید اور یونانی طب سے
ریاضت کے اقسام جس قدر ہم نے پڑھے ہین اعضائے زیرین کی ریاضت زیادہ تر

پہلوان کشتی گیر جو کرتے ہین اور اونکا بیٹھک نام رکھا ہے انکی غرض یہ ہوتی ہے کہ قوت باہ ساقط ہو جاے اور عورت سے ہم بستری کی خواہش نرہے وہ لوگ البتہ اس حرکت بیجا کو پسند کرینگے۔ دلیل منطقی لکھنے کی ضرورت نہین ہے علم تشریح قدیم اور جدید کے اصول سے ہم کہتے ہین کہ ہماری بیخ ران کے متصل جو رگین ہین ان کا زنجیرا پیڑو سے ملا ہوا ہے جب ان رگون کو بلا ضرورت ہر دم ہلاتے رہوگے ضرور انمین اضمحلال پیدا ہوگا جسکو رگون کا مر جانا کہتے ہین۔ گھوڑے کا اختہ کرنا مرد کا خواجہ سرا بنانا انہین رگونکے ملنے سے پیدا ہوتا ہے۔

یہ تو دلیل قیاسی ہے ہم تجربہ اور مشاہدہ سے بہی ثابت کرتے ہین کہ جو لوگ پیک اور قاصدی کا کام کرتے ہین اور پیدل چلنا ان کو روزانہ پڑتا ہے اونکو بہی قوت رجولیت مین بڑا نقصان پہونچتا ہے اور اونکو بہی جانے دو خود بہی معزز طلبہ انگریزی خوان گھٹنون اور رانون کے ہلانے والے ذرا انکی بھی قوت رجولیت کی خبر لیجیے تو فی صدی (۹۰) کو آپ ضرور ساقط الباہ پائین گے۔

سبب کیا ہے یہی دست بازی اور اوس پر طرہ ران بازی۔ کمر کا درد بہی اسی بدکرداری سے پیدا ہوتا ہے جو اصول علم تشریح سے ہم ثابت کر سکتے ہین۔

وہ خلط منوی جو مقام خاص انثیین مین رہتی ہے چونکہ رگون کی ران سے حرکت حرارت پیدا کرتی ہے لہذا رقیق ہو کر جریان پیدا کرتی ہے۔

مین نے ایک مریض ہیجدہ سالہ طفل انگریزی خوان کو دیکھا کہ اوس کی دہات ادنی جنبش سے مثل پرنالہ کے جاری ہوتی تھی (۷۵) یوم مین اوس کو دواے اکسیری کہلائی تب جاکر تغلیظ منی کا اثر ہوا جسکے صلہ مین مجھے نقد و جنس اوسکے

پدر مرحوم نے ایک ہزار روپیہ دیا تھا۔ بہت تاکید کرنے سے یہ عادتِ بد ران اور گھٹنے ہلانے کی اوس سے چھوٹی مگر پھر بھی کسیوقت سوائی آہی جاتی ہے نام نہ لونگا موجود ہے اور صاحبِ اولاد ہے۔

اطلاع ضروری

یہ مضمون آج خاصکر اُن لوگون کی اطلاع دہی کی نظر سے لکھا ہے جنکے خطوط بالغرض علاج سستی نامردی میرے نام پر آئے ہین اور وہ جنٹلمین انگریزی دان اسی عادت بد مین گرفتار ہین اُن کو لازم ہے کہ اگر اپنی صحت چاہتے ہین پہلے اس عادت بد کو ترک کردین۔

اور جملہ اطفال جو اس خراب عادت مین گرفتار ہین اونکو لازم ہے اب بھی سنبھلین ؎

ایکہ پنجاہ رفت در خوابے ✦ مگر این پنجروز دریابے

ہمارا کام نصیحت کرنے کا ہے یا نوگے تمہارا بھلا ہوگا ورنہ تم جانو تمہارا کام۔

اگرچہ خراب عادت کوئی سی ہو سب ہی خراب ہے مگر جس عادت سے قطع نسل کا ضرر ہو گو موہوم ہی سہی اوس کا ترک کرنا نہایت ضرور ہے تفریح قلب کیواسطے اور بھی صدہا تدابیر ہو سکتی ہین اسکو چھوڑو اس سے اور تفریح قلب سے کسی قسم کا ربط نہین ہے ؎

من انچہ شرط بلاغ است با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

راقم
دہی کنتوری

عالم سب آفتاب جہان ہین مین ذرّہ ہون
لیکن غرور و بغض و حسد سے بَرا ہون

غرور سے تو یہ خرابی پیدا ہوتی ہے کہ ہر ایک شخص مغرور کا دشمن ہوتا ہے۔ اور غرور کرنے والا تو سمجہتا ہے کہ میری شان اور عزّت بڑہے گی۔ مگر نتیجہ برخلاف نکلتا ہے غرور اور تکبر تین طرح کا ہو سکتا ہے۔ اپنے برابر والون سے یہ تو خیر اس قدر برا نہین اور ہوتا بہی کم ہے اپنے سے کم درجہ والون سے بہی اکثر ہوتا ہے اور تکبّر دراصل مذموم بہی ہے اور شر اور فساد اور ایذا دہی سب کچہہ اسی قسم سے پیدا ہوتی ہے اور اصل بد گوہر یہی تکبّر ہے۔ تیسری قسم اپنے سے بڑی شان اور عزت والون سے تکبر کرنا اسکو تکبر نہ کہو یہ تو اعلی درجہ کا وصف ہے۔ التکبر مع المتکبرین عبادۃ متکبر اور مغرور لوگون کے ساتھ تکبر کرنا عبادت ہے یہ حدیث ہمارے نبی کی ہے

جہکے آپ سے اوس سے جہک جائیے
رکے آپ سے اُس سے رک جائیے

غرور کرنا مغرور آدمی سے بہ فعل حکمت دو لونکے حق مین مُفید ہے زیادہ تر اُسی کو مُفید ہے جو مغرور کو ذلیل سمجہے اور سمجہا ہے جب کوئی کم رتبہ آدمی کسی بڑے شان اور شوکت والے سے بغرور پیش آتا ہے اور دیکہنے والے تو ضرور خیال کرتے ہین کہ اس مغرور مین کوئی بات ایسی پوشیدہ ہے جسکو خیال کرکے یہ کم رتبہ اور حقیر آدمی اسے ناچیز سمجہہ رہا ہے — لیجئے اے کمبختی مغرور کی آدہی عزت تو اسی برتاؤ سے رخصت ہوگئی۔ ایضاً خود مغرور اور متکبر کو بہی سوچ پیدا ہوتا ہے کہ

یہ شخص محض بے حقیقت اور ذلیل آخر کوئی بات تو اسمین ایسی ہے جو مجہہ پر آپ کو فضیلت دیتا ہے یا مجہہ مین کوئی ایسے نقصان کی بات ہے جسکو خیال کرکے یہ کم رتبہ آدمی مجھے اپنے سے بہی زیادہ حقیر سمجہہ رہا ہے اسی سوچ سے شاید کہ اس کا غرور جاتا رہے اور راہِ راست پر آجائے۔

رہا بغض اور کینہ ہمارے ہادی برحق مومن کی صفت مین فرماتے ہین المؤمن یغیظ ولا یبغض۔ مومن غصہ کرلیتا ہے یعنی جو بات اوسے ناگوار ہو صفائی قلب سے اوسکو ظاہر کردیتا ہے دل مین رکھ کر دشمنی نہین کرتا۔ ہان مُنافق کی یہ شان ہے کہ ظاہر مین تو اظہار دوستی باطن مین چہری کٹار بان بہری ہوئی ہین ؎

ترے ہاتھون سے اے قاتل جگہ کس کس کو دون لمین
کٹاری کو چہری کو تیر کو خنجر کو پیکان کو

غلط العام مین ایک بغض للہ بہی مشہور ہے اور مطلب اوسکا یہ ہے کہ ناحق اور بلا سبب بغض کرنا۔ حالانکہ اصلی معنی بُغض للہ کے یہ ہین کہ خدا کی خوشنودی کی نظر سے بُغض رکہنا جو مسلمان کو کافر سے یا نیکو کار کو بدکار سے ہوتا ہے۔

لہذا یہ محاورہ غلط ہے عمدہ اقسام حب اور بغض کی وہی ہے الحب للہ یا الحب فی اللہ اور البغض للہ خواہ فی اللہ

حسد

یہ تو ایسی بُری خصلت ہے جس کی کوئی حد نہین مگر بدون بغض کے حسد نہین ہوتا۔ حسد ہوا تو پہر غیبت بہی ضروری ہے۔ حاسد کو کسیوقت غیبت محسود سے خالی نہ پاؤگے۔ سبب کیا ہے جو آگ حسد کی اسکے سینہ پُر کینہ مین بہڑک

رہی ہے اوس کا فرو ہونا اوّل درجہ کا تو یہ ہے کہ محسود سے وہ نعمت چھن جائے
مگر یہ بات اسکے اختیار سے باہر ہے لہذا زبان سے محسود کے عیوب فرضی بیان کرکے
اس آگ کو بجھانا چاہتا ہے مگر وہ کب بجھے گی ؎

بمیر تا برہے اے حسود کاین رنجے است
کہ از مشقت او نا بمرگ نتوان رست

حاسد جب مر جائے گا تب پاپ کٹے گا محسود مین کوئی فضیلت ضرور ہوتی ہے جو
حاسد مین نہین ہوتی اوسی فضیلت کی وجہ سے حسد پیدا ہوتا ہے اگر حاسد کی یہ
خواہش ہو کہ یہ اچھی بات مجھہ مین بھی آجاے اور محسود مین بھی رہے اسکو غبطہ
کہتے ہین یہ مذموم نہین ہے بلکہ فضیلت کا اپنے مین ہونا اسکی خواستگاری تو
اعلیٰ درجہ کی فضیلت ہے جس قدر زیادہ ہو اوسی قدر آدمی کے اخلاق درست ہونگے
حسد تو یہہ ہے کہ اپنے مین فضیلت کا ہونا دوسرے سے چھین کر یہ خرابی کی بات
ہے مثلاً زید عالم ہے یا مالدار ہے یا اولاد اوسکی زیادہ ہے تو ہمکو علم کی خواہش
یا مال اور اولاد کی بدون اسکے کہ زید مین نہ رہے کیا پوری نہین ہوسکتی۔ پھر جب
ہوسکتی ہے تو ہم اسکی خواہش کیون کرین کہ زید محتاج اور ابتر لاولد ہو جائے
اچھی بات کی خواہش برے طور سے یہی حسد مذموم ہے۔

خدا بچائے

الراقم

غلام حسنین

ایک جنٹلمین کا شکریہ

اگر ہر موئے تن گردد زبانے
زتو رانم بہر یک داستانے

ہم نے ایک پرچہ ماہ صفر رسالہ ہذا مین اپنی کم علمی اور انگلش زبان نہ جاننے کے اظہار مین یہ بھی لکھا تھا کہ اگر ہم انگریزی دان ہوتے تو ڈاکٹر فلنٹ کی کتاب "تھی ازم" کا ترجمہ اُردو مین کر کے حدوث مادہ پر پورا زور دکھلاتے۔ آج بلگرام سے ایک خط آیا کہ جناب سید علی بہادر صاحب نے جو ریاست گوالیار مین سر صوبہ تھے ہم سے پوچھا ہے کہ یہ کتاب کہان سے مل سکتی ہے و نیز اسی قسم کی اور کتب جن سے مذہب کی تائید ہو اور نیچریت کا ابطال اُنکی فہرست ہم سے طلب کی ہے کہ وہ جناب اپنے اوقات عزیز کو ایسے کار خیر مین صرف کرینگے ترجمہ بھی کرینگے اور اشاعت کے بھی درپے ہونگے جس کا شکریہ پہلے ہمکو بلکہ ہر ایک مسلمان کو ادا کرنا لازم ہے اور اسکے بعد جو لوگ ہمارے اس رسالہ کو پڑھتے ہین اور وہ بھی جنٹلمین ہین بی اے اور ایم اے اور اون کو لائبریری اور سوسائیٹی لندن اور انڈیا کا پورا پتہ معلوم ہے

ایضاً بڑے بڑے دلال اور کتب فروش جو انگریزی کتب کی تجارت کرتے ہین کلکتہ اور بمبئی مین اُن سے پورا پتہ ایسی کتابون کا مل سکتا ہے چنانچہ ایک دوست نے آج ہی وعدہ کیا ہے کلکتہ کے ایک بڑے تاجر کتب سے اس کتاب و نیز دیگر کتب کا پتہ لگا کر ہم کو مطلع کرینگے۔ یہ کوئی دشوار بات نہین ہے اور انگریزی دان ہم سے زیادہ اس بات کو جانتا ہے لہذا یہ مضمون بطور اعلان کے آج لکھا جاتا ہے کہ معزز ناظرین تعلیم یافتہ کو لازم ہے کہ ایسے کتب اور رسائل کا پورا پتہ

دریافت کر کے بخدمت جناب سید علی بہادر صاحب ضرور اطلاع دین۔

مثل مشہور ہے چور چوری سے گیا تو کیا ایرا پھیری بہی نہ کرے۔ کار منصبی تو اونکا یہ ہے کہ جس طرح معزی الیہ نے کمر ہمت ایسی تائید اسلام پر باندہی ہے اگر ہزارون بی اے ایم۔اے مین سے دس پانچ بھی درد دین مین پورے ہون وہ بھی اسی قسم کی توجہ کرین تو سو کام دُنیا کے تو ایک کام دین کا بھی سہی۔

جو لوگ پابند سرکاری نوکری کے ہین انکو تو ضرور اپنی کم فرصتی کا عذر ہے مگر کس کے سامنے جو پیشہ نوکری کا نہ کر چکا ہو۔

غلام حسنین نے سب کچھ کیا ہے اور خوب جانتا ہے کہ جو ہیچ سو مدہ پے۔ یعنی جو بات دل مین ہوتی ہے وہی متوالے کی زبان پر بھی جاری ہوتی ہے نکرنے کے لاکھہ حیلے ہین اور کرنا چاہو تو کوئی حیلہ نہین ہے۔

نوکری پیشہ کا کون سا کام بند رہتا ہے دیکھو اخبارات کی مضمون نگاری دیکھو گارڈن پارٹی کا اہتمام دیکھو کھیل تماشا اور شکار اور حساب کرو کہ سال بھر مین تعطیل کس قدر ملتی ہے۔

کمیٹیون کی شرکت علاج امراض مین ڈاکٹری سارٹیفکٹ سچے اور مصنوعی سب کچھہ کرنا ہی ہوتا ہے مگر اسلام کی حمایت مین کم فرصتی کا عذر بدتر از گناہ ہم تو خیر مان بھی لینگے مگر علام الغیوب نے جو دو فرشتے کرام کاتبین ہماری ڈائری لکھنے پر مقرر فرمائے ہین وہ آپ کی منٹ منٹ کے حالات لکھہ رہے ہین اوس پر کچھہ پوشیدہ نہین ہے۔

چھوٹے عہدہ دار ضرور اونکے پیسا پیسی ایسے ہی عذر کر سکتے ہین مگر ڈپٹی

صاحب اور جج صاحب کا عذر کبھی صحیح نہین ہے۔

اچھا اب رہے امیدوار بیکار اون کو یہ عذر بھی نہین ہے۔ اب رہے پنشنر اُن کو تو پوری فرصت ہے اور مُفت حلوائے بے دود (پنشن) اوڑانے کے سوا اور کیا کام کرتے ہین۔

ایسی فرصت کے زمانہ مین بھی اگر کچھہ امداد اسلام نکرینگے پھر جب قبر مین جا سُنگے تب کیا کرینگے۔

اٹاوہ

کی کمیٹی جنٹلمینون کی اب ۱۲ مئی سے قایم ہوئی ہے خدا توفیق زیادہ کرے ان حیلون کا جواب وہی معزز ارباب کمیٹی دینگے۔

خلاصہ یہہ ہے کہ اب تعلیم یافتہ پارٹی کو از خود یا ہمارے پے در پے یاد دہی سے اس کا خیال پیدا ہوا ہے انشاء اللہ سو دو سو معزز ایسے پیدا ہون گے جیسے جناب سید علی بہادر صاحب ہو چکے۔

راقم وہی کنتوری

عام خبرین

علالت۔ رائیٹر جنس ایجنسی کلکتہ، مئی ۸ بجے ۱۰ منٹ۔ لنڈن سے ۸ بجکر دس منٹ کی خبر ہے کہ ۶ مئی کی شام کو سرکاری خبر جو شائع کی گئی وہ مظہر ہے کہ ملک معظم سخت علیل ہین اور یہ کہ انکی حالت ابتر و نازک ہے۔

وفات۔ کلکتہ ۷ مئی۔ ۹ بجے ۳۰ منٹ) انگلستین کے پریس سے جو خبر شائع کی گئی ہے اس سے معلوم

ہوا کہ ملک معظم کا انتقال ہوگیا۔

کلکتہ مین ماتم ۔۷ مئی ۔ ایک بجکر ۳۰ منٹ) کلکتہ مین ملک معظم کی وفات پر عام ماتم کیا جارہا ہے عمارتون اور جہازون پر برطانیہ کا نشان جُھکا دیا گیا ہے اعلےٰ دفاتر اور عدالتین بند کردی گیئن ۔ بہت سی دوکانون مین وفات کے تحریری نوٹس لگا دئیے گئے ۔ کاروبار بند رہے ۔ معمولی تار خبرین تقریب سے متعلق گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ برطانیہ کے درمیان جاری ہین ۔ کلکتہ کے جملہ اخبارون نے وفات سے متعلق غیر معمولی نمبر شائع کیے ہین اور یورپین نے سیاہ لباس پہن لیا ہے بنگالیون نے اظہار ماتم وفاداری کے لئے ایک جلوس نکالا جسکے لوگ برہنہ پاؤن اور سکوت مین تھے ۔

کلکتہ ۹ مئی ۔ بادشاہ جارج پنجم کی تخت نشینی کی تہنیت مین آج پانچ بجے شام کو ایک سو ایک توپون کی شاہی سلامی اُتاری گئی ۔ دیسی اخبارات لمبے لمبے مضامین لکھکر ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کی حکومت پرامن کی بڑی تعریف کر رہے ہین ۔ مہاراجہ در بھنگہ اور ہندو بزرگون نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تدفین کے روز میدان کلکتہ مین ایک جلسہ عام ہو ۔ مختلف ہندوستانی ایسوسی ایشنون کی طرف سے شاہی خاندان کو تعزیت کے پیغام بھیجے گئے ہین جسکے لئے ان کا شکریہ ادا کیا گیا ہے ۔

کانپور ۹ مئی ۔ کل تاجران خام چرم کا ایک جلسہ مدرسہ الہیات مین منعقد ہوا ملک معظم قیصر ہند کی وفات پر گہرا تاسف اور دلی رنج ظاہر کیا غربا کو خیرات و خوراک تقسیم کی اور ۷ ماہ روان کو آدہے دن کے واسطے کاروبار بند رکھا ۔

(از پیسہ اخبار لاہور)

زبان انگریزی مین نماز وغیرہ

سوال - اسلام کی شریعت سہل ور آسان کو زبردستی ملاؤن نے دشوار کردیا ہے نماز سے غرض تو وہی دُعا اور تضرع بارگاہ الہی مین ہے کسی زبان مین کیون نہ ہو اور ظاہر ہے مادری زبان ہر شخص کی جس قدر اوسے اپنی زبان مین آسانی دُعا وغیرہ کی ہے غیر زبان کو لاکھ سیکھے پہر بھی دشوار ہے - عرب کے لوگ اُن کو عربی زبان آسان ہے اسی وجہ سے نماز کی تعلیم عربی زبان مین ہوئی ہمکو اُردو مین اور انگریزون کو اونکی زبان مین نماز کی جو آسانی ہے عربی زبان مین کبھی ہو نہین سکتی - اس حکمت کو امام ابوحنیفہؒ نے سمجھکر دیکھئے مدھامتان کی جگہہ دوبرگ سبز فارسی مین پڑہ دینا جایز کر ہی دیا سائل امیدوار ہے کہ اس کا جواب تشفی بخش ایسا ہو کہ پہر کچہہ پوچہنے کی حاجت نہ رہے -

رہا خدا تو ہر ایک زبان کو سمجھتا ہے عربی زبان کی بنظر سمیع الدعا (سُننے والے دُعا کی) بھی تخصیص نہ رہی -

اب معلوم ہوا کہ نہ دُعا کرنے والے کو اور نہ سُننے والے کو عربی زبان سے خصوصیت ہے پہر کیون تکلیف مالا یطاق ہمکو عربی مین نماز پڑہنے کی دی جاتی ہے -

جواب - یہ سوال اس مسئلہ تمدنی سے متعلق ہے کہ بادشاہ کو رعایا کی زبان اختیار کرنی لازم ہے یا رعایا کو بادشاہ کی زبان جس کا جواب صحیح یہی ہے کہ بادشاہ اور رعایا کو دونون کی زبان بقدر ضرورت سیکہنی ضرور ہے -

دیکھو ہماری گورنمنٹ انڈیا کا برتاؤ اور انگریزی زبان کی تعلیم رعایاے ہند پر لازم کرنے کا قانون اور حکام پر انڈیا کی زبان سیکہنے کا قدغن -

پھر چونکہ انڈیا مین دس زبانمین بولی جاتی ہین اُن مین سے اُردو ، ہ ملین مین مروج ہے لہذا اُردو کی تعلیم کا اہتمام حکام پر زیادہ ہے۔

فرض کرو ہمارے نبی بھی ایک بادشاہ تھے اور اُنکی زبان خاص لسان عربی مبین تھے اب بنظر قانون سلطنت مذکورہ بالا اُن کو عربی زبان کی تعلیم رعایائے دُنیا پر کیون واجب نہوگی ضرور ہوگی۔

یہ جواب عقلی تو بنظر اصول سلطنت اور جہانبانی کے ہے جسکی دلیل علم سیاست مدن سے پوری ہوچکی ہے ازانجملہ ایک یہ بھی ہے کہ ہمکو جس طرح انگریزی بولتے وقت اپنی گورنمنٹ کی یاد آوری ہوتی ہے کہ ہم رعایا اُسی بادشاہ کی ہین جس کی زبان انگلش ہے۔

اُسی طرح جب ہم عربی بولتے ہین اپنے دین و دُنیا کے بادشاہ محمد مصطفےٰ صلعم کی یاد آوری ہوتی ہے کہ ہم رعایا یا اُمت اُس بادشاہ کی ہین جسکی زبان عربی تھی صلوا علی محمد وآلہ۔

اس بیان سے یہ بھی اچھی طرح سے ثابت ہوگیا کہ جو لوگ عربی تعلیم سے ہم کو روکتے ہین اون کی اصلی غرض یہی ہے کہ ہمارے نبی کی سلطنت کا خیال مٹ جائے ؎

گفتہ آید در حدیث دیگران

ایک لطیف اور نہایت فائدہ مند بات یہ بھی سمجھو کہ ہمارے بادشاہ نے عربی زبان لبنی فقط نماز مین واجب فرمائے اُس سے غرض آپ کی یہ تھی کہ غیر کی سلطنت دُنیوی امور مین تسلیم کرنی ایسی ضروری نہین ہے جیسے کہ بروقت عبادت الٰہی کے (نماز) ہمارے توسل کی یاد آوری ہونی ضرور ہے پس ہماری سلطنت یہی ہے کہ

آدمی خدا کیطرف ہمارے ذریعہ سے رجوع کرے اور یہہ یاد آوری نماز کو زبان عربی مین پڑہنے سے ضرور ہوتی ہے اور جب یاد آوری حضور کی ہوگی تو آپ کے احکام قانونی متعلق بہ نماز کے بہی یاد آوری سے پابندی ہوگی اور یہہ ایسی ضروری اور مُفید بات ہے جسکے فوائد کی کوئی حد نہین ہے۔

دوسرا جواب۔ ضرور نماز بہی ایک قسم کی دُعا ہے اور دُعا سے مُراد کیا ہے اپنا عرض حال خدا کے سامنے کرنا۔ عرض حال کی یہ صورت ہے کہ مختلف درجہ کے آدمی طلاقت لسانی مین اور فصاحت و بلاغت مین عرض حال پر بقدر اپنی لیاقت کے قادر ہوتے ہین۔ ایک بڑا فصیح اسپیکر وہ اپنا عرض حال اور ادای مطلب مین جس قدر کامیاب ہو جاتا ہے ایک آدمی کج مج بیانی سے جسکو اپنے ادا ے مطالب مین کچھ بہی سلیقہ نہین ہے ہرگز ویسا عرض حال نہین کر سکتا۔

نماز مین جو تعلیم ہمکو عرض حال کی ہوئی ہے اوس کا بڑا حِصّہ تو خدا کی عظمت اور رحمت اور قدرت کے اقرار کا ہے۔ سورۂ فاتحہ (سورۂ حمد) کو دیکھو کوئی بات باقی نہین ہے جس پر یہ سورہ شامل نہو اور کیا مجال ہے کسی بشر کی جو اسطرح عرض حال دوسری زبان تو کجا خاص عربی زبان مین کر سکے۔

میرے خیال مین فقط عرض حال کا یہہ فقرہ اهدنا الصراط المستقیم آخر سورہ تک تمام اسلامی خوبیون کی درخواست پر بلکہ اعتقاد عصمت ہادیانِ راہِ خدا پر بہی شامل ہے۔ اور اِسکے علاوہ اور تمام سورہ خدا کی حمد و ثنا اور اقرار مبدا اور معاد پر حاوی ہے۔ اِسی نظر سے ہمارے نبی نے فرمایا لا صلوٰۃ الّا بفاتحۃ الکتاب۔ بدون سورۂ حمد پڑہنے کے نماز نہین ہو سکتی۔ پہر جب

دعا اور عرض حال کے آداب اور قرائن واجبات اور مستحبات سب ہم اسی تعلیم سے
کرین جس سے بڑھکر کوئی تعلیم نہین ہے دوسری قسم کی دعا اور عرض حال سے وہ مطلب
کب ادا ہو سکتا ہے۔

اسی دعا کے بعد جو تکمیل ایمان ہمکو ضرور ہو جاتی ہے لبعد فراغ نماز کے پھر اجازت
ہے جس زبان مین چاہین اپنے مطالب کو پیش کرین کہ قابلیت قبول پیدا ہو چکی ہے

تیسرا جواب۔ اگرچہ سائل بلکہ عام ناظرین اسکو باور نکرین گے مگر دراصل جو بات
ہے ہمکو کہدینی ضرور ہے۔

وہ علم خواص حروف سے متعلق ہے سورہ حمد مین کوئی حرف ظلمانی نہین ہے اور
حروف ظلمانی کا اثر ظلمت ہے اور علم خواص حروف مین ثابت ہو چکا ہے کہ جو کلام
حروف ظلمانی سے پاک ہوتا ہے جس غرض کے واسطے بولا جاوے وہ ضرور پوری ہوتی ہے
لہذا ہماری نماز (دعا) جس غرض سے ہے وہ سورہ حمد کے برکت سے ضرور پوری ہوگی
اسی نظر سے نماز کو معراج مومنین فرمایا ہے زینۂ ترقی یا قرب الٰہی کا زینہ یہی نماز ہے
پھر انگریزی زبان کی بکر کو دے یہ بات کب پیدا ہوگی خواہ کسی اور زبان سے۔

سوال۔ یہ تو ارشاد ہو کہ جب ہم زبان عربی سمجھہ نہین سکتے پھر نماز مین جو جو حمد گی
سورہ حمد وغیرہ کی ہین اور جو درخواست (دعا) ہے اوسکے پڑہنے مین ہماری وہی مثل
ہے کہ طوطی کی طرح بنی جی بھیجو رٹا کرین کیا فائدہ ونیز جو جو لطائف اور رموز سورہ حمد
وغیرہ کے ہین وہ بھی ہم سے مخفی لہذا آپ کا یہ مطلب ہے کہ ہم اسرار بلاغت اور
معانی کو بھی سیکھین یک نشد دو شد ہر شخص بھلا کب اس کا متحمل ہو سکتا ہے۔

ایضاً آپ علم قرارت کو بھی واجب کہتے ہین اب تو یک نشد سہ نشد۔

جواب - یہ شبہہ محض لغو ہے انگریزی پڑہنے والے کو کیا تلفظ کا صحیح طور سے درست کرنا لازم نہین ہوتا ہے کوئی زبان ہو جن حروف سے مرکب ہے اون حروف کا مخرج اور جو لہجہ تلفظ کا ہے سیکہنا ضروری ہے رہا معانی کا سمجھنا اچھا تو یہی ہے مگر ہمارے رسول نے واجب اور ضروری نہین کر دیا ہے حروف کا ادا ہونا یہ تو اس وجہ سے کہ اگر مخرج سے ادا نہو ان لفظ بدل جانے سے معنی بہی بدل جائین گے. مغضوب کے لفظ اگر اس کو مغدوب پڑہے یعنی ضاد کی جگہہ دال پڑہے چونکہ (غ د ب) کے مادہ سے زبان عرب مین یہ لفظ نہین آیا ہے لہذا غلط ہے -

اسی طرح ضالین کو اگر دالین پڑہو چونکہ دال راہ نما کو کہتے ہین لہذا یہ مطلب ہوگا کہ راہ نما کی راہ کے ہمکو ہدایت نہ کرے لیجئے مطلب بالکل اولٹ گیا ہدایت کی جگہہ ضلالت کی درخواست ہوئی -

پہر آپ دیکھیے کہ حکام دنیوی کے سامنے جو درخواست یا سوال ہم کرتے ہین کس قدر اوس کی عمدگی الفاظ اور عبارت کی خوبی ملحوظ رہتی ہے. عرضی دعوے کا لکھوانا اسی منشی اور قانون دان سے ضروری ہے جو داب آداب عدالت سے پورا ماہر ہو چاہے کسی قدر اجرت دینی پڑے گہر تک پہنچنے کو طیار - اور احکم الحاکمین کے سامنے درخواست (دعا) ایسی مہمل اور بے معنی پیش کرنی رکہی ہے کیسی خرابی کی بات ہے -

ایک چہوٹا سا رسالہ ترجمہ الصلوٰۃ اردو کا پڑہ لینا کوئی امر دشوار نہین ہے بابت حروف کا منجملہ ۲۸ حروف کے اپنے مخارج سے ادا کرنا کوئی بڑی دقت کا کام نہین اور پہر بہی سہولت یہ رکہی ہے کہ فقط حروف کا ادا ہونا واجب ہے معانی

کا سمجھنا واجب نہین ہے۔

راقم غلام حسنین

مُفلسی بھی عجیب چیز ہے

سوال۔ آخر اس مین عجب کی کون سی بات ہے۔

جواب۔ ایک بات ہو تو کہون دین اور دُنیا دونون کی خرابی اسی کی بدولت ہوتی ہے۔ ہمارے ہادیٔ برحق کا ارشاد ہے۔ نعوذ باللہ من الفقر المکب۔ ہم خدا سے پناہ مانگتے ہین اُس فقر سے جو آدمی کو اوندہا موتہہ کے بہل گرادے۔

سوال۔ ہان جناب اور دوسری حدیث بہی تو یاد کیجیئے الفقر فخری۔ فقر سے میرا فخر ہے یہ دونون کیسے صحیح ہو سکتے ہین۔

جواب۔ یہان فقر سے مُراد وہ فقر ہے جسکو قرآن مجید کہتا ہے اللہ غنی وانتم الفقراء۔ غنی وہی ایک ذات خدا کی ہے اور تم سب فقیر اور محتاج ہو۔ یہ فقر وہ ہے جسکے ہمراہ صبر بھی ہو اور فقر مکب وہ بے صبری کا فقر ہے جس سے ہمارے نبی نے پناہ مانگی ہے۔

سوال۔ آپ تو قرآن اور حدیث کو ہی ہر جگہہ لے اوڑتے ہین۔ ذرا مُفلسی کی برائی عقلی دلیل سے تو ثابت کیجیئے۔

جواب۔ مُفلسی سب بہار کہوتی ہے
مرد کا اعتبار کہوتی ہے

کوی بات مالدار کہے کیسی ہی خلاف عقل ہے ہم اور آپ آمنا وصدقنا کہکر مان لینگے اور کوی بات مُفلس نادار کہے اور کیسی ہی سچی اور مطابق عقل کے ہو ہزار

طرح کے شاخسانہ نکالنے پر ہم اور آپ طیار ہین یہان تک تو عوام کا عقیدہ ہے

کہ علم الہی دولت لازوال اوسکی بہی قدر مالداری پر موقوف ہے ؎

کہ قدر مرد بعلم است و قدر علم بمال

اور لیجیئے تجارت مین وہی چیز کسی اونچی دوکان پر ہے اوس کی قیمت سو روپیہ اور مفلس دوکاندار سے ۵ پر لینا گوارا نہ ہوگا مثل مشہور ہے رُوپ بکتا ہے مال نہین بکتا مگر بکتی ہے تلوار نہین بکتی۔ امیر کی کمر مین ہے، کی تلوار ہزار روپیہ کی اور فقیر کی کمر مین ہزار روپیہ کی ہے، روپیہ کی۔ ہان مبصر کی نگاہ مین تو وہی اچھے گی جو در اصل اصیل ہے ؎

پر لباس مس مبین بر جوہر من کن نظر

ہمچو شمشیر اصل اندر غلاف کہنہ ام

مُفلس کیسا ہی اچھا کام کرے مگر پھر بھی بُرا ہے اور زردار کیسا ہی بُرا کام کرے سب اچھا ہے۔

سوال۔ پس جناب یہ ملاحی چیستان رہنے دیجیئے آپ کا مطلب اس تمہید سے کیا ہے صاف صاف ارشاد کیجیئے۔

جواب۔ مطلب یہی کہون گا ذرا دو چار باتین کہہ کر دل کے پھپولے تو پھوڑ نے دو ؎

کسکو دکھلائین آبلے دل کے

داغ پڑ پڑ گئے ہین چھل چھل کے

اچھا صاحب لیجیئے اب ضبط کا یارا نہ رہا

سکرٹری شیعہ کانفرنس کا مسئلہ

ایک صاحب تشریف لائے اور سکرٹری صاحب کی نسبت کہنے لگے ہان جناب

کام تو کرتے ہین مگر وجاہت ظاہری چونکہ نہین ہے لہذا ترقی کی امید ہرگز نہین ہے اور پھر بھی حضور یہہ کاجل کی کوٹھری ہے لاکھ بچاؤ مگر سیاہی اوڑکر لگ جاتی ہے کاش انکی جگہہ اگر کوئی زردار ذیجاہ ہوتا دیکھتے آپ کہ آج کانفرنس کو کیسی ترقی ہوتی مین ۔ سچ کہتا ہے شاعر ؎

سوختیم وسوزش ما بر کسے ظاہر نشد
چون چراغان شب مہتاب بیجا سوختیم

وہ مولوی علی غضنفر صاحب کی محنت اور جانکاہی دن کی بے آرامی اور رات کی تباہی لکہتے لکہتے ہاتھ تہک گئے پڑہتے پڑہتے آنکہون مین ضعف ہوگیا اوس کا نتیجہ کیا ملا کہ مفلس ہین وجاہت نہین رکہتے کیا کسی زردار ذی وجاہت کو کتّہ نے کاٹا ہے کہ اپنے عیش وآرام کو تج دیکر قلی اور مزدور سے بدتر بنجائے اور بن بھی جائے تو اسکو اپنے ذاتی اور خانگی امور سے کب چھٹی ہے خانگی امور ہین دلوان منتصدی ۔ محرر خزانچی وغیرہ نوکر رکہہ کر پہر بھی تو ان کا کام انجام نہین پاتا ۔ یہ قومی کام جو محض امید موہوم پر ہے اسکو اپنے گلے باندہے گا ۔

خداوہ دن نہ کرے کہ عہدۂ سکرٹری سے علی غضنفر جدا ہوجائین ورنہ جو خواہش اس کانفرنس کے ظاہری دشمنون کی ہے اور نیز جو خواہش مار آستین اور چہپے ہوئے دشمنون کی ہے اوسی دن پوری ہوکر اس کانفرنس کا نام بھی تو نہ رہے گا یون تو بے عیب ذات خدا کی ہے ۔ علی غضنفر معصوم نہین ہے ۔ دوستی کے یہ معنی ہین کہ اونکو غلط کاری پر متنبہ کرو یہ دوستی نہین ہے کہ اونکی چار برس کی محنت برباد اور گناہ لازم ۔

مین اس مسئلہ پر اکتوبر آئندہ تک بہت کچھہ لکھون گا اور اس خیال کی خرابیان ظاہر

(عمدہ فرش پر جوتہ پہننا)

کیا طوفان بے تمیزی مدعیان تمیز سے بھی اوٹھتا ہے

بظاہر تو یہہ سوال نفی مین جواب چاہتا ہے اور ہر شخص یہی کہنے کو طیار ہے کہ نہین صاحب تمیز دارون سے بے تمیزی کا طوفان کیسے اوٹھ سکتا ہے۔ لیکن جب تمیز کے معنی پر لحاظ کیا جائے اور اوسکے مقابل بے تمیزی کو دیکھا جائے تو اس سوال کا جواب اثبات ہی سے ہو سکتا ہے۔

تمیز کے معنی جدا کرنا حق کو باطل سے ہے اور یہہ کام جملہ امور اخلاقی تمدنی۔ اوضاع اطوار خاندانی اور رسم و رواج ملکی قومی اور خانگی۔ اور سب سے بڑھکر امور مذہبی سے متعلق ہے۔

جب اس قدر پھیلاؤ تمیز کو ہے اب دیکھو ایک شخص کیسا ہی دانا زیرک عالم اور عاقل ہو اوس کا جملہ امور مذکورہ بالا مین حق کو باطل سے جدا کرنا اور کسی امر مین خطا نہ کرنی یہ کیسی دشوار بات ہے۔

ایسا آدمی اگر کوئی ہو سکتا ہے (ضرور ہو سکتا ہے) پھر تو جس قدر امور حق اور باطل مین تمیز دینے والے ہین سب کا وہی شخص عالم بھی ہو گا اور عامل بھی ہوگا اس لئے کہ اگر عامل نہ ہو تو وہ خود بے تمیز ہے پھر ہم کو اوسکے قول اور فعل کی پیروی کیونکر ہماری بے تمیزی کو دفع کریگی (نبی اور خلیفہ نبی) ایسے تمیزدار کے ہونے کی ضرورت بقائے نظام دنیا مین کسی پر پوشیدہ نہین ہے اس لئے کہ

اختلافی اُمور اخلاقی اور تمدنی اس قدر ہین کہ ایک گروہ جس بات کو اعلےٰ درجہ کی تمیز کہتا ہے دوسرا گروہ اُسکو پوری بے تمیزی مین شمار کرتا ہے۔

مثلاً کسی اچھے مکان مین جہان فرش فروش نہایت نفیس بچھا ہے اوسمین جوتہ پہن کر جانا اس کو ایک گروہ تو نہایت درجہ کی بے تمیزی کہتا ہے اور عقل بھی گواہی دیتی ہے کہ جوتہ کی کثافت سے وہ فرش خراب ہوگا اور دوسرا گروہ جوتا اوتارنے کو بے تمیزی کہہ رہا ہے۔

اب ہم ذرا یہ بھی سوچین کہ جوتا پہننے سے غرض کیا ہے سب کو معلوم ہے کہ پاؤن کی حفاظت میل اور کثافت گرد و غبار اور دیگر اشیاے موذی سے مثلاً کیچڑ نہ بھرے کانٹا نہ چبھے چلنے مین آرام ہو برہنہ پائی سے جو دشمن ہمکو مُفلس نادار سمجھ رہا ہے اُسکی زبان بندی ہو جاے مثل مشہور ہے دشمن دیکھے پاؤن پھر جس جگہہ پوری صفائی گرد غبار خس و خاشاک سے ہے وہان جوتہ پہننا محض لغو ہے اور اسیکا نام بے تمیزی ہے ؎

اینکہ کو روز روشن شمع کافوری نہد
زود بینی کش بہ شب روغن نباشد در چراغ

ایسے مقام پر جوتا کس غرض سے پہنا جاے اور اوس مقام کو آلودہ جوتہ کی آلائش سے کیون کیا جاے اور بالفرض آپ کا بوٹ کا تلہ آپ کی ترکی ٹوپی سے بھی زیادہ صاف ہے پھر بھی تو جو اغراض جوتہ پہننے سے ہین وہ ایسے مقام پر ایک بھی نہین لہذا عقل یہی حکم کرتی ہے کہ جو شخص اوس مقام صاف کو گندہ نہ سمجھے گا ہرگز وہان جوتہ نہ پہنے گا لہذا اچھی صاف ستھری جگہہ کو گندہ سمجھنا ہی بے تمیزی ہے اور اُس مقام کو جو عظمت حاصل ہے بوجہ صفائی کے اوس کو برباد کرنا ہے اسکی

دلیل پر بنا کہ کے ہمارا قرآن کہتا ہے کہ خدا نے حضرت موسیٰ ؑ سے فرمایا واخلع نعلیک فانک بالواد المقدس طوےٰ۔ دونون نعلین اپنی اے موسیٰ اُتار ڈالو کہ تم وادی مقدس پر پہونچے ہو۔ اب ہماری عقل اور نقل دونون صاف کہہ رہی ہین کہ ایسے مقام پر جوتا پہننا سراسر بے تمیزی ہے اور محض فعل لغو ہے اور اوس مقام معزز کی بزرگداشت کے خلاف ہے۔

پہر اگر وہ مقام باوجود صاف اور ستہرا ہونیکے کسی کے مذہبی اصول سے واجب التعظیم بھی ہے جیسے عیسائیون کا گرجا۔ ہندوون کا مندر اہل اسلام کی مساجد اور دیگر مذہبی عمارات وہان پر تو دو سبب سے جوتہ پہن کے جانا بُرا ہے اولاً تو وہی سبب جو اوپر گذرا دوم اوس کا واجب التعظیم ہونا جیسا کہ وادی مقدس کی تعظیم کو ہمارا قرآن خبر دیتا ہے

پہر چونکہ جوتہ اوتارنا اس پارٹی کو باوجود صریح مخالفت عقل کے محض اپنی ضد اور ہٹ سے ناگوار تہا اور کوئی عذر صحیح اسکے اوتارنے مین کر نہ سکتے تھے لہذا تجویز یہ ہوئی کہ بوٹ ایسا بنایا جاے جسکے اوتارنے مین پوری زحمت ہو اور دس منٹ اوسکے اوتارنے مین ضائع ہونے کا عذر معقول پیش کر دیا جاے ؎

خوئے بد را بہانہ بسیار

یہ سب کچھ تو ہوا مگر وہ بے تمیزی جو ہم نے لکھی ہے وہ اب بھی باقی رہی۔ ہم صاف کہہ دیتے ہین کہ ایسا جوتہ کہ جسکے پہننے اور اوتارنے مین اس قدر محنت ہو کیون اختیار کیا گیا آخر کسی وقت تو ضرور اوتارنا پڑتا ہے لہذا دس منٹ پہننے کے اور دس منٹ اوتارنے کے اور ۱۰ منٹ پہر پہننے کے جملہ ۳۰ منٹ تو

تو ضرور آپکے صنائع ہونگے ؎

شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی
گو مشتِ خاک ماہم بر باد رفتہ باشد

ہمارے مقدس مقامات کی توہین کا نتیجہ اب بہی اتنا ضرور ہوا کہ آپ کے ہٹ منٹ کا جوتا پہننے اور اونارنے سے خون ہوگیا۔

رہی یہ تا دیل کہ ایسے بوٹ سے آرام پاؤن کو زیادہ ملتا ہے اور پاؤن آفات ارضی سے بخوبی محفوظ رہتا ہے یہ بھی غلط ہے۔ ہم لوگ جو دیسی جوتہ پہنتے ہین اُنکے پاؤن مین آپ نے کون سی خرابی دیکھی ہے جو آپکے پاؤن مین نہین ہے۔

بلکہ مین طبی قواعد سے قطعی طور سے کہہ سکتا ہون کہ جس قدر ہوائے محیط سے پاؤن کی حفاظت کی جاتی ہے اور بخارات پاؤن کے روکے جاتے ہین اوسیقدر پاؤن کی جلد مین نرمی اور رنگ مین تغیر اور ذرا سی ٹھوکر وغیرہ لگنے سے پاؤن کا آفت رسیدہ ہونا یہ سب کچھہ بڑہ جاتا ہے۔ آپ دیکھہ لیجیے جو لوگ ہر وقت پاؤن پر پاتابہ سوتی یا اونی خواہ ریشمی چڑہائے رہتے ہین اور ہوائے خارجی اونکے تلوون مین نہین لگتی اونکے کفِ پا کی نزاکت ایسی بڑہ جاتی ہے کہ چند قدم پیدل چلنا اونکو دشوار ہوتا ہے علاوہ بران اخراج بخارات جو تلوؤں کے مسامات سے ہونے نہین پاتا لہذا صحت بدنی بھی اعتدال پر نہین رہتی۔

اب ہم نے ثابت کردیا کہ طوفان بے تمیزی تمیزداروں سے بھی اوٹھتا ہے۔ اور یہی ثابت کرنا تھا۔

راقم کنتوری

دُرر ثمینہ تکملہ حسینیہ قرآنیہ

اخبار اثنا عشری مطبوعہ یکم جون سے یہ تازہ بشارت ہمکو بلکہ جمیع اہل اسلام محبان رسول اور آل رسول کو پہونچی کہ فاضل اجل عزیزی مولوی سید مقرب علیخان صاحب جگر الوی نے دس آیات قرآنیہ علاوہ آیات مندرجہ حسینیہ سے اثبات شہادت امام حسین علیہ السلام مین پوری کوشش کی ہے جزاء اللہ احسن الجزا۔ یہ رسالہ بھی دس جزو کا خواہ کچھہ زائد ہوگا۔

چونکہ اس کا شائع ہونا بھی ازبس ضروری ہے لہذا جمیع مومنین سے مین درخواست کرتا ہون کہ اس رسالہ کے طبع کی امداد جو شاید ماعہ مین ہزار جلد شائع ہو نگی حضرات کو اُسی قدر ضرور ہے جسقدر حسینیہ قرآنیہ کی اس لئے کہ دونون کا مقصد واحد ہے۔

یہ رسالہ بھی بلاقیمت حضرات ناظرین کو ملے گا لہذا اسکی تائید مین شرکت کا ثواب مثل ثواب تصنیف کے بقدر مناسب ملیگا۔ انشاء اللہ۔ لہذا جلدی توجہ کیجیے۔

حسینیہ قرآنیہ

کے طبع دوم چونکہ سرکار ریاست محمود آباد سے ابقاہا اللہ الی یوم التناد سے پوری ہو چکی۔ اور اوس کا چھپنا بھی شروع ہو گیا ایک ہزار جلد ۲۲-۲۹ کی تقطیع پر لہذا اب طبع دوم کے امداد کی جگہہ مومنین دُرر ثمینہ کی امداد کرین تاکہ دونو رسالہ یکجا طیار ہو کر ہدیہ بلاقیمت ہو جائین۔

حضرات

حضرات دیکھیے خدا کی حکمت اور مصلحت کو آج شہادت کے واقعہ کو (۱۲۶۷)

برس گذرے مگر کبھی عالم اسلام کو اس طرف توجہ نہ ہوئی کہ قرآن مجید سے اس واقعہ
متواترہ کا اثبات کرتے اس لئے کہ ایسا زمانہ تعصب اور عناد کا تو کبھی نہ آیا کہ
کہ اصل واقعہ متواترہ کا انکار کیا جائے ہان اس کی بحث ضرور رہی کہ یزید حق پر
تھا یا امام مظلوم مگر یہ بحث بھی اس فرقہ کی تھی جس کو اکثر اہل سنت بھی خارج از دین
اسلام کہتے ہین۔

اب ۱۳۲۷ برس کے بعد آج وہ زمانہ آیا کہ اصل واقعہ سے انکار کردیا جائے
اور سند انکار کی یہ ہو کہ قرآن مجید مین اس کا ذکر نہین ہے بظاہر کیسی چلتی ہوئی
بات ہے۔

لہذا خدا پر واجب ہے کہ پیروان رسول کے دل مین القا یا الہام کردے کہ
قرآن مین ضرور تصدیق اس واقعہ کی موجود ہے۔

پھر چونکہ ضرورت ایجاد کی مان ہے جس طرح فرقہ منکر شہادت کو ضرورت اسکی
ہوئی کہ اصل واقعہ کے وقوع سے انکار کردے جسکے نتائج مخفیہ ایسے ہین کہ واقعہ
شہادت تو خیر ہمارے نبی صلعم کی بیشمار پیشین گوئیان متعلق بہ واقعہ ہذا غلط ہو کر
آپکے تکذیب اور ابطال نبوت کا فائدہ بھی ہوجائے اوسیطرح پیروان محمد صلعم
کو ضرورت اسکی ہوئی کہ قرآن مجید سے اثبات کے درپے ہون۔

سب سے پہلے اس کام کو ہم نے شروع کیا اور علمائے اسلام سے درخواست
کی کہ وہ بھی توجہ کرین۔

اس ہماری درخواست کو سب سے پہلے مولوی سید مقرب علیخان صاحب
نے پورا کردیا شکر خدا۔

چونکہ ہم کو مولوی صاحب کا پورا پتہ معلوم نہین ہے اور نہ اخبار اثنا عشری مین اون کا پتہ درج ہے بگر اصلی وطن اون کا جگراؤن ضلع لودہانہ ہے لہذا جن صاحبون کو اس امر خیر مین حصہ لینا ہے جگراؤن کے پتہ سے امداد روانہ کرین تاکہ وہ رسالہ بھی چھپ کر ناظرین کے مطالعہ مین آجائے مجھے اُمید ہے کہ اور حضرات علما بھی قرآن مجید سے آیات کو تلاش کرینگے جن سے اثبات واقعہ شہادت ہو سکتا ہے اسلئے کہ ابتداء اسکی تو ہو چکی آج وہ زمانہ ہے کہ جدہر سنو یہی آواز آرہی ہے کہ مظلوم کی شہادت کا انکار اور اونکی عزاداری کا انسداد ان کے عزادارون کو جسطرح ہو سکی ایذا دہی اونکے پیرو اور دوستون کے ساتھ جس قدر ہو سکے دشمنی کی جائے۔

مگر خدا کا وعدہ سچا ہے وہی ہو گا جو خدا نے اپنے رسول سے وعدہ فرمایا ہے۔

راقم غلام حسنین

جس لئے آئے تھے وہ ہم کر چلے

سب کو معلوم ہے کہ جناب حکیم مرزا محمد صاحب دہلوی نے تحفہ کا جواب نمر لکھا عہ ۵ ماہوار کے نوکر تھے بجائے قلم کے سینک اور بجائے روشنائی کے چاولون کا شیرہ اور کاغذ وہ جس پر جوتہ باندہے جاتے ہین۔

چنانچہ اصل مسودہ ہمارے خاندان کے کتب خانہ مین موجود ہے اور ہم نے خود دیکھا ہے یہ ہین مجاہد فی سبیل اللہ۔

اور کتاب ایسی لاجواب لکھی کہ آج تک مخالفین کو اوس کا جواب دینا میسر

نہ ہوا کتب خانہ شاہی اونکو ایک حکیم صاحب کے ذریعہ سے ملا جنکا نام نہ لونگا۔
مین انکی پریشانی اور ناداری کا مقابلہ نہین کرتا مگر اتنا ضرور کہونگا کہ
ایا تو نوش ورنہ فراموش یہ میری حالت رہی ہان کتابونکی ناداری میری ان سے
کہین زیادہ ہے اتنا مقدور نہین خرید کرون اور بہیک ملنگنے کی عادت
نہین اسقدر لکھتے ہوئے بہی شرم آتی ہے ایسا نہو کوئی حسن طلب پر
محمول کرے۔

ہر فنی پوچ فنی

یہ مثل ضرور سچی ہے مگر زمانہ موجودہ مین ضرورت اسکی ہے کہ علمائے دین
کو ہر فنی ہونے کی حاجت ہے مگر بقول ہمارے جناب مولوی نجم الحسن صاحب
کے توجہ نہین کرتے یا کر نہین سکتے۔
اَعلم کے لفظ کا اطلاق بجز خدا کے اور کسی پر از روے حقیقت صحیح نہین ہے
مگر بطور مجاز یہ بھی اگر ہو سکتا ہے تو ہر فنی پر ہو سکتا ہے۔
حجت اللہ کی شان مین یہ وارد ہے الحجۃ من لا یقول لا ادری۔
حجت وہ شخص ہے جو کسی سوال کے جواب مین یہ نہ کہے کہ مین نہین جانتا۔ پھر
جو شخص صدہا بار یہی کہے کہ مین نہین جانتا اوسکو ہم حجۃ اللہ کیونکر کہہ سکتے ہین
ہرگز نہین کہہ سکتے۔

اگر کہا تو شریعت کے برخلاف کہا

ہمارے اساتذہ علمائے لکہنو نے اپنے دستخطی مسائل مین لفظ واللہ اعلم
کی جگہہ واللہ علیم لکہنا تجویز فرمایا تھا اور علمائے اہل سنت واللہ اعلم

لکھتے تھے۔

سبب یہ ہے کہ واللہ اعلم سے یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ خدا انکو اعلم ہے اور مین عالم ہون اُن بزرگوارون کو اعلی اللہ مدارجہم یہ بھی گوارا نہ تھا کہ اپنے آپ کو بطور کنایہ و اشارہ بھی عالم کہدین۔

کیا سچی اطاعت اُنکی تھی اور کیا اچھی اخلاق جسکو ہمارے امام ہمام سید الساجدین دُعاے اخلاق مین فرماتے ہین۔ اَللّٰھُمَّ لا ترفعنی فی الناس درجۃ الا حططتنی عند نفسی مثلھا۔ خداوندا میرا کوی درجہ آدمیون کے نزدیک بلند نہ کرنا مگر یہ کہ اپنے نزدیک اوسیقدر پست رُتبہ ہو جاؤن۔ ولا تحدث لی عزا ظاھرا الا وقد احدثت لی ذلۃ باطنۃ بقدرھا۔ اور جو عزت ظاہری میری پیدا ہو اوسیقدر ذلت باطنی اپنی مجھے معلوم ہوتی رہے ؎

اے برادر چو عاقبت خاکست

خاک شو پیش ازانکہ خاک شوی

فروتنی ہے ایسی صفت ہے کہ جسقدر آدمی جھکتا ہے خدا اوسکو اوسیقدر سربلند فرماتا ہے اور جس قدر بلندی سر مین ہمارے سمائی ہے اوسیقدر ہمکو نیچا دیکھنا پڑتا ہے۔

کیا سچ فرمایا ہے سید القوم خادمھم۔ سردار قوم کا وہی ہے جو قوم کا خادم ہو۔ بڑا فائدہ فروتنی کا یہ ہے کہ آدمی دوسرونکی عیب جوئی سے باز رہتا ہی اور اپنے ہی عیوب پر اوسے ہمیشہ نظر رہتی ہے عرب کا شاعر کہتا ہے ؎

کفی المرء نبلا ان یعد معایبہ

دو معنی اس مصرعہ کے ہین اگر لفظ یعدل بصیغہ واحد مذکر غائب پڑہی جائے اور یہی ہمارا
شاہد ہے تب اوسکے معنی یہ ہین آدمی کو یہی فخر کافی ہے کہ اپنے عیوب کو آپ
شمار کرتا رہے۔ جو شخص اپنے عیوب کو شمار کرتا رہے گا اوسے دوسرون کی عیب جوئی
کی فرصت کب ہوگی۔ اور خدا بینی کی آنکہ اُسی مین ہے جو اپنے عیوب پر ہمیشہ نظر رکھے
اور جب اپنے عیوب کو دیکہتا رہے گا پہر آپ کو دوسرے پر فضیلت نہ دیگا ۵

گرت چشم خدا بینی ببخشند
نہ بینی ہیچکس عاجز تر از خویش

ہم نے اسی پر ہمیشہ نظر رکہہ کر اپنے کسی تلمیذ سے بہی آپ کو بڑا نہ سمجہنا بڑا جہگڑا
جو دین مین رخنہ انداز ہی وہ یہی ہے جہان دو فاضل یکجا ہوئے اور نماز کا وقت
آیا لیجیے حضور اب ہر ایک کو اپنا امام جماعت ہونا مد نظر ہونے سے ایک دوسرے کی عیوب
کا اظہار کرنا ضروری ہوتا ہے

ہمارا یہ طریقہ رہا کہ ہم دوسرے کو امام جماعت اور آپ اُسکے پیچہے نماز پڑہنے
سے کبہی باز نہ رہے اس لئے کہ وہ بہی عادل اور ضروری مسائل سے واقف پہر کیون
ہم اوسکی اقتدا نہ کرین اس عجز اور انکسار نے ہمارے صدہا آدمی واقف اور پیش خدا
گواہی دینے پر طیار ہین بڑا جہگڑا اٹوٹ گیا اب دوسرا جہگڑا کہ زید کا علم زیادہ
ہے کہ خالد کا ہم سے جب اس کا سوال کیا گیا ہم نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اور اگر
زیادہ اصرار ہوا تو یہہ کہدیا کہ بہائی علم کی کمی بیشی عالم کی تصنیف سے ظاہر ہوتی ہی
ہمارے کہنے سے ظاہر نہ ہوگی ابہی ہم نے دونون کی تصنیف اس قدر نہین دیکہی جو
ایک کو دوسرے پر ترجیح دین۔

بعض لوگون نے ہم پر یہ بھی طعنہ زنی کی کہ اعلم کی تقلید واجب ہے آپ اعلم کو چھپاتے ہین خلاف ہدایت ہے۔ ہم نے کہا کہ اولاً تو ہمارے نزدیک اعلم کا وجود بجز خدا کے اور کسی مین نہین مگر اسکے بعد رسول اور اوسکے اوصیاء برحق وہ اعلم اضافی ہین یعنی بنسبت اُمت کے۔

دوم ہمکو اس مسئلہ مین کسی کی تقلید نہین ہے لہذا تقلید اعلم کو نہین ضروری سمجھتے پھر ہم پر کیا شناعت وارد ہو سکتی ہے۔ ہان ہم سے جس قدر خدا نے ہم کو قطرہ از دریا سے بھی کم علم دیا اوس کا استعمال ہدایت مین کرتے رہے اور کرتے رہین گے انشاء اللہ۔ بس اسی لئے ہم آئے تھے اور یہی کر رہے ہین۔

راقم غلام حسنین

سستی نامردی اور جذام اور دق کی دوائے اکسیری

ماہ جمادی الاولی کی کارروائی کے خطوط جسقدر موصول ہوئے ان کا خلاصہ یہ ہے

(۱) بہاولپور مین تصفیہ اور اثبات اجزائے طیارہ کا ڈاکٹر صاحب نے کر لیا اور دو نونہ بھی ہمارے پاس روانہ کئے اب کارڈ دیروزہ سے ظاہر ہے کہ وہ عمل تشمیع اور حل شروع کرینگے۔

(۲) للت پور ضلع جہانسی کے متصرم صاحب نے ہماری تعلیم سے تیزاب کشی کی مشق کر لی اب وہ محتاج بازاری تیزاب کے نہ رہے اور تصفیہ اجزا کا کام شروع کر لیا ہوگا۔ یہ صاحب بھی ابتدائی اعمال مین مشتاق ہین۔

(۳) کوہ رانی کھیت پر ایک کمیٹی قایم ہوئی اور بالفعل عہ کا سرمایہ کر کے ۵ پونڈ ناٹرک ایسڈ خرید کر کے کام شروع کر دینگے اس کمیٹی مین بھی ایک ڈاکٹر صاحب ممبر ہین اور کیمسٹری کو جانتے ہین۔

(۴) اٹاوہ کے حکیم غلام عباس صاحب نے دومرتبہ دوا طیار کی جو صاف و قائم لناک ہے اب تشمیع کا عمل اونھون نے بھی شروع کیا ہوگا۔ ان کا نام اس لئے ظاہر کر دیا ہے کہ اونکی اجازت ہے۔ اور سب سے پہلے وہی مستعد ہوئے اور ہم نے اپنے کل مجربات کا انکو امین مقرر کر دیا کہ جن امراض مشکلہ کا علاج ہم کرتے ہین وہ بھی کرین اور خمس آمدنی کا برابر وہ ہم کو بھیج رہے ہین ایسے باوفا آدمی کہان ملتے ہین۔

(۵) شکارپور ضلع بلند شہر کی دوائی اکسیری ہین ابھی یہ کسر ہے کہ ہر آنچ مین کم ہوتی ہے لہذا تتمیم ارواح کا عمل کیا جائے گا۔

(۶) اپر برہما کا خط مظہر ہے کہ وہان بھی عمل شروع ہو گیا۔ یہ صاحب اجزاے عبیط (ناصاف) کو جدا جدا صاف کرنے پر مشتاق ہین اور صناعت کے رموز سے ان کو پوری خبر ہے انکا کام سب سے اول اور عمدہ ہوگا انشاء اللہ۔

(۷) خاص ہمارے دواساز چونکہ سات روز کی رخصت گئے ہین مگر عمل تشمیع ہم کر رہے ہین اتمام خدا کے ہاتھ ہے۔

اب خدا سے دعا ہے کہ یہ ادویہ جلدی طیار ہو کر بندگان خدا کو امراض مہلکہ سے نجات دین بمحمد وآلہ الطیبین۔

راقم غلام حسنین

سوالات کی بھرمار اور نتیجہ کچھ بھی نہین

یہ تو ظاہر ہے کہ سوال آدمی جب ہی کرتا ہے جب حاجت ہو اور جس چیز کی حاجت نہین اُسے کیون مانگے گا۔

سوال عام ہے اور استفسار خاص ہے ہمکو آج استفسار پر کچھ لکھنا منظور ہے استفسار یعنی پوچھنا اسکے بھی اغراض مختلف ہین اور صحیح غرض تو وہی ہے کہ ہم ایک بات کو نہ جانین اور اوسکے جاننے کی ہمکو ضرورت بھی ہو یعنی کوئی فائدہ دینی یا دنیوی علمی یا عملی اوسکے معلوم کرنے سے ہمکو ہوتا ہو اور بعد جواب پانے کے اوس فائدہ کو ہم حاصل بھی کرین۔ جب اوس کا موقع ہو ایسا استفسار البتہ سایل اور مجیب دونون کی بھلائی پر شامل ہوتا ہے ورنہ بیجا بکواس نہ لینا نہ دینا نہ کرنا نہ ترک کرنا اوس سے بجز تضیع اوقات کے اور کچھ حاصل نہین ہوتا۔

مثال

اگر کسی بڑے مُہندس سے جو آج کسی بڑے کالج یورپ سے جامیٹری مین پاس ہوکر اعلیٰ درجہ کی ڈگری پا چکا ہے ہم سوال کرین کہ ایک مربع کے برابر ایک دائرہ بناؤ تو کیا ممکن ہے کہ وہ بڑا کامل مُہندس اگرچہ ارشمیدس ہی کیون نہو اِس سوال کا جواب تحقیقی دے سکتا ہے۔ ہرگز نہین۔ اِس لئے کہ دائرہ کی مساحت نصف قطر مضروب محیط سے ہوتی خواہ نصف محیط کو قطر مین

ضرب دینے سے اور نسبت قطر کی طرف محیط کے تخمینی ہے ۲۲/۷ اگر قطر معلوم ہے
تو محیط اور اگر محیط معلوم ہے تو قطر دونون کی مقدار تخمینی ہوگی۔ پھر جب مضروب
اور مضروب فیہ مین ایک کی مقدار تخمینی ہو حاصل ضرب کیسے تحقیقی ہوسکتا ہے۔
اور مربع کے دونون ضلع کی مقدار تحقیقی معلوم ہے لہذا اوس کا حاصل ضرب
بھی صحیح اور پورا ہوگا۔
ارشمیدس نے بڑا زور کر کے ایک مقالہ لکھا مگر غلطی رہ گئے اور تربیع دائرہ نہ ہو سکے
ہمارے ہادیان برحق نے جہان اور صفات موجد عالم کی بیان فرمائی ہین
یہ بھی فرمایا یا من یعلم نسبۃ القطر الی المحیط۔ وہ ہمارا خدا ہے جو نسبت
قطر کی طرف محیط جانتا ہے اس لیے کہ قطر اور محیط دونو موجودات خارجیہ سے
ہین اور نسبت بھی انکی ضرور موجود ہے۔ تو اوس کا جاننے والا آخر کوئی تو
ہوگا طاقت بشری سے ماہر ہونا کسی امر کا اوسکے نہونے کی دلیل نہین ہے
بلکہ دلیل اثبات وجود ایسے عالم کی ہے جو موجد عالم ہے۔

سوال۔ اگر آپ کے نبی سے یہ درخواست کی جاتی کہ ایک دائرہ کے برابر
ایک مربع بنا دیجیے تو آخر وہ کیا جواب دیتے یا یونہین ٹال دیتے۔

جواب۔ ضرور تعلیم الہی سے وہ بنا دیتے

سوال۔ اگر بنا دیتے تو علم انسانی مین نسبت قطر کی طرف محیط کے اجاتی اور
اور کس قدر فائدہ ہوتا۔

جواب۔ ایک شکل خاص کے بنا دینے سے عام طور سے علم نسبت کیونکر معلوم
ہوسکتا ہے۔

سوال - اگر عام قاعدہ سے پوچھا جاتا تو کیا جواب دیتے۔

جواب - ہان نہ دیتے اسلیئے کہ معجز نما پر معجزہ کا دکھلا دینا واجب ہے اور اسکے تمام اسباب اور لوازم کا اعلان کرکے امّت کو تعلیم کرنی یہ واجب نہین ہے - اس لئے کہ اگر یہ بھی واجب ہو ؎

دیگران ہم بکنند انچہ مسیحا میکرد

سب لوگ نبی کے برابر ہوجایئن اور سلسلہ نبوت منقطع ہوکر ضلالت اور گمراہی تمام دُنیا مین پہیل جائے آپ دیکھ لیجیئے کہ اس وقت جس قدر ترقی سائینس دانی کی ہے اگرچہ محض لغو اور پوچ ہے تاہم دہریت اور انکار حق کا کس قدر شیوع ہورہا ہے

عوام اُمّت تو درکنار ملائکہ مقربین اور ابنیائے الوالعزم اونکو بہی علم بعض اُمور مخصوصہ بذات الہٰی کا نہین دیا گیا ہے - اس لئے کہ حاجت منقطع ہو اور غنی الاغنیا وہی ایک ذات ہے -

اگر خدا تمام دُنیا کو مالدار کردے کیسا فساد عالم مین پیدا ہو اس لیئے کہ پہر کوئی محتاج کسی کا نہ رہے اور اگر ساری دنیا کو فقیر محتاج کردے جب بہی دُنیا کا خاتمہ ہوجائے اِس لئے کہ پھر کوئی شخص کسی کی حاجت براری نہ کرسکے لہٰذا براہ عقل واجب ہے کہ بعض لوگ مالدار ہون اور بعض محتاج اور تعاون کا سلسلہ جاری رہے اسیطرح معلومات کا بھی حال ہے - کہ

فوق کل ذی علیم

راقم غلام حسنین

میرے احباب خاص مجھے آیۃ اللہ اور حجۃ اللہ اور مجتہد نہ لکھا کرین

مین نے سال گذشتہ اخبار اثنا عشری مین بھی اعلان کر دیا تھا اور خاص خاص طور سے جواب خطوط مین بہی اعلان کر دیتا ہون اور آج اس رسالہ مین بہی مشتہر کرتا ہون کہ مین آیۃ اللہ حجۃ اللہ کے لفظ اپنی نسبت کبھی جائز نہین سمجھ سکتا اور نہ مجھے دعوائے اجتہاد ہے اور نہ مجھے اس کا یقین ہے بلکہ گمان ہے کہ مین ان صفات سے موصوف ہون اور نہ مجھے اس کا یقین ہے کہ جو لوگ مجھے ان اوصاف سے موصوف کرتے ہین اگر کوئی ضرورت اور حاجت ایسی ہین اپنے جو حجۃ اللہ اور آیۃ اللہ ہونے کے لوازم اور اسباب سے ہے تو وہی لوگ میری اس حاجت کو بر لائین گے۔

میری مراد ذاتی حاجت اور غرض سے نہین ہے بلکہ مذہبی حاجت اسلئے کہ ذاتی حاجت پیش کرنے سے تو خدا مجھے ہمیشہ بچاتا ہے یہ اوس کا تفضل ہے اور خدا وہ داغ لائے کہ مین اپنی ذاتی حاجت کو پیش کر کے دینی فواید مین رخنہ اندازی کرون۔

پہر جب ایسی بات ہے یعنی نہ تو مجھہ مین لیاقت اور نہ کہنے والون کے دل مین میری ایسی عظمت جیسی آیۃ اللہ اور حجۃ اللہ کی ہونی چاہئے تو فقط چرب زبانی سے کیا فائدہ اوسی قدر میری نسبت تحریر کیجیے جس قدر آپکے دل مین جگہ ہے اور وہی احسن اور اولیٰ ہے۔

مین ایسے خطابات منشیانہ کو ہرگز پسند نہین کرتا جو محض تفنن طبع کی غرض سے لکھے یا کہے جایئن۔

مین اون لوگون سے بہی واقف ہون جو سامنے کسی عالم کے اُسکو آیتہ اللہ اور حجۃ اللہ سب کچھ کہنے کو طیار اور ادہر آنکھون سے اوجہل ہوے اور کہنے لگے کیا اچھا وار ہمارا خوشامد کرنے سے چل رہا ہے۔

میری بہی مثل وہی ہے ؎

طاوس را بہ نقش ونگارے کہ ہست خلق

تحسین کنند و او خجل از پای زشت خویش

مین اپنے عیوب کو آپ ہی شمار کر رہا ہون۔ راقم غلام حسنین

استخارہ کیا چیز ہے

یہ بات کہدینی کہ ہم استخارہ کی سچی ماہیت کو جانتے ہین ہم ایسے کم علم آدمی کو سوائے جسارت کے اور کیا ہے

اسلیئے کہ استخارہ کا حکم ہم کو ایسے وقت ہوا ہے کہ جب تدبیر ظاہری سے یاس ہو اور سوائے خدا کے اور کسی سے امید ہماری کاربراری کی ہو ایسے ہی وقت مین اونٹ پہاڑ کے تلے آتا ہے تب اوسکو تب اوسکو اپنے سے اونچا کوئی دوسرا سوجہائی دیتا ہے امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف کیا کوئی اور بہی ایسا ہے کہ مضطر کی دعا کو قبول کر کے اوسکی برائی کو دور کردے سوائے خدا کے ہرگز کوئی ایسا نہین ہے اگر ہے تو وہی خدا ہے۔

پہر جب اضطرار کا وقت آتا ہے اور آدمی سب طرف سے بے آس ہو جاتا ہے
فطرتی یہ امر ہے کہ اوسکو ضرور خیال ہوتا ہے کوئی قادر توانا ایسا بھی ہے جو اس
وقت ہمارے کٹھن دُکھ مین کام آئے۔

دہریہ ہو زندیق ہو کیسا ہی منکر خدا ہو دشمن خدا کا مگر اوس وقت
ساری چہ میگوئی بھول جاتی ہے۔

فرض کیجیے دو آدمی ایک باپ اور دوسرا بیٹا کسی دیوار کے نیچے دب کر مر گئے
اور یہہ معلوم نہین پہلے کون مرا۔ اور دونون کے ورثہ موجود ہین۔ اب اگر بیٹا
پہلے مرا تو محجوب الارث اوسکی اولاد ہے اور اگر باپ پہلے مرا پہر تو دونوںکی
اولاد کو ترکہ ملے گا۔ اب یہہ مقدمہ جج صاحب بہادر کے اجلاس مین پیش ہے
اور حکم اخیر نہ تو جوری دے سکتی ہے نہ جج صاحب اور کوئی دفعہ قانون مروج
کا اس وقت چل نہین سکتا۔

جج صاحب پورے نیچرل ہی کیون نہون مگر اون کو بھی چارہ نہوگا بدون
اسکے کہ قرعہ ڈالنے کا حکم دین اور قرعہ ڈالنا بھی خاص رجوع بخدا ہے اور اس
فیصلہ سے بڑہکر کوئی فیصلہ ہو نہین سکتا۔

یہ طریقہ تو قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے جسکی تعلیم انبیاء علیہم السلام نے
فرمائی ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ یاد کرو فساھم فکان من المدحضین
قرعہ مین تمام حضور ہی کا نکلا اور غلام گریختہ آپ ہی ٹھہرے اور دریا مین کود پڑے
اللہ اکبر اللہ اکبر یہ خاص بندہ خدا کے یہہ کامل الایمان لوگ ہین
یہ چونکہ وعدہ حتمی خدا کا ہے ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ۔ جو خدا پر توکل

توکل کرے گا وہی خدا کافی ہے اوسکے لئے - مچھلی کو حکم ہوا کہ ہان میرے پیارے بندہ کو اپنے پیٹ مین لے -

اچھا قرعہ بازی تو گیر مسلمان نیچرل دہریہ سب کرتے ہین - ہمارے ہادی برحق نے اُسی قرعہ کو استخارہ ذات الرقاع تجویز فرمایا اور قبل رقعہ اوٹھانے کے نماز اور دُعا جس سے رحمت الٰہی کے ہم مستحق ہوجاءین - تجویز فرمای اس لئے کہ جب رجوع بخدا مقصود ہے تو خدا کی عبادت پہلے کرلین تب اپنی حاجت کو پیش کرین - اب معلوم ہوا کہ استخارہ ذات الرقاع اور قرعہ ایک ہی چیز ہے - قرعہ اندازی مین تو کوی دعا وغیرہ کی شرط نہ تھی مگر خدا پرستون کے سردار بہلا کب ہدایت سے چوکتے -

رہا تسبیح پر استخارہ یہ بھی قرعہ اندازی کا آسان طریقہ ہے کہ آنکھہ بند کرکے ہم نے تسبیح کے دانہ پر ہاتھہ ڈالا اس سے بہی وہی بات پیدا ہوئی جو کہ چیٹھی اوٹھانے سے ہوتی تھی -

اب رہی تخصیص خاک شفا کی تسبیح کی اِس سے یاددہی اس امر کی ہوتی ہے کہ جس کی یہ خاک ہے (امام حسینؑ) اور اونکے ناناؐ نے حل مشکلات اُمت کے واسطے اپنے کنبہ کی ہلاکت گوارا فرمائی ہے - پس جو شخص کسی مُصیبت مین گرفتار ہو اور رجوع بخدا اوسے منظور ہو ان حضرات کو اپنا شفیع گردانے ضرور خدا اوس کا بہلا کردیگا ؎

اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و دامان آلِ رسول

یہان تو عقلی امور کا ذکر تہا اب ہم کو لازم ہے کہ فلسفہ عقلیہ سے بہی قرعہ اندا

استخارہ کو مطابق کرین - جو خاص ہمارا منصب ہی۔

فلسفہ عقلیہ مین ثابت ہوچکا ہے کہ ہمارے نفس ناطقہ کا علم حضوری ہی یعنی جسطرح ہماری آنکھ اپنے سامنے کی اشیاء کو دیکھتی ہے ہماری باطنی آنکھہ غائت چیزونکو مثل اشیاء حاضرہ کے دیکھتی ہے۔ مگر چونکہ ہم آلائش جسمانی سے آلودہ ہین وہ علم نورانی نفس کا ہمکو جب تک آلائش وہم اور خیال اور دیگر امور مانعہ سے خالی نہون ہو نہین سکتا فلاسفہ نے طرح طرح کی ریاضت اس غرض سے ایجاد کی ہین کہ آدمی آلائش جسمانی سے پاک ہوکر نورانی آنکھ سے کام لینے پر قادر ہو اہل ہنود اپنے بچون کو جفت اور طاق پوچھنے کی مشق کراتے ہین کرلڑکین سے انکا نفس ظلمانی امور سے پاک ہوکر روحانی کام کرے چنانچہ مشق کرنے سے وہ لڑکا اگر ہزار بار پوچھے گا تو غلطی نہ کریگا اسلیے کہ یہ حکم کر دینا کہ جفت ہے یا طاق بچہ کی آنکھ بند خواہ مٹھی مین وہ شئے بند کسی حس ظاہری کا فعل نہین ہے بہر جب نفس ناطقہ کا خاص حکم ہے وہ کبھی غلطی نہین کرتا لہذا ہمیشہ صحیح ہوگا۔

مسمریزم کا عامل ضبط خیال کی مشق کرتے کرتے حکم نفسانی پر جب قادر ہوجاتا ہے پہر کوئی حکم اس کا غلط نہین ہوتا۔

یہ مسئلہ مذہبی نہین ہی بلکہ فلسفی ہے اور قدیم جدید فلسفہ اس مسئلہ مین کسیطرح مختلف نہین ہے اشراق اسیکا نام ہے۔

تل کے اوٹ پہاڑ

تعلیم الٰہی اور تعلیم انسانی مین یہ فرق ہی کہ وہی کام جسکو فلاسفہ مرتاض برسونکے سفر اور جانکاہی سے کرتے ہین قرعہ اندازی اور استخارہ نے بلا زحمت مشق وغیرہ کے کرادیا اس لیے کہ جب آدمی آنکھ بند کرکے کوئی چیز اٹھائیگا تو حواس ظاہری کی شرکت اوس مین نہوگی لہذا

جو حکم نفس کا ہے اوسی کی اطاعت سے ہمارا ہاتھ اسی چیز پر پڑیگا جسکو ہمارا نفس ہمارے لئے مفید خواہ مُضر سمجھہ رہا ہی اور اسکا سمجھنا بالکل صحیح اور درست اور بجا ہے لہذا اوس کام کے کرنے اور نکرنے مین بہی خطا نہوگی اور سراسر فائدہ ہوگا اسیطرح بچہ لاالعقل وہ بہی جو چیز اوٹھائیگا یہ فعل اوس کا بہی محض حکم نفس نورانی سے ہوگا اور قرعہ اور رقعہ دونو کا اوٹھانے خطا ہوگا۔ اور اسی فائدہ کی غرض قرعہ اور استخارہ کرنا ہکو بتلایا گیا۔

یہ میری تجویز عقلی مذاق فلسفہ عقلیہ پر ہے اور مجہے اصرار نہین ہے کہ بنا قرعہ اور استخارہ کی اسی سبب پر ہو۔ مگر جو لوگ عقلیہ دلائل پر زیادہ دلدادہ ہین اُنکی تشفی کی غرض سے ہم نے لکہی ہے لیکن آپ یہ نہ سمجہین کہ ہمارا عقیدہ بہی یہی ہے۔

ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ حکیم مطلق کا کوئی حکم خالی حکمت سے نہین ہے اور نہ خالی از مصلحت ہے ہماری سمجہہ مین آئے یا نہ آئے اور سمجہہ مین نہ آنے کی وجہ یہ ہے کہ جسقدر احکام الٰہی یا مخلوقات اور مصنوعات قدرتی ہین اُنکی بنا جن علمی اصول پر ہے اگر وہ علم انسانی معلومات مین آگیا ہی اور پورا یقین اُسکے قوانین پر ہکو ہو رہا ہے پہر تو اُس علم کے اُصول پر جو حکم یا شے مبنی ہے ہم ضرور اسکو مع اُسکی دلیل کے سمجہہ لینگے اور جو حکم کسی ایسے علمی اصول پر مبنی ہے کہ ابہی ہکو اوس کا علم نہین ہے یا کبہی نہوگا اُسکی دلیل اور مصلحت کا سمجہنا یہ ہمارا کام ہے نہ ہمارا منصب۔ نوخیز طلبہ خاص کر انگریزی تعلیم یافتہ چونکہ اُنکے دماغ مین یہ خبط سمایا ہے کہ ہم سب کچہہ جانتے ہین اور ہماری عقل جملہ موجودات پر محیط ہے لہذا ایسے ایسے لغو اور مہمل سوالات کرکے طالب جواب ہوتے ہین اور جواب ندو تو ہماری جہالت کا خیال کرتے ہین۔ جہالت تو ضرور ہے مگر غیر اختیاری ہے۔

راقم غلام حسنین

حسینہ قرآنیہ کے شائقین کو اطلاع ضروری

ایکہزار جلد چھپ کر مشتہر بھی ہو چکین اب باقی نہین ہی لہذا دو ہزار جلد کے چھپنے کا سامان پھر خدا نے کر دیا اور کام شروع ہو گیا اب تین ماہ تک آپ لوگونکو انتظار کرنا لازم ہے کہ چھپ کر طیار ہو اور بے فائدہ کارڈ اور خطوط ہمارے نام پر نہ آئین کہ رسالہ نہ رہا۔

بمبئی کے شائقین۔ اکثر چٹھی مرہٹی اور گجراتی خط مین آتی ہے جسکا پڑہنے والا یہان نہین ہے لہذا ایسے خطوط کی تعمیل کبھی نہوگی۔

یہ رسالہ بمبئی مین جسکے نام جاتا ہی اسکو لازم ہے کسی اخبار یا رسالہ بمبئی مین ہماری طرف سے یہہ اعلان کر دے۔

راقم
غلام حسنین رائے بریلی وزیر گنج

عام خبرین

ایک عجیب نمائش

۲ مئی سنہ ۱۹۱۰ء کو مسٹر فلپس نے لنڈن کے میدان مین اسکی نمائش کی تیس پینتیس ہزار آدمی دور سے دیکھنے آئے تھے ۳۰ ہزار روپیہ مسٹر فلپس کو ٹکٹ سے ملا۔ مجمع کے درمیان ایک اونچے مقام پر صاحب موصوف کھڑے ہوئے اور داہنی میز پر ایک مشین رکھی جو بالکل ٹائپ رائیٹنگ مشین سے مشابہ تھی۔ اس سے پچاس فٹ کے فاصلہ پر ایک ہوائی جہاز رکھا ۴۰ فٹ لمبا اور ۵ فٹ چوڑا تھا جس مین تین آدمی بیٹھ سکتے تھے۔

اس ایجاد کی مختصر کیفیت بیان کرنیکے بعد میز پر کی مشین کا بٹن دبانا شروع کیا۔ پہلا بٹن دبانے سے یہ ہوا کہ ہوائی جہاز اپنی جگہہ سے ایک فٹ اونچا ہوا اور آہستہ آہستہ مسٹر فلپس کے پاس آکر ٹھہر گیا۔ دوسرا بٹن دبانے سے کچھ بلند ہونے لگا۔ تیسرے بٹن کے دبانے سے جہاز مین روشنی ہو گئی اور چار سو فٹ کی بلندی پر مثل غبارے کے نظر آنے لگا جب جہاز اتنا اونچا ہوا تو مسٹر موصوف نے ایک اور بٹن دبایا جس سے ایک آواز ہوئی اور کاغذ کے مصنوعی گولے (بم) گرنے لگے۔ یہ گولے اس تیزی کے ساتھ گرتے تھی کہ ۳۲ ہزار کے مجمع مین کوئی آدمی نہ بچا جسپر ایک آدہ گولہ نہ برسا ہو ۵۴ منٹ کے اندر ۳۰ ہزار آدمیون پر گولہ باری ہو گئی جس سے معلوم ہوا کہ ایک گھنٹہ کے اندر ۳۰۔ ۴۰ ہزار آدمیون کا خاتمہ یہ ہوائی جہاز ڈنا میٹ ڈالکر کر سکتا ہے۔

مسٹر فلپس نے بٹن دبا کر جہاز کو ہر طرف پھیرا اور دکھلایا کہ کس قدر قابو اسپر ہے اور اب یہ ایجاد مکمل ہو گئی ہے۔ مسٹر فلپس کہتے ہین کہ ایک ہفتہ مین ہر شخص اس جہاز کو چلا سکتا ہے (از اخبار وطن یکم جولائی ۱۹۱۰ء)

سوتا سنسار اور جاگتا پاک پروردگار

آج ایک ذی علم فاضل میرے پاس آئے اور ابھی بیٹھے ہین وہ کہنے لگے کہ ہمارے علمائے کرام سب سو رہے ہین کوئی کروٹ نہین لیتا۔

مین = کیا سچ مچ کی نیند آپکی مراد ہے اور سبات کا مرض خدانخواستہ اُن کو ہوا ہے۔

مولوی صاحب - نہین جناب خدا نہ کرے بلکہ میری مراد اس غفلت کی نیند سے ہے جو علما کو اُنکے فرائض منصبی سے روکتی ہے تحسبھم ایقاظا وھم رقود۔ ہم اُن کو بیدار سمجھ رہے ہین اور وہ گہری نیند غفلت مین آرام فرما رہے ہین۔

مین = چونکہ آپ بہی اہلِ علم سے ہین اور جس قدر آپ کو علم ہے اوتنا ہی فرض منصبی آپ پر بھی ہے اب فرمائیے کہ بیدار ہو کر آپ کون سا شیر مار چکے۔

خود فضیحت و دیگران را نصیحت

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو جدید تعلیم یافتہ نیچریون کی ہوا لگی ہے کہ ناکردہ گناہ علما پر ہر قسم کی تہمت بیجا کر کے عوام کے عقائد کو اونکی نسبت فاسد کر دینا

مولوی صاحب = نہین جناب خدا نہ کرے مگر مین بجائے خود انصاف کر کے کہتا ہون کہ ہمارے علما سو رہے ہین - سچی بات دشمن کی یا دوست کی دونون کی قبول کرنی چاہئے جدید تعلیم یافتہ اگر کہتے ہین تو فقط دین کی حمایت سے کہتے ہین

اِس مین بُرائی کیا ہے۔

مین = دین کی حمایت فقط اسی مین منحصر ہے کہ علما کو گالیان دین بیجا اتہام اُن پر کرین اور جو کام کہ خود تعلیم یافتہ پارٹی پر واجب ہے اور علما ہرگز اسی انجام نہین دے سکتے وہ بھی علما کی گردن پر ڈالین۔ اگر یہہ پارٹی بیدار ہی ہے تو خاک پڑے ایسی بیداری پر۔

مولوی صاحب = آپ تو ہر وقت بیچارہ تعلیم یافتہ کے پیچھے پڑے ہوے آپکو کیا خبر ہے کہ یہ پارٹی اپنی قوت لایموت کی فکر مین سرگردان ہے سیکڑون روپیہ خرچ بھی کیا پاس بھی ہو گئے مگر ع

کس نمی پرسد کہ بہیا کون ہو

اسکے بعد جو جو ترقی غیر مسلمین کر رہے ہین اور مسلمین اُن سے پسپا ہو رہے ہین اسکی تلافی اِسی پارٹی کو ملحوظ ہے۔ لہذا انکو ایسے الزام سے بری سمجھنا ضرور ہے

مین = اور علما کے گہر مین ہُن برس رہا ہے خزانہ زمین سے نکل رہے ہین۔ قوت لایموت کی اُن کو کچھہ فکر نہین ہے شبانہ روز قورمہ اور پلاؤ پر ہاتھ مار رہے ہین۔

غیر مسلمین کی ترقی دنیوی ہمیشہ سے چلی آتی ہے اور اوس کے اسباب بھی ایسے ہین کہ آدمی مسلمان ہو کر کبھی اونکو کر نہین سکتا مگر چونکہ تعلیم یافتہ پارٹی کو اسلامی اصول سے بے خبری یا بے پروائی ہے لہذا انکو غیر مسلمین کی ترقی دنیوی مین برابری خواہ تفوق کی فکر سر پر سوار ہے جس سے اسلام کو ضرر پہونچ رہا ہے۔

مولوی صاحب = آپ تو زبردستی اپنی ہی بات کی پچ کر رہے ہین اور سبب اوس کا یہہ ہے کہ زمانہ کی رفتار اہل زمانہ کی کردار سے آپ کو کچھہ بھی خبر نہین ہے وہی حق اللہ اور پاک ذات اللہ کی رٹ آپ کو لگی ہے اور سو رہنے سے یہی مطلب ہے کہ آپ لوگون کو اسکی خبر نہین کہ آج دنیا مین کیا ہو رہا ہے اور مسلمانون پر کیسی سختی گذر رہی ہے ایسی گورنمنٹ کی عملداری جو سراسر انصاف پر ہو اور ہم پر ہماری کم علمی سے یہ مصیبت گذرے۔

مین = اچھا اب مین آپ کا مطلب سمجھا۔ آپ کی خواہش یہہ ہے تو کرور مسلمان ۲۱ کرور غیر مسلمین سے حق پانے مین برابر ہو جایئن اگر تعلیم یافتہ پارٹی اسکے درپے ہے اس سے زیادہ بے عقلی کیا ہوگی۔

بفرض محال اگر نو کرور مسلمان سب کے سب ضبطلمین بنجایئن جب بھی تو انتخاب مین کمی رہے گی۔

اس کے علاوہ اب ہماری گورنمنٹ کو خوب معلوم ہوگیا ہے کہ جسقدر شورش اور بدخیالی امن عام مین خلل اندازی پیدا ہوئی اسی پارٹی تعلیم یافتہ سے ہوئی مسلمانون مین چونکہ تعلیم کم ہے لہذا ان مین شورش کا مادہ بھی نہین ہے۔

یاد رہے

جو لوگ تعلیم تعلیم پکار رہے ہین اور تعلیم کا انجام دیکھہ رہے ہین م انکو اس تعلیم کی جسکی آرزو کر رہے ہین دنیا اور دین دونون مین ضرر پہونچے گا اہل اسلام کو اوسی تعلیم سے ترقی دارین نصیب ہوگی جو ادنکے ہادی اور پیشوایان برحق نے

فرمائی ہے ورنہ ؎ خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
راقم غلام حسنین

تعلیم یافتہ پارٹی کی اُمنگ

اُمنگیں تو بڑی بڑی ہین او ٹھان بھی بہت کچھ ہے بلکہ ہوائی جہاز سے زیادہ اوڑنے کی اُمنگ ہے بلکہ ؎

تکیہ بر جائے بزرگان نتوان زد بگزاف + مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی

شاعر تو جملہ اسباب بزرگی کو کہتا ہے اور یہان ایک بھی نہین = بزرگی کے اسباب کیا ہین اور تعلیم یافتہ پارٹی کے واسطے خاصکر کون کون سے اسباب مناسب ہین چونکہ ہمارے بکار آمد یہہ پارٹی بہ نسبت عربی خوان طلبہ کے زیادہ ہے لہذا ہمکو اپنی غرض پورا کرنیکی نظر سے اُن اسباب کا جو ہماری ناقص تجویز مین ہے ظاہر کردینا ضرور ہے ہمارا لکھنا اور نکتہ چینی بنظر عداوت اور استخفاف نہین ہے بلکہ ہمکو تعلیم یافتہ پارٹی سے جو دلی اُلفت ہے اوسی نظر سے ہم بیرونی چھیڑ چھاڑ کر رہے ہین

نوکری کی اُمنگ

یہ بھی اچھی آرزو ہے مگر سب وہان ۲۲ پنسیری کل تعلیم یافتہ کو آرزو نوکری کی محض لغو ہے۔ ہان کچھہ لوگ اسی دھن مین رہین اور باقی اور فکر کرین۔

کیا تعلیم تو اسیقدر ہے کہ کلارک یا ڈپٹی کلکٹر جج کا کام دین۔ یا کہ وکالت کی سند لیکر بیرسٹری کرین۔

اس امنگ نے بھی چونکہ حد سے زیادہ ہے آج بیرسٹر کو اس قدر آمدنی نہین جس قدر پہلے وکیلون کو تھی ؎

چو گل بسیار شد پیلان بلغزند

جب ایک ضلع مثلاً میرٹھ خواہ بارہ بنکی مین دس بیرسٹر اور سو وکیل پچاس مختار ہوگئے اب کہیئے کہ صیغۂ وکالت کا ناس ہوا کہ نہین۔ بچشم خود دیکھا ہے جس مقدمہ مین ہزار روپیہ محنتانہ ملتا کثرت وکلاء سے پچاس ہی مین کام ہو جاتا ہے رونا تو یہی ہے کہ تعلیم پاکر اور اس اصولی امر کو نہین سمجھتے کہ آمدنی کے جس قدر ابواب ہین اونکے پیشہ ور جس قدر زیادہ ہونگے آمدنی کا ناس ہوگا فرض کیجیے کہ آج شوگر کے کارخانہ انڈیا مین دس ہین اور فردا پچاس اور پس فردا ہزار ہو جاین کھپت اور مال کی نکاسی کا لحاظ بھی تو ضرور ہے ممالک غیر مین اسقدر کارخانہ شوگر کے جاری ہین جو انڈیا کو لوٹ رہے ہین پھر ہمارا مال ممالک غیر مین کیسے فروخت ہو سکتا ہے۔

اسی طرح کپڑا بنانے کا کارخانہ۔ دیا سلائی۔ چھتری۔ کمبل۔ الغرض جو کام فرض کیجیے اوس کا اوسط خرچ کا اگر لحاظ نہ کروگے کبھی نفع نہ ہوگا۔ یہی حال بیرسٹری کا ہے یہی حال کل پیشون کا۔

میری خواہش یہ ہے کہ ہماری معزز تعلیم یافتہ پارٹی کی ایک عام کمیٹی تمام انڈیا مین طیار ہو اور اوس کا کام یہ ہو کہ اپنے ملک کی ضرورت کی اشیا

اور انکی کہپت اور نکاسی پر غور کرے اور غور کامل کے بعد جسقدر ملک برداشت
کرسکتا ہے اوسی قدر اس کام کی کارخانے جاری ہون۔

چھتری

دس کروڑ سے زیادہ بلکہ ۱۵ کروڑ تک سالانہ انڈیا مین فروخت ہوتی ہے اگر
ہمکو چھتری بنانی آجائے تو ہمکو لازم ہے اوسیقدر بنائین جسقدر نکاسی ہے۔
ہمکو گورنمنٹ کے تجارتی اخبارات سے پوری مدد ملتی ہے کہ درامد برامد
تجارتی اشیاء کا ہمیشہ مشتہر ہورہا ہے ہمارے دیسی خبارات اور خصوصًا
پیسہ اخبار لاہور نے پہلا کالم شمار اعداد کا کیسے مفید خیال سے تجویز کردیا ہے
اور پہر ہم محض نادان بن رہے ہین۔

اسباب بزرگی کے ہزارون ہین اور خلاصہ یہ ہے کہ جس قسم کی بزرگی کی
خواہش یہہ پارٹی کرے اسکے اسباب کو یا خود یا اوس بزرگی سے جولوگ موصوف
ہین ان سے پوچھ کر اور خلاصہ یہہ ہے کہ دنیوی بزرگی یا ترقی ثروت اور مالداری
فقر اور احتیاج کے دور کرنیکے جس قدر ذریعہ ہین یا تو یہ کمیٹی خود انپر
غور کرے یا جو قوم آج دنیوی ترقی سے اعلےٰ درجہ پر پہونچ انکی تقلید
کرکے کارروائی کرے۔

دینی بزرگی

ظاہر ہے کہ دینی علوم اور اونکے اصول سے یہ پارٹی کمتر آگاہ ہے پہر
باوجود کم آگاہی کے ان لوگون پر زبان طعن اور تشنیع دراز کرنی ضرور
دینی بزرگی کو خاک مین ملانا ہے اگر دینی بزرگی حاصل کرنے کی امنگ

پہلے علوم دینیہ کو حاصل کرنا اور دینی بزرگ جو واجب الاحترام ہین انکی حرمت کا لحاظ رکھنا ضرور ہے اور یہہ طریقہ کہ جانتے تو کچھہ نہین اور مسلم الثبوت دینی بزرگ پر آوازہ لگانا اونکی تجویز جو قرآن اور حدیث سے مدلل ہو اوسپر قہقہہ زنی کرنی۔ اگر کوئی حدیث یا آیت قرآنی اپنے کسی جدید خیال سے بظاہر مطابق معلوم ہوئی اور اوسکا محل اور موقع دوسری حدیث خواہ آیت سے ظاہر کر دیا گیا ہے اور اس پارٹی کو خبر نہین بس وہی مرغ کی ایک ٹانگ اپنی جہالت پر اصرار کرنا دینی بزرگی کبھی اس سے حاصل نہوگی۔

مین صدہا نظائر ان لوگون کے پیش کر سکتا ہون کہ دخل در معقولات کر کے اپنے دین کے اصول سے برگشتہ ہو جاتے ہین اور آخر کار یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ علما کو برا بھلا کہنا اون کا شعار ہو جاتا ہے۔

خیال کیجیے کہ آپکو علوم جدیدہ مین کسقدر مہارت ہے اگر عربی خوان طلبہ جنکو ان علوم کی ہوا نہین لگی ہے کسی جدید مسئلہ مین محض نادانستہ دخل بیجا کرین آپ کو کس قدر ناگوار ہوگا۔

یہی حال ہم لوگون کی ناگواری کا ہے جب اس پارٹی کی مداخلت بیجا احکام دینی مین ہوتی ہے۔

راقمہ غلام حسنین

عربی خوان طلبہ کا اس جدید طریقہ امتحان کے پاس کرنے سے ناس ہو رہا ہے

بالکل وہی خرابی جو انگریزی خوان طلبہ مین پڑتی تھی اب ہمارے مذہبی مدارس

ہین وہی طریقہ درس تدریس اور میعاد معین پر ہر درجہ سے آگے چڑہنا کثرت
سبق پہر اسکے بعد امتحان کی سختی لہذا یہہ طلبہ اگر پاس بھی ہوجائین مگر
مدرسہ سے نکلکر محض کورے اور سادہ لوح رہجاتے ہین

انگریزی طلبہ بیچارے تو مجبور ہین پرائے بس کی بات ہے گو روپیہ
ہمارا ہے ان پر بھی خرچ ہوتا ہے مگر ہمارے مذہبی مدارس مین ہم کسیطرح مجبور
نہین ہین اور نہ ہماری گورنمنٹ کسی قسم کی مداخلت ہماری ان مدارس
مین کرتی ہے اور پہر بھی اوسی لکیر کے فقیر کیون بنتے ہین ادبار ادبار اوکا
بس اور کچھہ نہین۔

خواندگی کی میعاد مقرر کرنی یہ قاعدہ کس غرض سے جاری کیا ہے
جو سراسر عقل کے خلاف ہے۔ اسلئے کہ طلبہ براہ خلقت تین قسم کے ہوتے
ہین۔ ذکی۔ متوسط۔ اور غبی۔

اب دیکھو جس کورس کو غبی مثلاً دو برس مین ختم کرچکا متوسط اسے
ضرور ڈیرہ برس مین اور ذکی تو شاید سال بھر خواہ چھہ ماہ مین ختم کریگا۔
اب متوسط اور ذکی کے واسطے تو وہ میعاد کسیطرح جائز نہ رہی لہذا اسکی
مٹی پلید ہوئی اب اگر اوسط کا قاعدہ کرکے کوئی میعاد مقرر کی جائے مثلاً
$2 + 1\frac{1}{2} + 1 = 4\frac{1}{2} \div 3 = 1\frac{1}{2}$ یہ اوسط متوسط درجہ کے لئے تو درست
ہے اور غبی اور ذکی دونون کو مضر ہے۔

(۲) جماعت بندی مین بھی ہر قسم کے طلبہ شریک ہوتے ہین وہ کون اوستاد ایسا
ہے جس کی تعلیم ہر سہ درجہ کی تشفی دینے والی اسی گھنٹہ مین ہو جو گھنٹہ مقرر

ہوا ہے۔ ہم اپنی بیتی کہین ہمکو قراءت اور سماعت مین فقہ استدلالی کی دو کتابین پڑہنی نصیب ہوئین اولاً تو ہم کسی روز قاری ہونے نہ پائے دوم اگر کسی مقام پر کتاب کا مطلب ہماری سمجھہ مین نہ آتا اوسکو اوستاد سے پوچھنے کے مجاز نہ تھے۔

وائے حال ما

تب ہمکو یہ سوجھی کہ چار ورق کا سبق جو مقرر تھا اوس کو دیگر کتب سے محشی کر کے سارا سبق خود ہی ہم حل کر کے لیجاتے تھے۔ اور حل ایسا ہوتا کہ اوستاد اعلی اللہ مقامہ ہمارے ہی اوراق محشی کو ہاتھ مین لیکر پڑہاتے تھے دو برس اسی طرح گذرے شکر خدا۔

پھر کیا کوئی طالب علم اس وقت کے پڑہنے والون مین ایسا ہے جو ہمارے طرح سے سبق کو حل کر کے پڑہنے جاتا ہو۔ ہرگز نہین۔ ہرگز نہین۔

لہذا ظاہر ہے کہ ذکی تو سارا سبق سمجھ لیتا ہوگا اور متوسط بھی کولا لنگڑا اپنا ٹٹو چلاتا ہوگا مگر غبی کی پوری شامت ہے۔

اور ایسی ہمدردی ہم لوگون مین نہین کہ اپنے ساتھیون کو سبق پڑہکر جو انکی سمجھ مین نہ آیا ہو اوسے سمجھادین۔

اور ایسی عقل صائب ہم مین نہین کہ اپنی نافہمی کا اپنے ساتھی پر اظہار کرین اور اساتذہ کو اس قدر طلبہ کے بہبود پر نظر نہین کہ بیان واسع کر کے ایسا درس دین کہ سب کی سمجھہ مین آجائے اون کو بھی تو اپنی نوکری کے گھنٹے پورے کرنے سے کام ہے۔ مُردہ بہشت مین جائے یا دوزخ مین ہمارا حلوا مانڈہ

(تنخواہ) ہمکو ملے۔ خاک پڑے ایسے پڑہنے اور پڑہانے پر۔
اِس سے بہتر تو یہی ہے نہ پڑہا یا ہوتا
سچ کہے سو مارا جائے۔ جب تعلیم کی ایسی خرابی اور امتحان کی ایسی سختی۔ اَب فرمائیے پاس ہونے کی کیا اُمید ہو سکتی ہے۔
لہذا ضرورت ہے کوئی پولٹیکل کارروائی طلبہ کرین جسکو مین صاف صاف نہ لکھون گا اُسی کارروائی کا نتیجہ یہ ہے کہ پاس شدہ اور فیل دو نون ایک ہی گھاٹ اوتر رہے ہین

ہمارا علم رخصت ہو چلا

سیکڑون پاس یافتہ طلبہ کو دیکھ لیجیے سچا امتحان یہ ہے کہ کسی مسئلہ خاص پر اپنے سامنے اُن سے کچھ تحریر کرائے دیکھیے تو وہ کیا لکھتے ہین اور کیا استدلال اُن کا ہوتا ہے اور کیا اُنکی لیاقت ہے اور اُن سے آیندہ کیا علم کے برقرار رکھنے کی اُمید ہو سکتی ہے توبہ توبہ

ابھی کچھ نہین گیا ہے

خدا کے واسطے اہل اسلام سنبھل جائین اور اپنے قدیم طریقہ سے درس تدریس جاری کرین جدید اُصول جو ہمارے علوم کے ناس کرنے والے ہین اُن کو ترک کرین شاید ابھی دس پچاس اہل علم ایسے ہین جنکی تعلیم سے پہر خاک بہس علم باقی رہ سکتا ہے ہربرٹ سپنسر کے اُصول تعلیم اگر بالفرض مُفید ہین تو اوسی جدید تعلیم علوم او فنون مین ہمارے قدیم علوم مین کبھی وہ اُصول مُفید نہونگے۔

درس نظامی

کو بے شک ہم رونے بھتے مگر اب تو ہمکو ناچار یہی کہنا پڑتا ہے کہ آفرین باد بر بناش
اوّل لاکھ برائی اوس کورس مین تھی مگر پہر بھی اوسی کورس کے پڑہے ہوے آج بہی
سو پچاس اہل علم ایسے ہین جنکے بعد پہر بالکل اندہیرا نظر آئے گا ؎

ہر کس بخیال خویش خبطے دارد

قاضی دبلے شہر کے اندیشہ ہمکو اپنی قوم اور اپنی ملّت سے علم کے جانے کا ہر دم خیال
ہے ؎ کہ مبادا ازین بتر گردد

گو ہم کو آپ عالم نہ سمجھین اور ہمارا اشمار شیخ چلی کے زمرہ مین ہی سہی مگر قوم
کی بہلائی اسی مین ہے جو ہم کہہ رہے ہین۔

زمانہ کی کجروی اور ناسازی کا عذر ہرگز صحیح نہین ہے اسی ناساز اور
مخالف زمانہ مین سالانہ ہزارون روپیہ ہمارا تعلیم مین بیجا خرچ ہوتا ہے اسی قلیل
خرچ سے اگر حضرات علما اور اہل تجربہ پوری توجہ کرین سب کچھہ ہو سکتا ہے۔
چونکہ آجکل زمانہ امتحان کا ہے اور امتحان کی دہوم مچ رہی ہے لہذا
دو حرف ہم کو بھی لکھنے کی ضرورت ہوئی۔ آئندہ اختیار رہے۔

راقم غلام حسنین

حسنیہ قرآنیہ باردوم
کیون چھپ رہی ہے

اوّل تو جناب امام حسین علیہ السلام نے اُمّت محمدیہ پر خصوصاً اور عام

خلائق پر عموماً وہ احسان کیا ہے اور حق و باطل کے جدا کرنے مین وہ معجزات اور کرامات اولیا کے اظہار سے برسر مجمع جس سے نبوت ابنیا اور خاص کر اپنے نانا کی نبوت کی پوری تصدیق فرمادی ہے اور تا زمانہ معین عنداللہ یہہ سب امور ہدایت آپ سے صادر ہوتے رہین گے چنانچہ ہو رہے ہین جس سے تصدیق اس آیت کی بھی ہوتی ہے۔ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء۔

اگرچہ خدانے کل شہدائے راہ خدا کو زندہ ارشاد فرمایا مگر ایسے شہید بیکس سے جس کی لاش ایک احتمال سے ۳ روز دفن نہوئی ہو اور دفن کے بعد بہی سر کہین اور جسد اطہر کہین بنابر بعض روایات اور پہر اوس شہید سے بعد شہادت ایسے ایسے معجزات ظاہر ہون اس سے زیادہ تصدیق اِس آیت کی اور کیا ہوسکتی ہے اگر سچ پوچھو تو یہہ آیت بھی بنظر صدور معجزات آپکی شہادت کو ثابت کرتی ہے الحمدللہ۔

پہر جس سید مظلوم کا خلائق پر یہ احسان ہوا ور تصدیق انبیا اور قرآن مجید مین بعد شہادت بہی یہ اہتمام وہی شہید کرتا رہے کیونکر ہوسکتا ہی کہ قرآن اوسکی شہادت اور اوسکے اجر اور ثواب پر گواہی نہ دے۔

ایضاً چونکہ آج تک کوئی فرقہ اسلامیہ یا غیر اسلامیہ ایسا نہین تھا جو آپکے واقعہ شہادت سے انکار کرے اور آفتاب مین خاک ڈالے اور آج ایسا فرقہ پیدا ہوا لہذا یہ بھی خدا پر واجب تھا کہ اس فرقہ منکر کے رد کرنے پر کسی اپنے بندہ کو آمادہ کرے وہ بندہ کون غلام حسنین

عاجز اور بے یار و مددگار بے زر بے معاش اور پھر بیمار اور پیر فرتوت آوارہ گرد اور ایسی جگہہ پر مُقیم جہان کتاب کا نام نہین تفسیر اور تاریخ کا تو ذکر کیا نجوم القرآن جس سے آیات قرآنیہ کا پتہ مل جائے وہ بھی ندارد ایسے بندہ بیکس اور کمزور سے ایسا کام کرانا بھی خدا کی قدرت نمائی اور ایک معجزہ منجملہ معجزات امام حسین ع کے ہے کہ ع

انچہ در او ہمت نیاید آن کند

ضرورت اثبات واقعہ شہادت تو اس زمانہ مین ظاہر تھی علمائے اسلام بھی اکثر زردار جنکے پاس ہزارون مجلد کتب کے بھی موجود اعوان اور انصار بھی مہیا ع

تھے تو صدہا پہ کسی کو بھی ہوئی یہ توفیق

توفیق نہونے کا سبب یہی ہے کہ خدا کو یہ کار عظیم ایک نہایت کمزور بے سامان سے ع

پراگندہ روزی پراگندہ دل کے

سے کرانا اظہار اپنی قدرت کاملہ کی نظر سے منظور تھا۔

اب آپ کو معلوم ہو گا کہ اس رسالہ کی خواہش اور طلبگاری جو حد سے زائد ہو رہی ہے اوس کے اسباب کیا ہین۔ جو لوگ مجھہ سے واقف نہین ان کو ولائے شہید مظلوم نے اسکے مطالعہ پر بیتاب کر دیا۔

کچھہ لوگون کو شوق اس وجہ سے ہوا کہ ہم بھی تو ہمیشہ تلاوت قرآن مجید کرتے ہین بلکہ بعض تو حافظ قرآن بھی ہین یہ ۵۷ آیات کون سی ہین جن سے کبھی ہمارے وہم مین بھی ثبوت واقعہ شہادت نہین گذرا

ایسے ہی حضرات اہل علم کے خطوط مشتمل بر مدح و ثناے رسالہ جو میرے نام پر آئے ہین اُن سے اس کا پورا ثبوت ہوتا ہے جو لکھتے ہین لا تزال مویدا من اللہ سبحانہ۔

اور سب سے زیادہ شوق اور ولولہ اُن لوگون کا ہے جو میری کم علمی اور پریشان حالی آوارہ وطنی بے سرو سامانی سے واقف ہین ضرور اون کو تعجب ہوتا ہے کہ بے دست و پاے را دیدم کہ ہزار پاے را کشتہ یہی میری مثال ہے۔

اب ذرا حسنیہ قرآنیہ کا خلاصہ مضمون بھی سُن لیجیے یہی امر نہین کہ اثبات واقعہ شہادت قرآن سے اسمین درج ہو بلکہ وہ مصالح حکیمیہ اور اغراض جنکے نظر سے اِس واقعہ کا ہونا خدا نے منظور فرمایا وہ بھی سب قرآن مجید سے اِس رسالہ مین درج ہوئے۔

جس حالت بیکسی مین شہداے کربلا بظاہر تھے اور جو خاص پرورش اور عزت افزائی خدا نے اونکی اُسی زبون حالت مین فرمائی تھی کہ اونکو زخمی ہونے کی ایذا بھوک اور پیاس سے گزند کچھہ نہ پہونچے گا یہ بھی قرآن سے ثابت کر دیا ہے۔ صلوا علی محمد و آلہ

ایکہزار جلد چھپنے کے بعد

جب اسکے مضامین کو لوگون نے سُنا اور جو جو خواہش پیروان امام اور زائرین عزت افزائی شہداے کربلا کی تھی وہ سب بنصوص قرآنیہ معلوم ہوئی اب جن لوگون نے یہ رسالہ نہین پایا اُن کا شوق یکے از ہزار بڑھ گیا۔

لہذا

خدا نے فوراً سرمایہ ہمکو بے طلب اور بدون سوال عطا کر دیا اس لئے کہ ہماری دعا یہی تھی ؎

کریم جو تجھے دینا ہے بے طلب یدے
گدا تو ہون یہ نہین علوت سوال مجھے

اب یہہ دو ہزار جلد ۲۲-۲۹ کی تقطیع پر واضح اور جلی قلم سے چھپتی ہے اور صحت کا اہتمام خود مین نے اپنے ذمہ لیا ہے اسلئے کہ اب مین بیمار نہین ہون فضل خدا سے تندرست ہون۔

ہدیہ بلا قیمت

ایسا رسالہ یا کتاب اگر صیغہ تجارت مین رہے برسون مین اوسکی اشاعت حسب دلخواہ ہنو سکے اور ضرورت یہ ہے کہ فوراً شائع ہو جائے۔ اسی نظر سے ہم نے ہزار جلد طبع اوّل اور دو ہزار جلد طبع دوم کو ہدیہ بلا قیمت کر دیا۔

شائقین کو معلوم ہو

چونکہ اب طبع اوّل کی تقسیم ہو چکی اور طبع دوم دو ہزار کا فرمہ ہے دیر مین چھپیگا لہذا کم سے کم دو ماہ انتظار کرین جس روز چھپکر طیار ہوئی ہم بذریعہ اخبارات سب کو مطلع کر دینگے۔ انشاء اللہ

راقم غلام حسنین

امیرونکو اہل علم ہونے کی زیادہ ضرورت ہے یا فقیرون کو

یہ سوال نیا اور عجیب ہم پر وارد ہوا ہے جسکے جواب مین ہم تو کیا شاید

بڑے بڑے علم تمدن کے مدعی بھی جواب شافی دینے سے درماندہ ہونگے تاہم مجھے اپنی کم علمی کا اقرار کر کے جو کچھ میری سمجھ مین آتا ہے جواب دیتا ہون خدا کرے کہ صحیح اوترے۔

امیر کی دو قسمین ہین ایک تو پشتینی امیر جسکی ثروت اور مالداری پوتڑون سے چلی آتی ہے سات پشت سے ہو خواہ ایک ہی پشت سے (نو دولت) خواہ وہ ثروت راج پاٹ سے ہو یا کہ محض حضرت زرجس سے کوئی پیشہ تجارت ہو رہا ہے ورنہ مال بے تجارت باقی کب رہ سکتا ہے۔

اچھا راج پاٹ زمینداری تعلقداری کی امارت اسکو تو بہت سے علوم جاننے کی ضرورت ہے اس لئے کہ اوسکی رعایا ایسے ایسے پیچیدہ اور مشکلات امور مین مبتلا ہوتی ہے جنکا حل کرنا بدون ہمہ دانی کے خود بادشاہ یا راجہ صاحب سے دشوار ہے رہے نوکر چاکر انکے فیصلہ اور احکام کو اگر رئیس جاہل ہے صحیح اور غلط کیونکر سمجھ سکتا ہے اور جب نہین سمجھ سکتا ہے پھر تو اندھے کی داد ہے نہ فریاد ہے عہدہ داران ریاست جو کچھ فیصلہ کرینگے وہی فیصلہ ناطق ہوگا راجہ صاحب نرے کاٹھ کے الو انکو نہ پہلے کی خبر نہ برے کی یہی سبب ہے کہ ایسے امرا اور روسا کے نوکر چاکر خدم صاحب امرا اور روسا کے بچون کو ذرے علم اور تعلیم بازی پسند نہین کرتے اور اگر رئیس کسیقدر ذی لیاقت ہے اوسکو ایسے ایسے اشغال مین پھنساتے ہین کہ اپنے فرائض منصبی ریاست کو ادا نہ کر سکے اور نہین کاروان کے چہکے چھوٹے رہین۔

ہم نے ایک راجہ مسور جھور پھر یلہ کا جو مرگی مین مبتلا تھا اور دل بہر

بیس پچیس دورہ پڑتے تھے علاج کیا اچھا ہوا ڈاکٹرون نے اُنکی صحت کی جانچ کرکے دربار گورنری لکھنؤ مین شرکت کی اجازت بہی دی دربار مین گیا بھی مگر واپسی کے بعد چونکہ وہ راجہ حساب کتاب اور ریاست کے کاربار مین اچھا ہوشیار تھا نائب اور دیوان متصدی نے اتفاق کرکے اوس کا ایک معتمد کہار (سردار بہرا) چھیدی نامی تہا اوسی پر اوسکو پورا اعتماد تھا ایسی پٹی پڑہائی کہ راجہ صاحب سے کہدو کہ حکیم جی ایک ایسی دوا زہریلی لائے ہین کہ تم نے کھائی اور فوراً ہی مرجاؤ گے۔

چونکہ ابھی اوسکے دماغ کا ماؤف ہونا باقی تھا۔ یہ فقرہ گرماگرم ایسا اُسکے ذہن نشین ہوگیا کہ لاکھ لاکھ طرح اوسکی مان اور گہر والون نے سمجھایا۔ مگر دیوانہ راہوے بس است۔ پہر اوس نے دوا نہ کھانی تھی نہ کھائی اور ہم آخرکو مجبور ہوکر رخصت ہوئے۔ یہ قصہ ۱۲۷۳ھ خواہ (۷۴) کا ہے جسکو ۵۶ برس گذرے گئے۔

اسی نظر سے کہا گیا ہے ؎ ہمنشین تو از تو بہ باید

تا ترا عقل و دین بیفزاید

ہمارے زمانہ کے اُمرا و رؤسا اونکے ندیم مصاحب کون بٹیر باز۔ مرغباز۔ تماشبین آٹھون گانٹھ کمیت اب فرمائیے خود راجہ صاحب تو جاہل اور مصاحب ایسے جنکے چلنے پہرنے سے زمین فریاد کرتی ہے ایسے رؤسا کی ریاست کی تباہی بربادی نوکرون کے چھکے پنجے رعایا کی تباہی بربادی نہو تو کیا ہو۔

آجکل اگر رئیس کسیقدر ذی علم بہی ہے کہ اپنی ریاست کو سنبھال سکتا ہے

ایک نیا فقرہ مصاحبون کو یہہ سوجھا ہے کہ حضور تو بی-اے پاس علیگڈہ کالج خواہ
میور کالج کے ہین حضور کے لائق یہ ہے کہ ممبر کونسل گورنر جنرل بہادر کے
ہوکر تمام انڈیا پر حکومت فرمایئن یہہ چھوٹا سا راج آپ کے لائق نہین
اس کو تو ہم چند انفار سنبھال سکتے ہین۔
راجہ صاحب نوابصاحب بس یہ فقرہ سنکر لٹو ہو گئے اور دن رات اسی
فکر مین سرشار راج لٹ رہا ہے کارندون کی چاندی قرضہ ریاست پر روزافزون
کچھ ہو مگر حضور پرنور کو کونسل کی ممبری ضرور ملجائے۔ ہزارون روپیہ بھی خرچ
ہورہا ہے آپ ہین کبھی کلکتہ کبھی شملہ کبھی کہین کبھی کہین مارے مارے پھرتے ہین۔
اگر یہ فقرہ بھی نہ چلا تو یورپ کی سیر اور سیاحت کا شوق دلانا اوس سے
بھی زیادہ گرم فقرہ ہے۔
یہ بھی نہ چلا تو ناچ رنگ کھیل تماشا اسپر آمادہ کرنا یہ تو بائین ہاتھ کا کام
ہے یہ تو امرا کے خمیر مین داخل ہے کہ ان امرا وہی جاہل نا تربیت یافتہ۔

لہذا

ہم کو یہی کہنا مناسب بلکہ ضرور ہے کہ امرا کو اہل علم ہونے کے فقرا سے زیادہ ضرورت ہے
اہل علم ہونے سے یہ مطلب نہین ہے کہ اوس علم پر عمل نہو نہین عملی کاروائی
بعد علم کے تکمیل علم کا ذریعہ ھے۔
کیا آپ اس وقت تمام انڈیا کے امرا اور روساء مین فیصدی ایک بھی
ایسا بتلا سکتے ہین جو مثل امراے یورپ کے عالم باعمل بھی ہو۔
میرے علم اور تجربہ مین ایک رئیس البتہ ایسا ہے نام لینے سے تو خوشامد ہوگی

جس نے جزوی علم حاصل کر کے علمی قوت ایسی بڑہائی کہ باپ کے زمانہ کے قرض کا بار جو ریاست پر تھا اوسے بہی ادا کر دیا اوسا ادائے قرض کے بعد پس انداز جو ہونے لگے اُس سے اپنی ریاست کا بڑہانا شروع کر دیا لوگ تو اوسکو خسیس اور قارون کا خطاب دیتے ہین مگر وہ رئیس الواب خیر اور قومی امداد مین سرآمد روسا ہو رہا ہے۔

بیدار مغزی کی یہہ صورت ہے کوئی رقم علاقہ کے جنگل و آبادی کی ایسی نہین جسکو وہ رئیس بیکار چھوڑتا ہو۔ پت جھاڑ درختون کی یہ بھی کوئی بڑی رقم ہے مگر اوسکی بیدار مغزی سے ہزارون روپیہ سالانہ پت جھاڑ سے وصول ہوتا ہے۔

نوکر چاکر عہدہ دار و نجی پرورش پرداخت عزت افزائی سب کچھہ ہے مگر کیا مجال کہ ذراسی بد کرداری کرین اور فوراً کیفر کردار کو نہ پہونچین۔

سال گذشتہ تک تو اوس رئیس کی یہی کیفیت تہی مگر امسال سُنا ہے کہ شملہ کی ہوا اور ممبری کونسل کی اُمنگ اوسکو بھی ہوئی خدا حافظ دیکھا چاہئے انجام کیا ہوتا ہے۔

راقم غلام حسنین

یونانی طبابت کی گروے دن کیون لگے

۵ ڈوبے بنس کبیر کے کہ اوپجے پوت کمال

جسطرح اہل اسلام کے بیشمار علوم اور فنون معدوم ہو گئے یا ناقص ہو گئی اسی

طرح علم طب یونانی جو برائے نام تو یونانی کہلاتا تھا مگر اہل اسلام نے اِس مین
بڑے بڑے اصول اپنی کوشش سے بڑہائے تھے یہ علم بھی ہم سے گویا جاتا رہا
اور اگر کسی قدر باقی ہے یہ اثر ہماری کوشش کا نہین بلکہ اُن اصول کی
خوبی کا اثر ہے کہ جس علم اور عمل کے مٹانے پر صدہا قسم کی کوششین ہورہی
ہون اور کسی قسم کا سامان اوسکی ترقی تو کجا بقا کا بہی نہو اور پہر وہ علم باقی
رہے تعجب کی جگہ ہے۔

جو اسباب طبِ یونانی کی کساد بازاری کے آج انڈیا مین ہین اُنکی تفصیل
مین چونکہ گورنمنٹ کی کم توجہی بھی داخل ہے اور ہم کبہی اپنی گورنمنٹ کے مصالح
پر نکتہ چینی نہین کرتے اِس لئے کہ ہمارے مذہب کے اصول ہمکو یہی حکم دیتے
ہین ؎

اگر شہ روز را گوید شب است این
بباید گفت اینک ماہ و پروین

لہذا اونہین اسباب کساد بازاری طب کو کیون نہ لکہین کہ جو ؎

سعدی از دست خویشتن فریاد

سے متعلق ہے۔

ہم مین سب سے بڑا قصور یہہ ہے کہ اس علم کو جسقدر پڑہنا پڑہانا ضروری ہے
اوس کا عشر عشیر بہی ہم نہین پڑہتے اور نام یہہ رئیس الاطبا فخر جالینوس
اور بقراط یہہ سبب تو سب اسباب سے بڑہکر ہے لیجیئے علم تو رخصت ہوگیا اب
رہا عمل سو عمل بے علم کے کیونکر ہوسکتا ہے۔
یہ بات ضرور ہے کہ قدماے اطبا مین دو گروہ تھے قیاس پر عمل کرنیوالے

اور دوسرا گروہ مجربین کا تہا چنانچہ شیخ بہی قانون مین جا بجا اس کا ذکر کرتا ہے۔

ہمارے زمانہ مین نہ قیاسی فرقہ ہے نہ مجربین۔ مجربین فرقہ کی شہادت بہ شل عجم کی بہی دیتی ہے۔ پیش طبیب مرو پیش تجربہ کار برو۔ پہر چونکہ علم اور تجربہ دونون کی کمی ہے لہذا ہم نے یہ تجویز کی کہ ایسی ایک دوا طیار کی جاے جو کہ جملہ امراض سخت اور عسیرۃ البرء پر پورا کام دے۔

جذام اور سستی اور دق اور سل کی دوائے اکسیری

اس کے بنانے پر اطبا اور نیز اپنے احباب ڈاکٹرون کو آمادہ کیا۔ دو ماہ کی محنت مین خدا کے فضل سے بہاولپور اسٹیٹ مین ایک ڈاکٹر صاحب نے کوشش سے دوا طیار ہوئی مگر اتفاق سے بے وہم وگمان بارش ہونے سے شیشی ٹوٹ کر دوا پانی مین مل گئی۔ اب دوبارہ پہر بن رہی ہے اُمید ہے کہ جلد طیار ہو جاے۔

گو دوا ضائع ہوئی مگر ڈاکٹر صاحب کو اس کا یقین ضرور ہوا کہ پہر بنجاے اور نیز کل حضرات جو بنا رہے ہین سب کو اطمینان ہو جاے کہ ہان ضرور ہم کامیاب ہونگے اب اگر یہ دوا طیار ہو گئی تو اطبائے یونانی کی کساد بازاری جو اس وقت ہے انشاء اللہ سب مٹ جاے گی اور ہزارون مریض جو لاعلاج سمجھے جاتے ہین سب کو خدا شفا دے گا۔

راقم غلام حسنین

ڈاڑہی مونڈوانا اچھا یا مونچھہ کا منڈوانا

مذہبی احکام سے ہمکو پہلے بحث نہین کوئی صاحب ہم پر یہہ اعتراض نہ کرین بلکہ ہم تو اصول حفظان صحت اور اصول خوبصورتی اور بدصورتی جو مطابق نیچر کے ہین ان سے پہلے اس مسئلہ کو شروع کرتے ہین۔

ڈاڑہی اور مونچھہ دونون فطرتی اور خلقی چیزین ہین کسی نے خلاف فطرت نہ اپنی مونچھہ بنائی ہے اور نہ ڈاڑھی لیکن اگر ہم ڈاڑہی اور مونچھ کو اوسکی فطرتی نمو پر چھوڑ دین اور ہفتہ وار خواہ ماہوار کم نہ کرین سچ کہو کہ ہماری صورت کیسی بہیانک ہو جائے یورپ مین ایک آدمی ایسا ضرور گذرا ہے جسکی ڈاڑہی شاید ناف سے نیچے یا پاون تک بڑہ آئی تھی جسکو عجائب المخلوقات مین پیسہ اخبار بہی کسی نمبر مین لکھہ چکا ہے۔ رہا مونچھہ اگر تراشی نہ جائے چندروز مین ہمارے دونون ہونٹون پر چھا جائے۔ اور یہی حال ناخنون کا ہے۔

اچھا اب اتنا تو ثابت ہوا کہ ڈاڑہی اور مونچھہ دونون کا کم کرنا کتروانا ضرور ہے مگر کس قدر اس کا کوئی قانون عام مقرر نہین ہو سکتا۔

اب دوسری بات ہم کو یہ دیکھنی ہے کہ ڈاڑہی کا مقام فطرت نے کس جگہہ تجویز کیا ہے یعنی مونہہ کے نیچے۔ بچّی کو مین ڈاڑہی کا جزو نہین مانتا اور مونچھہ کا مقام دونون نتہنون کے نیچے کہ جس قدر ریزش ناک سے جاری ہوگی مونچہین ضرور اوس سے آلودہ ہونگے اور جو کثافت خواہ

اجزاے عفنہ (بدبو) زکام نزلہ مین منخرین سے بہ بہ کر آئین گے موچہین ضرور اُن سے گندہ اور آلودہ ہونگی۔

پہر اگر ہم بدون اُنکے دہونے کے کوئی شربت یا رقیق شئے پئین گے وہی خراب اجزاے بدبو اس سے ملکر ہمارے موںہ مین جائین گے۔ اگر مونچہین بڑی بڑی ہونگی اور ہمکو گندہ خوار بنائین گے اخ تہو۔

ایضاً کسی رقیق شئے کے پیتے وقت بہی اگر ہماری مونچہین بڑی ہون اُس سے آلودہ ہوکر قابل دہونے کے ہوجائین لہذا دونون حالتون مین مونچہون کا دھونا ہمکو ضروری ہوگا اب تو ہم مونچہون کے غلام بنے آزاد نہ رہے۔

بعض آدمیون نے یہی خرابی سوچ کر موچہون کو چڑہانا شروع کردیا اور اتنا بڑہایا چڑہایا جس کی توصیف مین یہ کہا جاتا ہے کہ مونچہ وہی پوری ہے جسپر نیبو رکہہ دو۔

اِس ترکیب سے ایک خرابی تو ضرور دفع ہوئی کہ ہر چیز پینے سے ہماری موچھ آلودہ نہوگی مگر ناک کی ریزش اور اس کی آلودگی سے نجات اب بہی نہوگی وہ بدستور باقی ہے۔

لہذا موچہہ کا سرے سے مونڈوانا اور اگر ہوسکے تو شاہہ بہ حلق کترانا اسی مین ہمکو دونون ضرر سے نجات ملی گی۔

جب مونچہہ کا منڈوانا ضروری ثابت ہوا اب اگر ڈاڑھی بہی اوسکے ساتھ مونڈوائی جائے چار ابرو کا صفایا اور عورت سے نہین تو ہیجڑے زنانہ سے ضرور مشابہت پیدا ہوگی لہذا ڈاڑہی کا کم سے کم اس قدر رکہنا

کہ اوس کا نشان قایم ہو ضروری امر ہوگا۔
شریعت اسلام نے بہی اِسیقدر ڈاڑہی کا رکہنا قدر واجب قرار
دیا ہے جب ڈاڑھی کا اس قدر رکہنا واجب یعنی ضروری براہِ عقل ثابت ہوا
اور واجب شریعت مین حکم ضروری کو کہتے ہین اب اوسکے نقیض یعنے
ڈاڑھی کا نہ رکہنا مونڈوانے سے خواہ شبہہ بحلق کترواسنے سے واجب کی
نقیض یعنی حرام ہوگی۔ حرام کے یہ معنی نہین ہین کہ ہمکو کاٹ کہاسے گی بلکہ
کسی ہر جسمانی روحانی پر شامل ہونے سے خلاف عقل ہوگی۔

عورتون کے ڈاڑہی اور موچہہ کیون نہین ہوتی

اگرچہ عورتون کے تمام بدن مین بالون کی پیدائش کم ہے اس لئے کہ
بخارات دخانی جسکے ذریعہ سے بال پیدا ہوتے ہین عورتون کے جسم مین کم
ہے اور اگر شاذ و نادر کسی عورت کے جسم مین بال ہون تو اوس کا مزاج
نسوانی معتدل نہ ہوگا مگر خاص کر ڈارھی اور موچہہ ہونی اس کا سبب
وہی ہے جو حسن و جمال سے متعلق ہے اور جسکی پوری تفصیل مین لکھ نہین
سکتا اور وہی سبب عورتون مین پستان اوبہری ہونے کا ہے ؎

دو پستانش ہر اک چون قبہ نور
حبابے خاستہ از مین کافور

اب آپ کو خیال کرنا ضرور ہے کہ جب عورتون کی ڈاڑہی اور موچہہ نہو تو
فطرت نے عمدہ صورت تجویز کی ہے اب مردون کو ڈاڑہی اور موچہہ نہو

عورت کے مشابہ بننا کیا یہ مردی کی شان ہے نہین بلکہ نامردی اور زنانہ پن۔ اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید۔

جو لوگ ڈاڑھی منڈوانے کے خوگر ہین اُن سے اگر پوچھا جائے کہ آخر کوئی نفع آپ کو اس فعل سے پہونچتا ہے جواب یہی دینگے ڈاڑہی کے بال چبھتے ہین ہم سے اور ہماری ہم بستر سے اس کی برداشت نہین ہوتی۔

بدلحاظی مجھے مانع ہے ورنہ صاف صاف الفاظ مین ان کے اقوال کو لکھتا یہ خبط اور زنانہ پن بعض آدمیون کو اوس عمر تک دیکھا کہ نہ منہ مین دانت اور نہ پیٹ مین آنت مگر ڈاڑھی کا صفایا اور نہین تو دوسرے دن ضرور اور حجام پر تاکید خبردار کھونٹی نرہنے پائے۔

ذرا آپ تصور کیجیے جس شخص کے مونھ مین دانت نہون اور مستی کی ٹہری ہونٹون پر جمائے ہوئے ڈاڑھی منڈائے ہوئے آپ کے سامنے آجائے سچ کہئے اوس خبیث کی صورت دیکھ کر بجز لاحول پڑھنے کے اور کیا زبان سے نکلے گا۔

گو ہم عقلی دلیل سے اس کو ثابت نہ کر سکین مگر ہمارا تجربہ اور مشاہدہ ضرور ہم کو ہدایت کرتا ہے کہ جس پارٹی یا قوم یا قبیلہ یا ملک کے لوگ ڈاڑھی ضرور رکھتے ہین وہ ضرور بہادر اور شجاع ہوتے ہین اور جس ملک اور شہر کے لوگ ڈاڑھی منڈے ہین وہ بودے اور بزدلے اور زنانہ پن انپر غالب (تعلیم یافتہ پارٹی بھی) فطرتی اصول سے کوسج یعنی جسکے ڈاڑہی کے بال کم ہون اوس کی طبیعت براہ خلقت اوسیقدر مشابہ نسوان کے ہوتی

ہے جس قدر یہ عیب اس مین ہے۔
اب ہم کو منصب اس بات کے کہنے کا ہے کہ ہماری شریعت جو ڈاڑھی
رکہنے کو واجب اور موچہین نہ رکہنے کو ضروری کہتی ہے سراسر قانون فطرت
کے مطابق ہے ہمارے ائمہ علیہم السلام نے بہی فرمایا ہے۔ ہم اوس قوم اور
قبیلہ کے ہین نوسل اللحی و نعفی الشوارب۔ ڈاڑھی بڑہ دیتے ہین اور مونچہین
منڈواتے ہین

راقم غلام حسنین

عقل آرائی کا زور شور مگر محض بے عقلی

یہ زمانہ جو روشنی کا کہلاتا ہے اور تعلیم جدید نے روشنی پہیلائی ہے چونکہ
مجہ جیسے معزز تعلیم یافتہ برسون کی محنت اور کوشش سے ضرور مانوس ہوگئے
ہین اور مجہے اوس گروہ علما مین داخل نہین سمجہتے جو انکے شبہات کو سنکر
فوراً کافر شد کا فتوے دیتے ہین بلکہ مین نے اپنی روش انکی سخت کلامی سُن
لینے کی اختیار کی ہے اور برسون یہی پاپڑ بیلے ہین ؎

کیا کیا جفائین جھیلین کیا کیا ستم اوٹھائے
تب جا کے اے ستمگر عاشق ترے کہائے

دوسرا سبب موانست کا یہ ہے کہ مین نے علوم جدیدہ کے چند اصول بعض کتب
مطبوعہ مصر اور بیروت مین اور اخبارات اور رسائل اُردو مین پڑہکر چند اصطلاحات
سے کسیقدر واقفیت حاصل کی ہے لہذا انکے شبہات اور اعتراضات کا جواب

تہوڑا بہت دیسکتا ہون کہ اُنکی تشفی پُوری نہین تو ادہوری ضرور ہو جاتی ہے اور جس شبہہ کا جواب مبنی اصول علوم جدیدہ پر ہوتا ہے اُس جواب سے تو پُوری تشفی ہوتی ہے یہی سبب ہے کہ اس وقت دفتر مین اگر تلاش کیجیے تو رنگون برہما اور حبش تک کے خطوط اسی پارٹی تعلیم یافتہ کے مشتمل بر سوالات آرہے ہین جنکے جوابات بذریعہ اخبار یا پنج کے خطوط کے ہم لکھہ رہے ہین ۵

بمطلب میرسد جویائی کام آہستہ آہستہ + زدریا میکشد صیاد دام آہستہ آہستہ

سچ ہی کہ بدون معاشرت اور صحبت کے آدمی کا حال معلوم نہین ہو سکتا۔ سونا کسے اور آدمی بسے جب تک ہم مزاج اور طبیعت کسیکی نہ پہچانین اُس سے بحث مباحثہ مناظرہ وغیرہ کیونکر کر سکتے ہین۔ ہمارے امام ہمام محمد تقی یا حسن عسکری علیہما السلام کی خدمت مین ایک دہریہ (نیچرل) کشمیر سے مدینہ گیا محض بحث اور مناظرہ کیغرض سے حضور نے چندروز شاید ایک ہفتہ یا دو ہفتہ اُسکی خاطر برداشت تواضع مدارات ہی فرمائی حالانکہ وہ روز مباحثہ پر آمادہ رہتا جب خوب طرح میل جول ہو گیا اتفاقاً حضور کو درد سر عارض ہوا وہ دہریہ طبیب بھی تھا اُسنے آپکے درد سر کا نسخہ لکھا جسمین ہلیلہ یعنی ہڑہ بہی داخل تھی ادویہ بازار سے آئین اور اُسنے کہا کہ مین خود آپکے واسطے طیار کرونگا چنانچہ ہاون دستہ مین پہلے اس نے ہلیلہ کو ڈالا اور کوٹنے کا ارادہ کیا امام نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے۔

طبیب کشمیری۔ تعجب ہے کہ حضور ایسا عالم ہمہ دان اور ہلیلہ کو نہ پہچانے۔

امام۔ نہین مین اسکو پہچانتا ہون مگر تجہسے پوچھتا ہون کہ یہ کیونکر پیدا ہوتا ہے۔

طبیب کشمیری۔ اس مین خستہ (گٹھلی) ہوتی ہے اُسکے بونے سے درخت پیدا

ہوتا ہی اوسی درخت سے پہر پہل پیدا ہوتا ہے۔

امام۔ پہلے گٹھلی یا پہلے درخت۔ مراد حضور کی یہ تھی کہ درخت کا پیدا ہونا گٹھلی پر موقوف ہے اور گٹھلی کا پیدا ہونا درخت پر یہ دور صریح ہے۔

طبیب کشمیری۔ مین سمجھا آپ آج مناظرہ کرنا چاہتے ہین مگر چونکہ طبیعت بدمزہ ہی مین خلاف ادب سمجھتا ہون کہ آج ایسی بحث کرون۔

امام۔ میرا درد سر جاتا رہا تیری دوا کی غلام نہین ہی ہان سوال کا جواب دے۔ پہر کیا تھا یہ بہی تو بلائے بد کشمیر سے چڑ ہگر گیا تھا اس نے فلسفی دلائل شروع کیے اور شاید دو یوم تک مباحثہ رہا بالآخر مسلمان ہوا۔ حدیث الملیلجی ایک چھوٹا رسالہ اسیکی بحث مین موجود ہے۔

میری غرض اس حکایت سے یہ ہے کہ اگر ہم تعلیم یافتہ پارٹی پر اپنا دلی خیرخواہ ہونا اور انکے ہر قسم کے بہتری کے خواہان ہونا اونکے کسی قسم کا رنج اور ملال نہ کرنا جب تک ثابت نکر ینگے ہرگز ہماری بات انکو پسند نہو گی لہذا پہلے انکی گالیان سنین سخت کلامی پر صبر کیا خوشامد منت سے انپر اپنا دوست ہونا ثابت کر دیا اب ہماری بات بہی انکو ناگوار نہین ہوگی۔

تمہید تو ہو چکی

اب اصلی مطلب یہ ہی کہ جسقدر سوالات اس پارٹی کے ہمارے پاس آئے ان سب سے نتیجہ یہی نکلتا ہی کہ تعلیم کی خامی اور نقصان سے انکے شبہات بڑہ گئے تعصب انکی مزاج مین ہرگز نہین ہے انصاف پسند ضرور ہین۔

بعض جنٹلمین چونکہ ہمارے دوستانہ برتاؤ سے ابہی آگاہ نہین اور دفع شبہات کی فکر انکو ہمارے مضامین مندرجہ اخبارات اور رسائل کے پڑہنے سے محسوس ہوئے لہذا کسی دوسرے ذریعہ

سوالات کا جواب طلب کرتے ہین اسلیے کہ نام بڑا اور درشن تھوڑے۔ نام مرد بہ از مرد اور یہان کیا ہے نام ہی نام ہے ڈہاک کے تین پات

ضروری اطلاع

ہم اپنی معزز پارٹی تعلیم یافتہ سے ضروری درخواست یہ کرتے ہین کہ جس شبہہ کا جواب ہم کسی دقیق مسئلہ پر مبنی کرکے دین (اگرچہ ہمارا طریقہ یہ نہین ہے) اور آپکی سمجھہ مین نہ آئے اُسے مکرر سہ کرر پوچھنے مین کچھہ پس و پیش نکیجیے گا اور ہم کبھی ایسی اوچھاوے سے ناراض نہونگے۔

ہمکو خوب معلوم ہی کہ اب پارٹی کے سوالات اسلام سی معاندانہ نہین ہوتے جیسے عیسائی اور اور آریہ کے بلکہ اکثر شبہات وہی ہین جو پادری آریہ سے آپ لوگ سُن رہے ہین خواہ لاک اور برکلی وغیرہ دہریونکی کتاب پڑہکر آپکو شبہہ دامنگیر ہوتا ہے۔

ایک مختصر مگر جامع ہدایت

جو تمام شبہات کا اجمالی جواب ہی جو شخص اسکا قائل ہی کہ اسلامی اصول کو ایک بڑے حکیم مدبر کامل العقل نے جاری کیا ہی وہ تو کبھی کسی حکم شریعت کو خلاف عقل نہ کہے گا اور اوسکو یہی تسلیم کرنا لازم ہوگا کہ ہماری عقل اوسکی خوبی سمجھنے سے کم کرتی ہے۔

لہذا پہلے ہمکو اسی کا معلوم کرنا ضرور ہے کہ ہمارے نبی صلعم اور اُن کے خلفائے برحق حکیم دانشمند خطا کاری سے بری اور بے لوث و طمع خیر خواہ اُمت تھے یا نہین اسکو اونکی لائف اور تاریخ غیر مذہب لوگونکے بخوبی ظاہر کرتی ہے اور جب تک یہ عقیدہ نہو ہر امر پر شبہہ پڑتا رہے گا فقط

راقم غلام حسنین

عام خبرین

شملہ سے اعلان نافذ ہوا ہے کہ جن کارڈون پر ٹکٹ نہ ہوگا وہ آیندہ برباد کردئے جائین گے جوابی کارڈ مین اگر ایک بیرنگ اور دوسرا ٹکٹ دار ہوگا تو بے ٹکٹ کا کارڈ کاٹ کر پھینکدیا جاویگا۔

لاٹ صاحب۔ صوبہ جات متحدہ ۲۵ ماہ رواں کو نینی تال سے برسائی دورہ پر روانہ ہونگے۔ ۲۶ سے ۲۹ تک آگرہ مین قیام فرمائین گے۔ بعد مین جھانسی کو تشریف لیجائین گے۔ وہان سے ہرپالپور چھترپور نوگانگ اور مہوبہ کو جائین گے۔ ۳۰ اگست الہ آباد جائین گے اور ۶ ماہ تک وہان رہینگے۔

ڈھاکہ کے کالج مین طلباء بہت کثرت سے داخل ہو رہے ہین۔ کیونکہ مشرقی بنگال کے لڑکے کلکتہ کے کالجون مین نہین لئے جاتے۔

بنگال کے ڈائرکٹر تعلیمات نے سالانہ رپورٹ شائع کردی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنگال مین ۱۴۴۸۵ ۔ سکول اور ۱۴۲۱۳۸۹ لڑکے ہین گیارہ لاکھ سے اوپر ہندو اور ۲ لاکھ ۳۶ ہزار سے زائد مسلمان ہین۔

سید ظہور احمد بیرسٹر ایٹ لا علیگڈہ سابق آنریری جوائینٹ سکرٹری و آنریری سکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ لنڈن برانچ آج صبح (یکم جولائی) انگلش میل سے تشریف لائے بندرگاہ پر استقبال کی غرض سے ایچ۔ ایم۔ ملک (ناگپور) مسٹر عبدالرؤف (الہ آباد) مسٹر عام مصطفٰے (بوڑھے گاؤن) مسٹر احمد بھائی کریم بھائی (خلف سر کریم بھائی) ابراہیم بیرونٹ) وغیرہم موجود تھے۔ بندرگاہ کے سائبان سے باہر آنے پر ایچ۔ ایم۔ ملک صاحب نے اپنے متبرک ہاتھون سے سید ظہور احمد کو ہار پہنایا۔ اور درازی عمر و ترقی درجات کی دعا دی۔

(از پیسہ اخبار لاہور ۱۶ ؍ جولائی ۱۹۱۰ء)

حصہ دختری کا غصب یا دختر کشی کی چوتھی قسم

چونکہ آجکل جدید تعلیم سے عورتونکو اپنے حقوق کے طلبگاری کا حوصلہ بڑہ گیا ہے لندن کے اخبارات مین تو بڑے بڑے غوغا اور غل غپارے کے حالات مشتہر ہورہے ہین تعلیم اعلیٰ کے نتائج مین سے بڑا بہاری نتیجہ عورات کے خودسری اور مردون سے ہمسری بلکہ تفوق کی آرزو کا پیدا ہونا اچھی طرح سے واضح ہوچلا ہے مگر بہہ بڑا حق میراث کا اگرچہ شریعت اسلام نے للذکر مثل حظ الانثیین مرد کا دوہرا اور عورت کا اکہرا تجویز فرمایا ہے شاید اسی خیال سے ابہی تعلیم یافتہ زنانی پارٹی اس حق کی طلبگاری مین چپ ہو کہ جب ہم جملہ حقوق مین برابر مردون کے ہوجائین پہر اکہرے دوہرے کا مسئلہ بہی باطل کرکے اپنا پورا حق کیون نہ لینگے یہ زمانہ قریب آنیوالا ہے جس کا دہڑکا آج سے ہمکو (زمیدارون اور تعلقدارون راجاؤن کو) لگا ہوا ہے۔

اگرچہ بروز حشر لڑکیون کے حق تلف کرنیوالون کو وہان کی عدالت کا بہی ڈر لگا ہے مگر وہان تو روپیہ مین آٹھ آنہ کا مطالبہ ہوگا اگر قیامت آئی بہی

کوئی سچی بات ہی مگر یہان چونکہ پوری حق کا دینا پڑیگا اور تعلیم نسوان کے روز انہ ترقی سے یہہ مطالبہ بھی ضروری ہے لہذا یہہ ڈر کا قیامت کے مطالبہ کے ڈر کے سے کہین زیادہ اور یقینی ہے۔

یہہ دختری حصہ کا وہ سخت مسئلہ ہے کہ اسلام مین سب سے پہلا جھگڑا بعد وفات ہمارے نبی صلعم کے پیدا ہو کر ہمارے دو فرقہ اسی نے کردے۔ ابتدا تو مدینہ سے ہو چکی تھی مگر شیعہ فرقہ اسکو جائز نہین سمجھتا تھا ہندوستان مین آگرا اور راجہ بالو تعلقدار زمیدار ہو کر دختری کے غصب کے فوائد چونکہ زیادہ دیکھے لہذا شیعہ گروہ کی گرویدگی ہندون کے برابر بلکہ زیادہ ہو گئے۔ زیادہ اسوجہ سے ہے کہ ہندو تو کنہیادان بھی دیکر کسی قدر سبکدوشی حاصل کر لیتے ہین مگر شیعہ بھائی کنہیادان کو بدعت سمجھکر پورے غاصب ہو رہے ہین

وہ کیا دکہائینگے ہو نہ حشر مین پیمبر کو
جنہون نے دختر ون پر ظلم بے حساب کیا

عرب مین ایک مثل بولی جاتی ہے الملک عقیم ملک بضم میم مگر مجہے تو بھی صحیح معلوم ہوتا ہے کہ الملک یتیم یعنی ملک بکسر میم زمیداری ریاست یہہ بھی یتیم ہے مگر مطلب یہہ ہے کہ قرابت اور رشتہ داری زمیداری رکھکر سب فنا ہو جاتی ہے۔ بہن سے زیادہ اور کون عزیز قریب بھائی کے بعد ہے

مگر سب سے زیادہ تیز چھری اوسی بہن کے گلے پر چلائی جاتی ہے

ہائے ہائے کون بہن جو بھیا پر نثار بھیا سے زیادہ کسی کو دوست نہین رکھتی بھیا کا نام آیا اور باچھین کہل گئین آج اساڑہ سدی دوادشی یعنی عربی مہینہ کی گیارہوین تاریخ ہے آج کے چوتھے روز سے ساون شروع ہوگا مگر عورتون نے آج ہی سے جھولا ڈالا ہے اور برہ کے گیت مین بیرن بھیا کو اپنے دکھ سنا رہی ہین

ایسے ایسے دلخراش مضامین جن کے سُننے سے پتھر پانی ہوجائے مگر بیرن بہیا فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ انکو ذرہ بھی ترحم نہین ہے اور الٹی چھری سے عاشق زارا نہین کا گلا کاٹنے کو اپنا مایہ افتخار سمجھ رہے ہین۔ خدا کی پناہ ایسی شقاوت سے کیا آپ کوئی چھوٹے زمیدار یا بڑے راجہ تعلقدار شیعہ کو ایسا بتلا سکتے ہین جسکا تعلقہ یا راج دختری غصب سے پاک ہو مجھے تو کوئی نظر نہین آتا۔

اگر مین مجتہد ہوتا

تو یہ مسئلہ (حلال مخلوط با حرام) کا اجماعی ہے اور احادیث مقدسہ بھی بخوبی دلالت کرتی ہین کہ ایسا مال خمس نکالنے کے بعد پاک اور مباح ہوجاتا ہے بھی فتوا دیتا یعنی چونکہ زمیدار کی تعلقدار کی آمدنی بھی حلال اور حرام سے ملی ہوئی ہے اور بوجہ مشاع ہونے کے قدر حرام اور حلال متمیز نہین ہے لہذا بدون اخراج خمس کے اس کا مباح ہونا البتہ دشوار ہے۔

پھر بھی مجھے تامل ہے کہ حلال مشتبہ بحرام سے ہمارے ہادی برحق کی کیا مراد ہے اختلاط اختیاری یا اضطراری یا عموماً کسی قسم کا اختلاط ہے۔

اختلاط اختیاری کی مثال جیسے کوئی شخص تجارت جائز اور ناجائز دونون کرتا ہے اور دونون آمدنی کو ملا دیتا ہے یا سود کی آمدنی کو اصل سے خود ملا دیتا ہے۔

اختلاط غیر اختیاری جیسے سودی قرضدار اصل اور سود ملا کر روپیہ دیتا ہے۔

زمیدار کی آمدنی جبتک حقوق شرکا کو (یا دختری حصہ کو) جدا کر کے دے ضرور اسکے اختیار سے حلال مخلوط بحرام ہے اب اسکا پاک اور مباح ہونا اخراج خمس کے بعد یہہ حکم ہر ایک زمیدار جس مجتہد کا مقلد ہو اوس سے پوچھے ورنہ اسکی نماز اور طہارت اور جملہ ابواب خیر سب باطل ہین کوئی حیلہ شرعی میرے

خیال مین جواز استعمال کا نہین ہے۔
آپ اگر علما پر معترض ہون کہ وہ کیون ان لوگون کا روپیہ لیکر تصرف کرتے ہین
اوسکا جواب یہہ ہے خذ عن المسلم ولا تسئل مسلمان سے لو اور نہ پوچھو
کہ یہ چیز کیسی ہے علما کو بھی احتمال ہے کہ جو شخص واقف مسائل حلال اور حرام ہو
ہے کسیقدر روپیہ امر خیر مین دینا شاید کہ شر کا سبب ہبہ کرا کے دیا ہو۔
ایضا اودہ و بلاد جن کے بیان کے ذمہ وار علما ہین وہ بھی ممکن ہین خلاصہ
یہہ ہے کہ جسقدر زمیندار کو یقین اوسکے جائز اور ناجائز ہونے کا ہے علما کو
ہرگز نہین ہے اور بحکم ظنوا المومنین خیرا علما کو مومن سے حسن ظن واجب ہے
جبتک یقین اوسکی حرمت کا نہو۔

مین کہان بہک گیا

دختری حصہ کی ذکر مین اور رواج اور سلطنت کا جھگڑا چھڑ گیا مارے گھٹنا اور
پھوٹے آنکھہ دختری حصہ کا تو ایسا حال ہے گویا یہہ حصہ اونکا کسیطرح سے
ذمہ ہمارے ثابت ہی نہین نہ براہ شرع نہ براہ عقل ہان تعلیم یافتہ نسوان
اگر اپنے حقوق طلبی مین کامیاب ہونگی ہے

پھر دیکھئے بہار کہ کیسی بہار ہو

مگر پھر مین کہونگا آفرین باد بر ہمتش اول خون شہیدا تمام بگردن او۔

راقم

غلام حسنین کنتوری مظفر نگر
پورانی کوتوالی۔

ترازو کی بنا مسئلہ مرکز ثقل پر ہے

ایسی ضروری چیز جیسے ترازو خواہ کانٹا یا سچا سا جسکی ہر وقت امیر اور فقیر سب کو ضرورت ہی لیکن اگر کسی بڑے عالم متبحر سے پوچھا جائے تو کبھی نہ بتلا سکے کہ ترازون کی صحت اور غلطی کی شناخت کا قاعدہ کیا ہے۔ یہہ سچ ہے کہ اس مسئلہ کا جاننا کوئی بڑی لیاقت کی دلیل نہین مگر ضرورت کی نظر سے تو بڑا اہم مسئلہ ہے ہمارے عربی خوان طلبہ اور انگریزی دان دونو اس مسئلہ کے حل کرنے مین پا در گل ہین اسلئے کہ جر ثقیل کا فن اُٹھ گیا یا نہین جانا لہذا اس کا جواب نہین دیسکتے ترازو کی صحت اور غلطی اوسکی ڈنڈی کی صحت پر موقوف ہی یعنی دونو سرے ڈنڈی کے یکسان بھی ہون اور جس جگہ اوس مین سوراخ کرکے ڈورا وغیرہ لگایا جاتا ہے وہ ٹھیک وسط مین ہو اور سوراخ ترچھا نہو بلکہ عمود علی الافق ہو



ایک ڈنڈی لوہے خواہ لکڑی کی ہے گول خواہ مستطیل پس لازم ہے کہ ہر جگہ دونو طرف نقطہ ج سے موٹائی چوڑائی مین برابر ہو فرض کرو کہ اب ڈنڈی = ۸ انچہ کے ہے تو ٹھیک چار انچہ پر سوراخ کیا جائے اور سبب اسکا یہ ہی کہ ج مقام مرکز ثقل ترازو ے صحیح کا ہے اور قاعدہ یہہ ہے کہ بوجھ لینے جسم موزون کو جسقدر دوری اس جگہ سے ہے اوسکا حاصل ضرب بوجہ دیکھا جاتا ہے۔ فرض کرو بانٹ اسے ترازو مین چار سیر کا رکھا ہے اب ۴ × ۴ = ۱۶ ہوتا ہے لہذا جس چیز کو تولنا منظور ہے اوسکا وزن مضروب اسی مسافت کا ہے

= ۱۶ ہوگا تب پورا چار سیر تلیگا۔ اب فرض کرو کہ سوراخ ڈنڈی اب میں دو
انچہ پر کیا گیا اور بانٹ ۱۶ سیر کا رکہا تو اب جس شئے کا تولنا منظور ہے وہ
دو سیر کے ہوکے اسلئے ۳×۲ = ۶ کے ۶×۲ = ۱۲ ہیہ تو بانٹ کا
وزن ۶ مضروب مسافت سوراخ ۲ کا ہے۔
اور دوسری جانب جو سوراخ سے ۶ انچہ کے دوری پر ہے لہذا ۱۲ ÷
۶ = ۲ یعنی ۱ سیر برابر ۶ سیر کے تلیگا۔
اسی قاعدہ پر بنا کرکے ۱ سیر بہر گیہون کو ہم پانچ سیر تول سکتے ہین۔
پہر چونکہ ہر شخص کو اس قاعدہ کا جاننا دشوار ہے لہذا حکما نے ایک دوسرا
طریقہ بتلایا۔ بانٹ اور تولی ہوی شئے کو ادل بدل کر تولو یعنی جس پلہ مین بانٹ
ہین اوس مین شئے موزون رکہو اور دوسری طرف بانٹ اب اگر ترازو
سچی ہے برابر تلیگا ورنہ پاسنگ معلوم ہوجائیگا۔

ہماری غرض

اس تمہید سے یہ ہے کہ ہر ایک علم اور عمل کے پورے جاننے والے کیسا ہی
دقیق مسئلہ کسی علم نظری کا ہو اور کیسا ہی مشکل عمل کسی عملی فن کا ہو اوسکو
آسان طور سے تعلیم کر سکتا ہے دیکہو حساب مین کیسے کیسے گر و یعنی قاعدہ کے
ایجاد ہوے کہ جو سوال جبر مقابلہ سے حل ہوتا وہ ضبط او انگلیون کی شمار
پر حل کیا جاتا ہے۔
تعلیم اعلیٰ اسی کا نام ہے کہ مشکل کو سہل کرکے بتلائیے یہہ کہ آسان بات کو
مشکل کر دے جیسا کہ ہمارے درس عربی مین ہو رہا ہے اور اسکا نام تشحید
اذہان رکہا ہے خاک پڑے ایسے طرز تعلیم پر۔
قدما کا طریقہ تعلیم اسکے بالکل مخالف ہی ہمکو منظور ہے۔

قدما کے طریقہ تعلیم کو جاری کرتے اور یہہ خرابی جو ہمارے درس تدریس مین اسیوجہ ہو رہی ہے اور کسی علم کے مسئلہ کو پوریطور سے طلبہ سمجہہ نہین سکتے اسکی قوی وجہہ یہہ ہے کہ شروط تعلیم کے قواعد کو پورا نہین کیا جاتا یورپ کے علوم اور فنون کی ترقی اسی وجہ سے ہے کہ اونکے معلم اور ماسٹر بندی کی چندی کر کے جہان تک ممکن ہے مشکلات کو آسان کرنے کے درپے ہین اور ہماری بدقسمتی جہان اور سب امور مین ہے تعلیم مین بہی اولٹی چال ہم چل رہے ہین۔

ہم زمانہ طالب علمی مین سنا کرتے تہے کہ یورپ کی تعلیم سے آدمی سطحی ہو جاتا ہے اور اب جو دیکہا تو یہہ دیکہا کہ ہماری تعلیم سے تو جہل مرکب پیدا ہوتا ہے جسکا کچہہ علاج نہین۔

غلام حسنین مظفر نگر کوٹھی میر بشارت حسین صاحب وکیل

کسی زبان کے سیکہنے مین مذہبی خیالات پر اثر کیون ہوتا ہی

اس مین کچہہ شک نہین کہ زبان کی تعلیم کو خیالات مذہبی سے کوئی تعلق نہین مگر یہہ تو کہیے کہ زبان کی تعلیم مین جو کتب اور رسایل پڑہائے جاتے ہین اور جو طریقہ زبان کے پڑہانے مین اخلاقی اور مذہبی امور سے وہ خالی نہین ہوتے اور جب نہین ہوتے پہر اونکا اثر متعلم پر ضرور ہونا چاہیے۔ یہہ اثر اُس زبان کا نہین ہے بلکہ اُن مضامین کا ہے جو اوس زبان مین پڑہائے جاتے ہین اب اگر وہ مضامین سچے اور اچہے مین

پڑھنے والے کے اخلاق اور عادات اچھے ہوجائین گے ورنہ بیدینی بداخلاقی پیدا ہوگی -

اطفال خورد سال اُنمین مادہ قبول زیادہ ہے اسی نظر سے کہا گیا ہے العلم فی الصغر کالنقش فی الحجر - بچون کی سکہائی ہوئی بات پتھر کی لکیر ہے کہ مٹ نہین سکتی ہمارے ہادی برحق نے بہی حکم دیا ہے مُر وصبیانکم بالصلوۃ اذا بلغو سبعا واضربوهم اذا بلغوا عشرا - بچون کو ساتوین برس نماز پڑہنے کا حکم دو اور دسوین برس کے عمر مین اگر نماز نہ پڑہین مار پیٹ سے اونکو نمازی بنادو اصول تعلیم کا فن اور اوسکے قواعد ہر زبان کے جس قدر ہین اونکے دیکہنے سے یہہ بات ضرور معلوم ہوسکتی ہے کہ ہر زبان کی تعلیم مین طرز معاشرت اور لباس اور پابندی وقت اور دیگر امور ایسے ہین جن کا اثر پڑہنے والے پر ضرور پڑتا ہے -

مسٹر ہربرٹ سپنسر کی کتاب اصول تعلیم جس کا ترجمہ اردو مین ہوچکا ہے اوسکو پڑہکر پہر کیا کوئی شخص اسکا انکار کرسکتا ہے کہ ہماری عربی زبان کی تعلیم اور انگریزی زبان کی تعلیم مین جو کچہہ فرق ہے وہ کسقدر ہے -

ہمکو آج اس سے بحث نہین ہے کہ ہربرٹ سپنسر نے جو اصول تجویز کئے ہین وہ عقل سلیم سے مطابق ہین یا نہین - آج تو ہم اسی کے اثبات کے درپے ہین کہ زبان کی تعلیم سے اخلاق پر ہمارے ضرور اثر پڑتا ہے - اور پڑنا ہی چاہئے -

سائینس کی تعلیم اور عربی زبان

کہلی ہوئی بات ہی کہ سائنس کے اصول کسی زبان مین پڑہائے جائین دہریت اور بیدینی اون سے ضرور پیدا ہوتی ہے مگر ہمارے سیکڑون نہین ہزارون طلبہ سیکڑون برس سے علوم فلسفہ پڑہتے رہے ہے چونکہ عربی زبان مین تعلیم کے اصول ایسے قائم کئے گئے کہ فی ہزار ایک متعلم پر بہی سائنس کا اثر خراب پڑنے نپایا

بلکہ محقق طوسی اور فخر رازی وغیرہ جتنے فلاسفر اہل اسلام نامور ہوے ہین انہون نے
دہریت کی رد اسی فلسفہ کو پڑہکر کی ہے اور علم کلام کے ایجاد اسی فلسفہ
کے ابطال کی غرض سے فرمائی۔

نیا فلسفہ اور نیا علم کلام

آجکل جدید فلسفہ کی ترویج سے اسلام پر سخت حملہ ہو رہا ہے اور اہل اسلام
اگر جدید فلسفہ کچھہ جانتے ہین تو انگریزی تعلیم سے اور اُس فلسفہ مین انکا کچھ
لحاظ نہین ہے لہذا یہہ تعلیم یافتہ ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔
مین نے تہوڑا سا استیناس جو اسی جدید فلسفہ سے بہم پہونچایا اہل اسلام
کو دکہلا دیا کہ اسی جدید فلسفہ سے یہہ حملہ رد کرنا دشوار نہین ہے بشرطیکہ
اہل اسلام کو اپنے پاک مذہب کی حمایت کا خیال بہی ہو تاریخ موجود ہے
خلفا و سلاطین اسلام نے علماے اسلام کے لاکہون روپیہ سے امداد
کی اور خود بہی اکثر ذی علم ہتے تب جاکر فلسفہ قدیم کا حملہ رد کیا گیا۔
آج کے امرا اور رؤسا، گو خدا سلامت رکہے دیدہ و دانستہ ایسی تعلیم کو جو
اسلام کی بیخکنی کرتی ہے ہزارون روپیہ امداد کرتے ہین اور اسلام کی تائید
پر اگر کوئی کمربستہ ہوا اوسکو بہیک مانگنے والا فقیر کہکر ذلیل کر رہے ہین۔
ایسے زمانہ مین مجاہدین اسلام ایسے درکار ہین کہ اپنی قوت بازو سے اپنا
پیٹ بہی پالین اور اسلام کی حمایت مین سرگرم رہین۔
وہ علوم اور فنون جن سے دو پیسہ پیدا ہو سکتے ہین۔ اونکی تعلیم کی اشد ضرورت
ہے اور اہل علم اونہین علوم سے زیادہ متنفر ہین پہر کیونکر کام چلے۔
اگر ہمارے خیالات کو خدا درست کر دے اور ہمکو اپنی قوت بازو سے روپیہ
پیدا کرنے کی فکر ہو جائے یہہ روز بد جو آج اہل علم کو نصیب ہو رہا ہے

کو سون دور ہو جائے مگر یہہ ہی بات پیدا ہونی علما مین مشکل ہے اور جبتک یہہ نہو گا عزت اور آبرو ہماری کبھی نہوگی۔

راقم

غلام حسنین

زمینداری اور دینداری

سوال

ہان جناب یہ تو فرمائیے قرآن مجید مین وارد ہے ان الارض یرثھا عبادی الصالحون۔ زمین کے وارث (مالک) ہمارے نیک بندے ہوتے ہین۔ اور ہم دیکھتے ہین کہ زمیندار راجہ بابو بلکہ بادشاہ زیادہ تر وہی لوگ ہین جو صالح نہین ہے پہر اس آیت کی صحت کیونکر تسلیم کیجائے۔

جواب۔ زمین پر قابض ہونا اوسکی دو صورتین ہین یا تو قبضہ جبر ہے لوٹ مار غصب اور ظلم سے قبضہ کیا جائے۔ یا بطور استحقاق صحیح زمین پر قابض ہو۔ پہلی صورت کا قابض در اصل مالک نہین ہی اور دوسری صورت کا قابض مالک ہی ہے۔ قابض اور مالک مین تلازم نہین ہے کبھی قابض غاصب ہوتا ہے اور کبھی مالک قبضہ سے محروم ہوتا ہے لہذا عموم مین وجہ ہی آیتہ مقدسہ سے مراد وہی قابض ہے جو مالک ہو اور اوسکی ملکیت براہ عقل صحیح اور درست ہو ایسا قابض جسکو زمین مملوک غیر پر قبضہ کرنا پسند نہو صرف نیک بندہ خدا کا ہے اگر اوسکو ملکیت زمین کی بوراثت پہونچی ہے اوسیقدر پر قبضہ کریگا جو اوسکا حق ازروے سہام کے ہے تقسیم کرکے اور اگر

تقسیم نکریگا تو شرکار اور حصہ داروں سے حقوق کا ادا کرنا اسکا فرض منصبی ہوگا اور اگر یہ زمین اسکو بسبب خرید نے کے خواہ ہبہ کے ملی ہے اوسکو حقوق غیر سے پاک پہلے سمجھ لے کا تب خرید کریگا ایسے پابند شریعت کے صالح اور نیکوکار ہونے مین کیا شک ہی۔

یہ توجیہ ہماری آیۃ مقدسہ کی تفسیر مین اوس فرض پر ہے جب ہم آیت کو جملہ خبریہ تسلیم کرین اور پیشین گوئی پر اسکو حمل کرین جیسا کہ ظاہر آیت یہی ہے۔ اور اگر ہم اس جملہ کو انشائیہ پیرایہ مین جملہ خبریہ کی تجویز کرین اور یہی تجویز اوفق بتحقیق ہے اور علم بلاغت مین امر اور نہی کو بعنوان جملہ خبریہ وارد کرنے کے جس قدر فواید ہین وہ اہل علم پر مخفی نہین اوس وقت معنی آیت کے یہہ ہونگے۔ حکم الٰہی یہ ہی کہ زمین کی ملکیت اور اوسپر تصرف مالکانہ کرنے وقت نیکی اور صلاح سے کام لیا جائے یعنی غصب ناجایز سے ہرگز کوئی بندہ خدا قابض کسی زمین پر نہو اگر ہوگا تو وہ عبد صالح نرہے گا بلکہ طالح فاسق گنہگار ہوگا۔

یہہ دونو معنی آیت کے محض براہ لغت کے ہین اب رہی تفسیر اور تاویل ظاہر ہے کہ قرآن مجید مین جنپر نازل ہوا ہے اور جنکو علم قرآن خدا نے دیا ہے یعنی نبی اور اونکی تعلیم سے نائبان نبی وہ اس آیت کی تفسیر یون فرماتے ہین کہ ملکیت زمین کے نبی یا خلیفہ نبی (امام) کو ہے بعد خدا کے کسی قسم زمین پر تو پوری اور کسی مین کوئی حق (خراج یا زکوۃ) اونکی ملکیت کا ہے جسکی تفصیل اہل اسلام کے کتب فقہیہ مین درج ہے اور اسی آیت پر بنا کر کے سلطنت کی دو قسمین فرمائی ہین سلطنت عادلہ سلطان عادل کے اور سلطنت جائرہ سلطان جائر کے۔ اب چونکہ تفصیل اسکی بیان

کرنے مین پولٹیکل امور کا ذکر کرنا لازم آتا ہے لہذا اس مسئلہ کو یہین تک چھوڑ دیجے۔

آٹھواں مطلب

ہمکو تو زمینداری اور دینداری سے بحث کرنی منظور ہے۔
مجھسے بعض حاملان علم قرآن یا اصول اسلامیہ نے یہی آیت پیش کرکے یہ ثابت کرنا چاہا کہ بادشاہ اور راجہ یا بوزمیندار الغرض جو کوئی قابض کسی زمین یا ملکیت پر ہے وہ ضرور صالح نیکوکار ہوگا بنظر اسی آیت کے اور یہی سبب ہے جو بادشاہان اسلام کو عرضداشت لکھنے مین ظل سبحانی اور خلیفہ الرحمانی لکھنے کا دستور تھا نعوذ باللہ منہ خلیفہ المسلمین کا لقب تو خیر یہی غنیمت ہے ظالم فاسق فاجر سب کو زیبا ہے کہ ایسے خلیفہ کو اہل اسلام معزول بھی کر سکتے ہین دیکھو معزول سلطان روم اور شاہ ایران کو۔
مگر خلیفہ خدا اور ظل اللہ کبھی نہ بدکار ہو سکتا ہے اور نہ مسلمین اوسکو معزول کرسکتے ہین بلکہ خدا کا بنایا ہوا خلیفہ کبھی بدکاری نہین ہو سکتا۔ جو معزول ہو سکے یہ خاص عقیدہ فرقہ حقہ کا ہے

پھر وہی بادشاہ کا ذکر توبہ توبہ

اے صاحب زمینداروں کی بات کیجے زمیندار کا تعلق جسقدر حقوق بندگان الہی سے ہے سب مین تھوڑا تھوڑا ہوتا ہے تجارت اور زراعت یعنی فلاحت قرض رہن اور بیع شفعہ مواریث ارض موات (ناآباد زمین) شرکت تحصیل زر الغرض جسقدر انسانی حقوق ہین شاید کوئی حق ایسا ہو جسکو زمیندار سے تعلق نہو ورنہ ضرور ہوتا ہے لہذا زمین دار سے زیادہ مواخذہ الہی اور مواخذہ انسانی مین گرفتار کوئی پیشہ ور نہین ہے جہانتک مجھے معلوم ہے۔
پھر جب زمیندار کے ذمہ اسقدر حقوق انسانی علاوہ حقوق الہیہ کے ہین اب ذرای

کہ زمیدار سے زیادہ اپنے دین اور مذہب کے علاوہ شریعت انصاف اور عدل کے اصول معلوم کرنے کی اسکو ضرورت ہی مگر افسوس ہزار افسوس کہ جسقدر زمیدار کو حاجت ان اصول کے جاننے کی ہے اوسیقدر اونکی جہالت بہی ہر ایک پیشہ ور سے بڑہی ہوی ہے۔

دریا اولٹا بہا ہوا

ایسے جکڑبند قانون عدل اور انصاف کا یہہ حال ہی کہ زمیدار سے زیادہ بد دیانتی بدعہدی ظلم و جور پرایا حکیہ کوئی اہل پیشہ نہین کرتا۔ زمیدار تو اب وہی پرائے حقوق کے غصب کرنین اپنا نظیر نہ رکہتا ہو۔ حقوق زمیداری کی مین تعرض نکرونگا اگرچہ دراصل بعض حقوق ایسے ہین کہ ابتدا مین اونکا غصبی ہونا کہلا ہوا تہا مگر اخلاف مین چند پشتون کے بعد اماقبل سلف کے تحت مین اگر دینی والی رعایا کو اب رسم قدیم ہونے سے ناگوار نہین مگر یہ ناگواری اوس سے لینے کو مباح نہین کرسکتی مثل قانون حد سماعت کے مطلب یہ ہی کہ زید کا ایک حق واجبی ہے مگر زید بوجہ جہالت کے اوسکو اپنا حق نہین جانتا اوس کے دینے مین عذر نہین کرتا تو پہر کیا دراصل اوسکا حق نہین ہے ضرور اوسکا حق ہے اور شریعت انصاف ضرور اوسی کو دینا تجویز کرتی ہے (یعنی شریعت اسلامیہ)

مین زمیداروں کے حقوق داخلی اور خارجی بموجب رسم و رواج تمام ہندکی جہانتک مین نے سیر و سیاحت کی ہے (جسقدر جانتا ہون اونکی تفصیل مین تو ایک رسالہ لکہنے کی ضرورت ہی مگر عام طور سے مین کسی روز ایک قاعدہ ایسا لکہونگا جس سے جائز اور ناجائز حق کی شناخت ہوجاویگی۔ اسیطرح زمیدار اگر بوجہ جہالت کے یہ نہ جانے کہ اس حق کا لینا مجہے قانون انصاف

ہے جائز نہین ہے تو کیا وہ زمیندار ظلم سے بری ہو سکتا ہے - ہماری گورنمنٹ
کا بھی قانون ہے کہ قانون کا جاہل معذور نہین ہے - اور ہماری شریعت کا بھی
یہی حکم ہے کہ جاہل مسئلہ معذور نہین ہے اور یہہ حکم قانون گورنمنٹ اور شریعت
محمدیہ کا سراسر مطابق عقل کے ہے آج تو یہہ دوسرا نمبر زمینداری اور زمیندار کا
ہے ذرا صبر کیجئے دیکھئے تو سہی کہ مین کیا کچھ کہونگا انشاءاللہ -

ر۲ف

غلام حسنین

طبیعیات قدیمہ اور جدیدہ کا - مقابلہ

ہمارے عربی خوان طلبہ انکو تو طبیعیات برائے نام بھی پڑھائی نہین جاتی سوائے میبذی
اور وہ بھی پوری نہین - رہے انگریزی خوان انکو ضرور کسیقدر طبیعیات پڑھائی جاتی ہے مگر امتحان
پاس ہونے کے بعد وہ بھی مثل عربی خوان کے محض کورے ہو جاتے ہین -
طبیعیات کے اصول اور فروع سے جسقدر علوم کے ایجاد ہوے وہ سب آج ہماری بے
ہمتی سے معدوم ہو رہے ہین یورپ کے باہمت علم دوست البتہ اُن علوم کو زندہ کرنے کی
پوری فکر کر رہے ہین اور اونکی فکر کارگر بھی ہو چکی -
ہمنے جبتک کہ جدید تحقیقات مصنفہ یورپ کو نہین دیکھا تھا ہمکو بھی خیال تھا کہ ہماری کتاب
شفا طبیعیات مین ایسی کتاب ہے کہ انسانی معلومات کا بس اسی پر خاتمہ ہے - مگر دو مختصر
رسالہ ازہار بدیعیہ اور عروس بدیعیہ مصر اور بیروت کی تصنیف سے جب پڑہی تسلیم کرنا پڑا
کہ طبیعیات کا علم جسقدر ہمکو دینی اور دنیوی فواید پہونچا سکتا ہے یورپ کی جدید کوشش سے
یہہ بات پیدا ہوئی ہے - ہمارے قدیم کتب مین ضرور اصول طبیعیات کا پورا ذکر ہے
اور فروع مین علم طب اور کیمیا جو کہ ایک جزو علم طب کا ہے اوسکی تدوین ضرور ہوئی

مگر صدہا فواید جو کہ اب جدید تحقیق سے ہمکو پہونچ سکتے ہین وہ ہماری قدیم کتب مین نہ تہے اہل اسلام کو دنیوی ترقی مین فروغ طبعیات سے بڑی مدد ملسکتی جسکی تفصیل مین جستہ جستہ لکھونگا۔

مذہبی کام

جس شخص نے ہماری کتاب انتصار الاسلام پڑہی ہے اور پہر ہمارا یہہ رسالہ ماہوار بھی پڑہتا ہے اوسکو بخوبی معلوم ہوگا کہ ہمنے جدید علم طبعی سے کسقدر شبہات دہریہ کو رد کیا ہے اگرچہ ہمکو طبعیات جدیدہ مین کم مہارت ہے مگر باوجود اس کمی کے اسلام پر جو حملہ ہوتا ہے اوسکا رد کرنا ضرور اسی علم سے زیادہ ہو سکتا ہے۔

خدا وہ دن دکھائے

کہ ہم اور ہمارے اسلامی بہائی علوم جدیدہ کو مثل طلبہ مصر اور بیروت کے پڑہین اور اور رد شبہات نیچری مین ہم سے زیادہ اسلام کی تائید کرین

ہمارا پختہ ارادہ

اب یہی ہے کہ ہم اپنی زندگی مین دس بیس اشخاص ایسے پیدا کرین جو ہم سے زیادہ اسلام کے مددگار ہون۔ اس امر کا خوف کبہی نکرنا چاہیے کہ ان علوم کا پڑہنا پڑہانا خاص انگریزی زبان سے ہو سکتا ہے پہر دیکہو کہ ابہی زمانہ تک تہا جبتک مجہہ ایسے شخص نے علوم جدیدہ سے بحث نکی تہی جسکو ایک حرف انگریزی زبان کا پڑہایا گیا اور آج تو پبلک پر ہمنے بخوبی ظاہر کردیا کہ عربی خوان بدون سیکہنے انگلش زبان کے علوم جدیدہ کو اچھی طرح پڑہ سکتا ہے۔

اب ہمکو کیا کرنا ہے

علوم جدیدہ مین جو مسائل جدیدہ یا قدیمہ درج کتب ہوئے پہلے تو اونکی نفس مسائل کا سمجہنا لازم ہے۔

ثانیاً جیسے ہمارے مسائل فقہیہ شرائع الاسلام اور تحریر علامہ وغیرہ سے

اوسکے بعد اُن مسائل کے دلائل اور براہین کا سمجھنا ہے۔ پھر چونکہ براہین اُن مسائل کے علم مناظر اور علم مثلث اور الجبرا کے سمجھنے پر موقوف ہین لہذا پہلے دلائل کے سمجھنے کا بار طالبعلم پر نہ ڈالا جائے

مثال اسکی یہ ہے کہ جس شخص کو اصول اقلیدس کے بارہ مقالون کے سب دعوی یاد ہون اور اسی طرح مفروضات ثابت ابن قرہ کے علم مثلث مین اور مخروطات اور اساطین ارشمیدس اور کتاب اوطولوقس کے کرہ متحرکہ اور کتاب الاکر ثاوذوشیوس اور مناظر اوقلیدس کے سب دعوے اور برہان اوسے نہ پڑہائی جاے علم اجمالی ضرور اوسے ہوجائیگا اور علم ہوا اور علم سمعیات اور موسیقی اور علم مرات اور علم لوز اور کہربائی اور مقناطیسی کے جدید مسائل کو بخوبی سمجھ لیگا اور بعد پھر براہان ہندسے اور الجبرا سے اوسکو علم تفصیلی ضرور ہوجائیگا۔

ہمارا ارادہ یہی ہے کہ ہم پہلے مبتدی کو اسی طرح کی تعلیم دین۔

ہماری اس تجویز کی خوبی اور خرابی پر ہمارے معزز انگریزی خوان جنٹلمین ضرور ہمکو متنبہ کرسکتے ہین جن کی تجویز کو ہم شکریہ کے ساتھہ منظور کرین گے۔

از غلام حسنین مظفرنگر

بیوہ شریف زادیان
زندہ در گور

یون تو دنیا مین ہر ایک مصیبت دکھہ درد سے آدمی کو خدا بچائے مگر صاحب مصیبت کی دو قسمین ہین اختیاری اور اضطراری۔ اضطراری مصیبت پر آدمی صبر مجبور ہو کر کرتا ہے جانتا ہے اگر صبر نہ کرونگا تو کرونگا کیا۔

اور دیدہ دانستہ جو شخص اپنے آپکو مصیبت مین ڈالے اوسکو ناگواری حد سے زیادہ ہوتی ہے اسلیے کہ اُس مصیبت کا ہٹادینا ہر وقت اسکے اختیار مین ہے اور پھر نہین ہٹاتا۔ بیوہ عورات شریف زادیون کی مصیبت اسی قسم کی ہے یعنی جسوقت چاہین نکاح ثانی کرکے ابنا راج سہاگ پورا کرلین۔ یہہ مصیبت بھی وہ مصیبت ہے کہ مجموعہ مصائب دنیوی بقول ہمارے ہادی برحق کے ہے **شرار امتی العزاب** - بدترین میری امت کے زن بے مرد ہین اور مرد بے زن ایسی ایذا اور ایسی تکلیف ایسی ذلت اور رسوائی ایسی بیکسی اور تنہائی ایسی بربادی اور تباہی ایسی موت سے بدتر زندگی جیسی شریف بیوہ عورتون کی ہے کسیکی نہو گی پوسال (مان باپ کا گھر) اور سسرال یعنی شوہر کا گھر دونو جگہ اسکو سوائے ایذا اور گزند کے کچھہ نصیب نہین ہوتا۔ یہہ مثل جو مشہور ہے کہ دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا اگر سچ پوچھو اسکا مصداق یہی بیوہ عورت ہے۔

انہین مصائب مادام الحیات کو خیال کرکے اہل ہنود کے عورتون نے ستی ہونا اور اوسی آگ مین اپکو جلاکر خودکشی کرنی پسند کی تھی جسکو اب ہماری گورنمنٹ نے بند کردیا اوسکا بند کرنا تو سراسر انصاف تھا اور ترحم خسروانی کا مقتضی ہی مگر اس بیچاری پر جو ظلم اور ستم اور دکھہ درد کنبہ اور قبیلہ سے پہونچتا ہے جسکی وجہ سے وہ زندہ بدتر از مردہ ہوجاتی ہے اوسکا بندوبست بھی تو کرنا تھا مگر نہین کیا۔ لوگ تو براہ نادانی یہی سمجھتے تھے اور سمجھتے ہین کہ عورت پرست جڑ ہاگ ستی ہوگئی اور دراصل اسی انجام مینی کاست اسپر سوار ہوتا تھا۔

اہل اسلام چونکہ پابند شریعت کے زیادہ ہین ان کی بیوہ عورات خودکشی کو سبب جہنمی ہونیکا تسلیم کرتے ہین لہذا چند روزہ زندگی کو جہنم مصائب مین جلاکر بسر کرنا اسکو گوارا کرکے راضی برضا رہتے ہین۔ رہتے تو ہین۔ مگر ذرا ہونی

اون سے پوچھو تو سہی کیونکر رہتی ہین۔
ہائے ہائے ے بدل دردے عجب دارم اگر گویم زبان سوزد × وگر دم درکشم
ترسم کہ مغز استخوان سوزد + یہ تو ایرانی شاعری ہے ہندی شاعرون کی
نازک خیالی تو سن لیجیے ے برہ نتے پن گھٹ گئی تو نہ چپٹ بجہلائے ×
بھرے دھرے سہر کا گر ے رہی ہو ہوجلائے + یعنی تپیدہ فراق شوہر (مردہ
یا زندہ) پانی بھرنے گئی اور گھڑا پانی سے بھر کر سر پر رکھا اور جہنا کا ہوا گھڑا
سوکھہ گیا یہہ گرمی یہ حرارت پھر بتاؤ کیسے زندہ رہے اوسکا تو یہہ حال ہے
اور بار بار پانی بھرنے سے دیر جو لگی ساس نند کو شبہہ ہوتا ہے کہ شاید کوئین
پر کچھہ اور شغلہ نکرنی ہو گھر مین اتی ہے تو ہزار دن طعنہ تشنہ سنتی ہے۔
کسی سے ہنسکر بولے اور الزام سر پہ سوار کسی روز نہا کر اچہے کپڑے پہنے تب
بہی گنہگار اکیلی بیٹھے تو تنہائی کا الزام مجمع مین اپنے ہمسنون کے جاوے تو اور
بہی مصیبت کہانے مین دو نوالہ زیادہ کہائے تو جوع البقر کی پہبتی۔ کم کہائے تو
اخر کب تک شوہر کے رشتہ دار اسکو سبز قدم سیاہ زبان کہہ رہے مین
اسکا کہانا پینا اوڑھنا بچھونا سب اون پر بار ہے وارث تو مر گیا راج کا تخت
تو اوسی کے مرنے سے اولٹ گیا اب تو یہہ رونے بہی نہین پاتی سے نہ
دلاسا کوئی دیتا ہے نہ پوچھے کوئی بات وہ ہی اور رونا ہے اور پچھلا پہر کالی رات
سسرال کا تو یہ حال ہے اب ذرا پوسال کا بہی حال سن لیجیے۔
اگر مان باپ زندہ ہین تو خیر لعنت بھیج دو چار ماہ وہان رہ سکتی ہے مگر پھر بہی
بہن بہائی قسائی سے زیادہ بیرحم سنگدل اور اونکی بیبیان سیاہ زبان بات بات
پر زبان پکڑتے ہین دختر بہی حصہ کے حقدار جب گھر مین رہی غضب آیا
کہانا پینا اوڑھنا بچھونا اسکے علاوہ سب سے زیادہ تر مصیبت یہہ ہے کہ عورات

کے امراض مخصوصہ بعض ایسے ضرور ہین جن مین دایہ کے علاج کی ضرورت ہوتی ہے
رانڈ عورت کے ورثہ اپنی بدنامی کا خیال کرکے اور نیز قانون سلطنت سے ڈر کر
ایسے امراض کا علاج نہین کرنے دیتے جس مین دایہ کی نگرانی کی ضرورت ہو۔
مجھے خود اپنا تجربہ ہے کہ بعض عورات کو جو بیوہ تہین اور اونکو ایسے ہی امراض لاحق
ہوے جن مین دایہ کی ضرورت تہی مگر ورثہ نے کبھی گوارا نہ کیا اور علاج نہونے دیا
آخر کار وہ بیچاری اوسی مرض مین مرگئی اور کس ایذا سے مری کہ خدا کی پناہ۔
میرے خیال مین قرآن مجید کی یہہ آیت واذا الموؤدة سئلت باي
ذنب قتلت۔ اور جبدن زندہ در گور کرنے دختروں کی پوچھا
جائیگا کہ آخر کس جرم سے اُنکو قبر مین بند کرکے مارا تہا۔ دراصل یہ آیت ا
توا ونہین کفار سفاک ظالمون کی شان مین ہے جن کے حق مین دوسری
آیت مین فرمایا ہے واذا بشر احدهم بالانثی ظل وجهه
مسودا وهو کظیم + جب کسی ایک کو اُنمین سے دختر پیدا ہونے کی
خبر دیجاتی ہے اوسکا چہرا سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ شخص غصہ مین بہر جاتا ہے
مگر اہل ہند مین بیوہ عورات سے جو بدسلوکی اور ظلم کیا جاتا ہے وہ بھی کچھ کم نہین
زندہ درگور کرنے سے ایذا دو چار گہنٹہ کی تہی اور یہ ایذا تو برسون کی
ہے ترسا ترسا کر مارنا اور اُف نکرنا ہی غضب وائے ستم اسی طرح۔
الاقارب کالعقارب کا مصداق پورا پورا وہی گروہ اقارب کا ہے
جو اپنی کسی عزیز بیوہ کو نکاح ثانی سے روک کر تمام عمر نیش زنی کرتا ہے

الا اے برادران

ذرا بیوہ عورات کی مصیبت کو بھی کسی کمیٹی اور انجمن مین ذکر کرو اور شرع
اور عقل کی پابند ہو کر اس بڑی بہاری ایذا دہی سے باز آؤ یون تو

تو بیچاری [illegible]کیان گئو کی ذات ہین کیا کرسکتی ہین مگر منتقم حقیقی کی گرفت جو تم پر تمہاری بدکرداری سی ہو رہی ہے سب سے زیادہ تمہاری تباہی اور بربادی اسیوجہ سے ہے کہ تم اپنے مظلومہ بیگناہ بیکس پر برسون ظلم کرتے ہو اور ذرا بھی تمکو رحم نہین اتا۔ قطع نظران خرابیون کے کمی نسل انسانی کا کتنا بڑا سبب عقد ثانی عورات کا نکرنا ہے آج اگر نکاح بیوہ گان جاری ہو دو برس کے بعد مردم شماری مین شمار بچو نکا کسقدر بڑہ جاوے فرض کرو اگر لاکہہ بیوہ انڈیا مین ہے اور سب کا نکاح ہو جاوے تو کم سے کم دو برس مین دو چار لاکہہ کا شمار ضرور بڑہ جائے یہہ تو عقلی بات ہی اور بدیہی جس سے کوئی انکار نہین کرسکتا۔

راقم
غلام حسنین

کابل گئے مغل ہو آئے
یورپ گئے چغل ہو آئے

اہل ہنود اور خاصکر بنگالی اور پنجابی کو چھوڑکر ہم تو اپنے مسلمان بھائیون کو کہتے ہین کہ سینکڑون نوجوان امریکہ فرانس جاپان گئے ہزارون کی دہول اپنے ذاتی اور موروثی امدنی پر ڈالی بلکہ بعضون نے تو گہر تک بیچ ڈالا مگر نتیجہ اوسکا قومی ترقی تو درکنار ذاتی ترقی بھی نہ برامد ہوئی ایسا نتیجہ جس سے آج قوم کو دنیوی خواہ دینی فائدہ ہوتا ہاں ایک فائدہ تو ضرور ہوا کہ اپنا اپنا سفرنامہ لکھہ کر کسی نے تو روٹی کمائی اور سینکڑون نوجوان رندمشرب شہوت پرست لڑکون کے دل و دماغ مین حسن پرستی اور بدمستی کی امنگ پیدا کردی اور سینکڑون کے خیالات آزادی بڑہ گئے مذہبی اخلاق پر

ایسا خراب اثر پڑا اور لامذہبی دہریت اونکی بڑہ گئی۔

آج ایک ماہ کا زمانہ گذرا مجھے ایک ہمدرد اسلام نے ایک بیرسٹر صاحب تازہ وارد یورپ کا مقولہ یہہ لکھکر بہیجا ہے بیرسٹر صاحب یہہ کہتے ہین نہ ہمکو کسی عزیز ملک یا ان آسے کچہ تعلق نہ کسی بزرگ دین اور پیشوا پر بہروسہ نہ خدا کوئی چیز نہ عالم آخرت کوئی عالم بلکہ یہی قانون ہمارا مددگار ہمارا سب کچہہ ہے۔ ضرور سب کچہہ ہے مگر قانون لفظ عام ہے میری سمجھ مین نہ آیا کہ قانون سے بیرسٹر صاحب کے کونسا قانون مراد ہے یورپ کے سلطنتہاے مختلفہ کی تو قوانین ہی جدا جدا ہین۔

انڈیا مین جو قانون ہماری گورنمنٹ کا ہے اور اوسی پر بیرسٹر صاحب بیرسٹر ہوئے ہین اوسکی اچھائی برائی نرمی اور سختی رعایا اور گورنمنٹ کے حقوق مین معدلت اور انصاف کی پابندی وغیرہ وغیرہ اس سے تو مجھے بحث نہین ہے اور نہ مطیع اور فرمان پذیر رعایا کو جسکی عقل بہی سلیم ہو اور سلطنت مین دخل کرنا مناسب ہے ہان اتنا ضرور کہونگا کہ قانون کی بنا نہین دو باتون پر ہے دفع ضرر اور جلب نفع اس قاعدہ کی پابندی فرداً فرداً ہر انسان پر واجب ہے بنظر اپنی ذات کے اور سلطان کو رعایا کا پابند ایسے قانون کا کرنا جو ایسی بندش کرے لازم ہے۔

ہم اہل اسلام کو اسی کا فخر ہے کہ ہماری شریعت کا قانون جس درجہ کمال پر اصول جلب نفع اور دفع ضرر پر پہونچا ہے کوئی قانون کسی سلطنت کا فرض کرو کبہی ایسا اچھا ہو نہین سکتا۔ ہم صدہا نظائر معاملات معاشرت اور تمدن کے ایسے پیش کر سکتے ہین جسکے اصول و فروع یعنی مسائل جزئیہ شریعت اسلام نے ایسے اچہے قائم کئے ہین کہ انصاف اور امن امان بدون پابندی اوسی قانون کے جو شریعت اسلامیہ کا ہے کبہی ہو نہین سکتا اور جو قانون کسی سلطنت کا عدل و انصاف کو آزادی سے پورا کرتا ہے وہی قانون ہے

جو مطابق ہماری شریعت کے ہے ۔

ثبوت مین اس دعوے کے ہم نے اور نیز دیگر اہل اسلام نے صدہا نظائر مشتہر کردئے ہین آج کسی خاص مسئلہ کے لکھنے کی ہمکو ضرورت نہین ہے ۔ آج تو یہی کہنا ہے کہ جو لوگ یورپ کا سفر کرکے کچھہ وہان سے علمی اور عملی ذخیرہ کرلاتے ہین اوسکا نفع قوم اور ملک کو کچھہ پہونچتا ہے یا نہین ۔ اگر انڈیا کی تعلیم ناقص ہے اور سچ مچ ناقص ہے تو یورپ کی تعلیم کا کامل نتیجہ ہمکو آجتک ان تعلیم یافتگان یورپ سے کیا ملا ۔

اور اگر ہم یہہ بھی تسلیم کرلین کہ بعض تعلیم یافتہ نے کچھہ قوم کی بہبود کا خیال کرکے جابجا کچھہ تجویز نفع رسانی کے بھی کی ہے تو وہ نفع دائمی جس سے ہم یورپ کے علوم اور فنون سے بہرہ ور ہوکر پھر محتاج سفر یورپ کے نہ رہین وہ نفع تو جب ہی ہوگا کہ علوم جدیدہ کا ترجمہ ہماری دیسی زبان مین ہو اور یہ شبہہ براہ مغالطہ جو کیا جاتا ہے کہ اردو زبان متحمل اون مضامین کے بیان کرنے کے نہین ہے محض غلط ہے ۔ دنیا کا ہمیشہ یہی دستور چلا آیا ہے کہ جس علم و ہنر کی ایجاد کسی ملک مین ہوئی دوسرے ملک کے لوگ اوسی موجد ملک سے سیکھکر اپنی اوسی زبان مین اوسکو ترجمہ کرکے شائع کرتے رہے ہین اور اسی وجہ سے ہند کا علم مصر مین اور مصر کا یونان مین اور یونان کا عرب مین اور عرب سے ایران مین پہنچا ہے جسکو تاریخ بتا رہی ہے

ہم نے عربی زبان مین علوم جدیدہ
کا درس کیون تجویز کیا

ضرور آپکو تعجب ہوگا کہ انگلش زبان کے لاکھون معزز افراد قوم انگریزی زبان پڑھکر علوم جدیدہ سے بہرہ ور موجود ہین اور اونکی توجہ سے آج ان

علوم کی پوری اشاعت ہو کر ملک کو ہم حسب یورپ بنا سکتے ہین پھر عربی زبان مین
اُن علوم کا پڑھانا کیون تجویز کیا جائے سو آپکو معلوم کرنا لازم ہے کہ اسکے دو سبب
ہوئی ہین اول تو یہہ ہے کہ انگریزی تعلیم یافتہ آجتک جسقدر انڈیا مین ہین سبکی تعلیم
ناقص ہے کسی علم اور فن مین اونکو بھی اعلیٰ درجہ کا پاس نہین ملا ہے اور یہی سبب ہے
کہ علمی رغبت اور اہل علم کے اخلاق جیسے درکار ہین کسی مین نہین ہین ۔
کیا آپنے کوئی تعلیم یافتہ ایسا دیکھا ہے جسکو اسکا شوق ہو کہ ہم نے جو کچھ پڑھا پڑھایا ہے
اپنے اہل وطن کو اوسکا علمی نفع پہونچائین اوسے انگلش زبان مین خواہ ترجمہ
کرکے اردو زبان مین ۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ اسلام پر جو حملہ اصول جدیدہ سے ہو رہا ہے بلکہ تمامی مذاہب
آسمانی پر اس تعلیم انگریزی مین لیکن ہم کوئی رسالہ یا کتاب ایسی ہمارے سننے مین نہین
آئی جو داخل کورس ہو اور اوسکے پڑھنے سے طالب علم شکوک اور شبہات سے
نجات پائے بلکہ برعکس اسکے دہریہ بے دین کے کتب اور رسائل ضرور
داخل کورس ہین ۔
اور عربی زبان مین جس قدر ترجمہ علوم جدیدہ کا ہوا ہے اور جس قدر کتب داخل
درس مصر اور بیروت مین ہین اُن مین رد شبہات کا پورا ذخیرہ بھی موجود
ہے چنانچہ ہم جب اوس کورس کے کتب کی فہرست شائع کرین گے
لیکن آپ کو اسکی صداقت ہو جاویگی
ہمکو رسالہ حمیدیہ تالیف سے ایک عالم اسلامی بیروت سے ملا ہے وہی اسکا پورا مثبت ہے
کہ وہان کے مسلمان اور نصرانی باوجود تکمیل درس علوم جدیدہ اپنے دین
کی حفاظت مین بھی مثل تکمیل امور دنیویہ کے پوری سرگرم ہین ۔
اگر اہل اسلام

ہماری امداد کرین یا نکرین مگر ہم اپنی قوت دماغی اور مالی جسقدر ہے اس اہم کام کے پورا کرنے مین ضرور صرف کرین گے - اور یہ ہی خیال ہمارا اب ہو رہا ہے اور خدا مددگار ہے -

راقم

غلام حسنین

سستی نامردی اور دق اور سل اور جذام کی دوائی اکسیری

اس ماہ کے رفرما بچہ جو موصول ہوئے اونکا خلاصہ درج ذیل ہے -

(۱) بہاولپور مین ڈاکٹر صاحب کا تیسرے نمبر کا بعد تصفیہ اور قایم النار ہو نیکے حل بذریعہ طبیخ کے حل مین آیا۔ نسب دوا محلول ہو چکی شاید چہارم باقی ہے اور یہہ کام مدت پانزدہ یوم سے کم مین ہوا -

(۲) ٹکٹ پور ضلع جہانسی مین منصرم صاحب نے عمل تصفیہ کا پورا کیا دوا بوجہ پوری نگرانی نہونے کے بعد تصفیہ بہت کم باقی رہی منصرم صاحب کو خیال ہے کہ اسقدر کمی ہے شاید مزاج دوا کا فاسد ہو گیا ہو - ہم نے اونکو لکھا کہ نہین مزاج درست ہے اسی کو حل کر دو اور اگر زیادہ احتیاط ہے تقدر کمی وزن کے فقط سیماب یا کل اجزا انجماب اربعہ متناسبہ ملالو - امید ہے کہ اونہون نے حسب ہدایت کام شروع کر دیا ہو اور جلدی کامیاب ہون -

(۳) کوہ رائی کہیت گے رب کمیٹی کے سکرٹری کے خط سے معلوم ہوا کہ [illegible] الہ انگریزی خرید کرکے وہان کام تصفیہ کا شروع کر دیا

بعد تصفیہ نمونہ بھی اچھا رہا وہان کے ظروف گلی اس قابل نہین کہ اُن مین تیزاب کشید ہو سکے لہذا للت پور کے منصرم منصفی سے تیزاب خانہ سازی سب کمیٹی سے طلب کیا ہے اور کچ گردن شیشے کو ہم نے بنارس سے وہان روانہ کردینے کا اہتمام کیا ہے۔ چونکہ ابھی شیشے مین حل کرنے کے بعد تقطیر رطب کو زمانہ درکار ہے لہذا قریب وقت کے روانہ ہو گی۔

(۴) اٹاوہ مین حکیم غلام عباس صاحب محلہ سید واڑہ بڑی گرمی سے کام کر رہے ہین نمبر دوم بھی عرق جل دہنیا سے طیار کر لیا مگر اوسکا تصفیہ ابھی نہین کیا ہے اور نمبر ۳ بذریعہ تیزاب کے بنایا ہے تیزاب کشی مین اونکی مہارت قریب قریب منصرم صاحب للت پور کے ہے جو ہماری کمیٹی کو زیادہ مفید ہو گی انکی مستعدی سب سے زیادہ بڑھی ہوی ہے اسلئے کہ انکو بوجہ طبیب ہونے کے ایسی دوا کی اشد ضرورت ہے۔

(۵) نرسنگ پور ممالک متوسط مین حکیم سید امتیاز علی صاحب نے بھی اجزای اثنا عشری دہلی سے منگوائے اور کام شروع کرنے کی مجھے اطلاع دی ہے اونکی یہ بھی خواہش ہے کہ میرے مجربات سے علاج امراض کرین اور مثل حکیم غلام عباس صاحب کے خمس آمدنی کا مجھے دیا کرین تاکہ میری مذہبی کام اور اسلامی تائید مین مجھے بھیک مانگنی نہ پڑے اور نہ امرا و مذہب ساز کی نظرون مین حقیر ہو جاؤن اور سائینس کی تعلیم جدید کا جو مین نے عزم جزم کیا ہے اوسکو خدا پورا کر دے اگر ایسے ہی سچے ہمدرد ملین۔

مجموعہ مجربات کا بوجہ قلت فرصت کے ابھی روانہ نکر سکا امید ہے کہ حکیم غلام عباس صاحب روانہ کردین۔

(۶) جبلپور لکڑ گنج انجمن امامیہ کے سکرٹری نے تین ڈاکٹرون کے امداد گی ممبر کمیٹی ہذا ہونے کی ظاہر کی ہے اونکو لکھدیا کہ بہاولپور کے ڈاکٹر صاحب

جو نمبر اول کامیابی مین ہو چکے اون سے خط و کتابت کرکے ڈائری (روزنامچہ) طلب کرو اور اوسکے مطابق کام شروع کرو۔

(۹) ہمارے ہمراہ جو دوا آمدہ حیدر آباد اور اٹاوہ اور جو ہماری بنائی ہوی تو ب ۵۱ تولہ کے ہے اوس مین سے ۲۰ تولہ کی تشمیع روغن موم سے شروع کرکے یہہ کام ۲۱ روز کا تھا مگر دواساز کی بدکرداری سے مدت گذر گئی اب ظفر نگر پہونچکر ایک قدیم رفیق سے تشمیع کا عمل شروع کرایا ۲۲ یوم خواہ کم و بیش مین دی یوم چاندی کے باریک پتر پر گرم کرکے طرح کرنے سے وار پار غواص برنگ ذہبی معلوم ہوے شکر خدا۔ اب چندروز کے بعد جب روغن موم سارا جذب ہو جاویگا حل کرنیکا عمل شروع کرونگا۔

اطلاع ضروری

جسقدر حضرات اس دوا کو بنا رہے ہین سبکو معلوم ہو اور یاد رہے کہ عمل تشمیع روغن موم سے تجربہ اول مین پورا ہوا ہے اور کسیطرح کی خرابی دوا مین نہین آئی۔ اگرچہ اسباب خرابی کے بہت پیدا ہوے مگر خدا نے فضل کیا پوری کیفیت اس عمل کی جداگانہ نمبر (۹) اس رسالہ مین آپ لوگون کی تعلیم کی غرض سے شائع کرونگا۔

سیاہ بالون کا روغن اگرچہ اوس سے بھی تشمیع شنجرف کی مین کرچکا ہون مگر اوسکی کشید مین بڑی دقت ہے اور موم کا تیل بنانا اکثر لوگونکو معلوم ہے اور آسانی سے طیار ہوتا ہے لہذا آپکو لازم ہے کہ اسی روغن کے بنانے کی فکر کرین اور مین بھی تجربہ کشید روغن موم کرونگا تاکہ ہماری کمیٹی کو ہر طرح کی آسانی ہو اور تیاری دوا کے بعد بیماران مایوسین کو آپکے ذریعہ سے شفا حاصل ہو انشاءاللہ۔ — راقم غلام حسنین ظفر نگر پورانی کوتوالی۔

مدرسۃ الٰہیات اور انجمن جعفریہ مظفر نگر اور ہم

میرے عزیزا یڈیٹر صاحب آپ کے اخبار مین ایک مرتبہ مولوی محمد علی صاحب اور دو بارہ آپ کی طرف سے شائع ہوا کہ مین انجمن جعفریہ کی امداد سے یہ مدرسہ جاری کرون گا۔ چونکہ آجکل انجمن اور کمیٹی اور کانفرنس کی بہر مارہے اور جمہوری جمہوری کی ہر طرف پکار ہے۔ عقل اور شرع دونون کی مخالفت سے اسلام پر (جو شخصی سلطنت دارین ہے) ہر طرح کا حملہ۔ لہذا آپ کو بھی حسن ظن انجمن کی طرف ہوکر اس کا خیال ہوا کہ یہہ مدرسہ زیر حمایت انجمن جعفریہ مین قائم کرون گا۔

آپکو مطلع کرتا ہون

کہ میرا ہرگز ایسا ارادہ نہین اور نہ مین انجمن جعفریہ بلکہ شیعہ کانفرنس کا بھی کسی قسم کا شریک یا معین یا اوسکے قیام سے اپنے دین حق اور دنیائے حلال کی ترقی کا مقر اور معتقد مثل ایرانی پارلیمینٹ کے۔ بلکہ عقلی اور نقلی دلائل بیشمار سے ایسے مجامع کی خرابی کو ثابت کرچکا ہون اور کر سکتا ہون۔

خصوصاً انجمن جعفریہ کے صدر انجمن صاحب نے تو میری نسبت ایک فتوے ہی جناب علن صاحب مرحوم کا آپ ہی کے اخبار مین چھپوایا تھا

وہ تو غریق رحمت ہو چکے۔ ورنہ آج شیعہ کانفرنس اور انجمن جعفریہ کے اندرونی اور بیرونی خرابیوں پر اونکو مطلع ہو کر ضرور اپنا حکم واپس لینا پڑتا۔ اِسیطرح جلہ اشخاص جن کو خدا نے عقل سلیم اور دیندار بنایا ہے کسی مذہب کے کیون نہ ہون گو آج نئی روشنی کی چمک دمک سے اونکو بھی ایسے مجامع کی خوبی پر گمان ہے مگر اب رفتہ رفتہ جب اِن خرابیون پر نظر کرینگے اور پچھلی خرابیان جو اسلام کی خرابی لسے اجماع (اجتماع) سے ہو چکی اور شخصی کو جمہوری بناکر اسلام کے پرزے پرزے اسی جمہور نے جدا کر دیے اُن کو سوچین گے تب اُنکو میری متفردرائے شخصی کی خوبی سے ضرور اتفاق کرنا پڑے گا۔ چنانچہ اب صدارت اور سکرٹری شیعہ کانفرنس سے مستعفی ہونا علماے اعلام نے آخر شروع کر ہی دیا اور انجمن جعفریہ کو بھی دیکھہ لیجے۔

اگر کوئی کہے کہ علما پہلے کیون بانی کانفرنس ہوئے تھے اور بے سمجھے بوجھے امر باطل کے شریک بلکہ بانی بنے تھے۔ اس کا جواب یہہ ہے کہ دیانۃً دین پر واجب ہے دعوت اہلیت کو قبول کرین اور علم غیب پر احکام شریعت کی بنا نہین ہے۔ انجام اچھا ہو یا نہو دیکھو جناب امام حسین؏ کو کوفیان بے حیا نے بلایا اسی کا نام دعوت ہے

پس آپ پر جانا اور اونکی دعوت کو قبول کرنا واجب تہا انجام کا علم بذریعہ علم باطن اگرچہ آپکو تہا مگر شریعت ظاہری کی پابندی جانے ہی مین تھی۔

یہی حال بلاتشبیہہ علماے دین کا ہے کہ گو کون نے زبانی اور تحریری دہوکہ

دیا کہ یہہ کانفرنس علما کی ہے اور جو کچھہ حضرات علما فرمائینگے وہی کیا جائیگا

اب جو دیکھا تو یہ دیکھا کہ قیامت ہے عشق
قہر ہے ظلم ہے بیداد ہے آفت ہے عشق

پڑھو اخبار اثنا عشری مطبوعہ ۱۵ اگست صفحہ ۱۰ کالم (۲) سطر ۲۲ (علما کو خیال چاہیے کہ سوائے مذہبی معاملات کے اونکی رائے کسی دوسرے معاملہ مین ہر شخص سمعنا و اطعنا کہہ کر تسلیم نہین کرسکتا نہ کہ کانفرنس کے معاملہ مین جہان کہ ہر ممبر کو مساوی حق ہے ہر ممبر کچھہ ذاتی حق بہی رکھتا ہے اور اپنی آزادانہ رائے دینے کا بہی مستحق ہے۔ اِس کے پاس عقل بہی موجود ہے پہر وہ ناجائز دباؤ کس طرح سے برداشت کرسکتا ہے۔ یہ قوم کی کانفرنس ہے ہنج کی محفل نہین نہ جلسہ وعظ یہان ذاتی اثر کا گذر نہین ہر مسئلہ کو ووٹ کر کے کثرت رائے پر پاس یا خارج کرنا میر مجلس کا فرض ہے اگر اسپر عمل نہین ہوتا تو مجلس شوریٰ نہین شخصی حکومت ہے ایک خاص طبقہ کے بزرگون کا دربار ہے جنکو علماء کی بیت کہا جاسکتا ہے جو حکام مثل فرمان شاہی صادر ہون شیعہ پبلک دم نہین مار سکتی فقط

اب تو

صاف معلوم ہوا کہ کانفرنس تابع کثرت رائے کی ہے علماء کی نہین ہے اور یہہ رائے پہلے اگر علما پر ظاہر کیجاتی تو ہرگز وہ شریک نہوتے۔ عوام کو دھوکہا دیکر کام کرلیا۔

راقم
غلام حسنین مظفرنگر

خیال کیا جاتا ہے کہ مسلمان جو کعبہ کی طرف مونہہ کر کے نماز پڑہتے ہین وہ مصروف عبادت
الٰہی نہین۔ بلکہ کعبہ ہی کی پرستش اور عبادت کرتے ہین۔ اور اوسی کے واسطے
تمام طرق تعظیم بجالاتے ہین اُن لوگون کو اسکی خبر نہین کہ مسلمانون کا بجز ظاہری رخ
کے سارا باطن اور باطنی رخ خدا ہی کی طرف ہے اور وہ ہمہ تن خدا ہی کی عبادت
اور اُسی کی تعظیم مین مصروف ہین۔ بلکہ اسیواسطے نماز کے شروع مین ہر مسلمان یہ آیہ
پڑہتا ہے انی وجہت وجھی للذی فطر السموٰت والارض حنیفا وما
انا من المشرکین ہینے اپنا رخ اوسی اللہ کی طرف کیا جسنے آسمان و زمین بنائے
ہین ایک رخ ہو کر۔ اور مین شرک کرنیوالون مین سے نہین ہون۔ یعنی کعبہ کو اس عبادت
مین شریک نہین کرتا اور کعبہ کی عبادت نہین کرتا ہون۔ جس سے صاف ظاہر ہے
کہ اہل اسلام کا باطنی رخ اور دلی توجہ اودہر ہی ہے۔ اور سچا قبلہ اونہون نے
اوسی وحدہ لاشریک کو ٹہرا رکہا ہے۔

کیا خوب کہا ہے ڈاکٹر ہنٹر نے۔ کہ فضائل اسلام مین سے ایک یہہ بھی فضیلت ہے
کہ اسلام کے معابد ہاتہہ سے نہین بنائے جاتے اور خدا کی خدائی مین ہر مقام پر اوسکی عبادت
ہو سکتی ہے اور اینما تولوا فثم وجہ اللہ جس مقام پر خدا کی عبادت کیجائے وہی
مقدس مقام ہے اور اوسی کو مسجد سمجہہ لیجیے مسلمان چاہے سفر مین ہو چاہے حضر مین
جب نماز کا وقت آتا ہے چند مختصر و پر جوش فقرات مین اپنے خالق سے اپنے دلکا
حال عرض کر لیتا ہے۔ اسکی نماز اتنی طولانی نہین ہوتی کہ اوسکا جی گہبرا جاوے
اور نماز مین وہ جو کچہہ پڑہتا ہے اوسکا مضمون ہمیشہ یہہ ہوتا ہے کہ اپنی عجز و خاکساری کا
اظہار اور خداوند عالم کی عظمت و جلال کا اقرار۔ اور اوسکے فضل و رحمت پر توکل

جو لوگ کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑہنے کو عبادت کعبہ تصور کرتے ہین اونہین اس ہماری
نماز کے اندر کہین کعبہ کی پرستش کا ذکر کم از کم نام ہی تلاش کرکے بتانا چاہئے ۔
ہان مسلمان حنیف و یکرخہ ہین وہ سیکڑون قبلہ بناکر ادہر اودہر ڈانواڈول اور حیران ہین
پہرتے ایک ہی اللہ اور ایک ہی پیغمبر اور ایک ہی معزز جگہ مبدء اسلام و بنائے حضرت
ابراہیم علیہ السلام کو اسلامی یادگار کے طور پر قبلہ قرار دیتے ہین پہر یہ کہ اگر مسلمان کسی عمارت
کی عبادت کے شایق ہوئے ۔ تو باعث ایجاد کائنات مفخر موجودات صلعم کے روضہ
مبارک سے بڑہکر اون کے لئے کوئی مقام زیادہ تر زیبندہ اور قابل عظمت نہ تہا اس سے
ظاہر ہے کہ مکہ کی طرف مونہہ کرنے سے بجز ظاہری توجہ اور امتثال امر کے اوسکی عبادت
کا شایبہ تک نہین ہے ۔

اب مسلمانون کی یکرخہ اور حنیف ہونیکی وجہ عقلی بیان ہوتی ہے ۔

نماز کیلئے حضور قلب یعنے دل کا اللہ کی طرف حاضر اور متوجہ ہونا شرط اور ضروری ہے ۔
کہ بدون اوسکے نماز پوری نہین ہوتی اور ثواب کامل مترتب نہین ہوتا ۔ اسلئے ہر نمازی پر
لازم ہے کہ (۱) ارکان نماز پر آگاہ رہے اور اچہی طرح خیال رکہے (۲) اپنے تئین اوس
سچے مالک کے حضور مین سمجہے ۔ اور اوسکو اپنے حال پر مطلع اور باخبر جانے اور یقین کرلے کہ اپنے
مالک کو سامنے دیکہہ رہا ہے اور جو خود اوسے نہین دیکہتا تو وہ ضرور ہی اوسے دیکہہ رہا ہے (۳)
قیام ۔ رکوع ۔ سجود ۔ قعود وغیرہ امور جس مصلحت کیلئے موضوع ہین اور یہ حرکات ظاہری
جس قلبی تحریک اور دلی حالت پر اشارہ کرتے ہین اونکو برابر مد نظر رکہے (۴) تسبیحات و قرأت
وغیرہ کے مضمون کی طرف تہ دل سے خیال رکہے اور اوسی سے متاثر ہو ۔

اور حضور قلب مین اصل یہ ہے ۔ کہ دل اور زبان اور جوارح متفق ہوجاوین اور ہر ایک جیسا کہ اوسکا

حق ہے خدا کی عبادت مین لگار ہی خشوع اور اطمینان کیساتھ نماز ادا کیجاوے۔ جیسا کہ امیر المومنین کی نسبت صحیح حدیث مین وارد ہی کہ آپ ہمہ تن عبادت خدا مین ایسے غرق ہو گئے کہ آپکے بدن سے تیر مسموم آپکے پاؤن سے نکالا گیا۔ اور آپکو ذرا بھی خبر نہوی۔" پس حضور قلب چونکہ نماز مین شرط ہی اسوجہ سے نماز گذار کو حکم ہے کہ ادہر ادہر حالت نماز مین نہ دیکھے بلکہ سجدہ گاہ کی جانب متوجہ رہی اگر ادہر ادہر دیکھتا رہیگا تو حضور قلب ممکن نہوگا پس اسیوجہ سے ایک سمت نماز کیواسطے معین کر دیگئی کہ اوسکی طرف متوجہ ہو کر سب کے سب باتفاق باہمی نماز ادا کرین تاکہ حضور قلب مین فرق نہ آوے اور ایک رخہ ہو کر جسقدر حضور قلب حاصل وہ انتشار کی حالت مین ممکن نہین اگر ایک سمت کو عبادت کیواسطے معین نہ ہوتی تو ایک جماعت مین کچہہ ایک طرف عبادت کرتے کچہہ دوسری جانب رخ کر کے کہڑے ہو جاتے صحبت مین برہمی وانتشار ہوتا آمین دربار کے بہی خلاف ہوتا اب قبلہ کے قرار دینے سے یہ نفع ہوا کہ سب اوسکے دربار مین ایک حالت مین انکیطرف منتظر رحمت و غفران اوسی کی لو لگائے کہڑے ہین۔ کیا انتشار طبع اور اپنی دلی خیالات کی حفاظت اس سے بہتر کسی اور طریق مین ممکن ہی جن فنون کا مدار حفظ تخیل پر ہی اور خیالی قوت کی ترقی کرنا چاہتے ہین مثل مسمریزم وغیرہ کے اون سب مین ایکرخہ ہونا لازم ہے۔

فرشتون کو حضرت آدم کے تئین سجدہ کرنیکا بہی اسیوجہ سے حکم ہوا تہا۔ کہ اوسوقت تک بنا ایسے بزرگ جلیل حضرت آدم کے مانند نہ تہے جسکو ترجیح دیجاتی اور اوسکی طرف رخ کر کے خضوع و خشوع سے ہمہ تن اونکیواسطے عبادت کرائی جاتی پس خدا نے ملائکہ کو حضرت آدم کی طرف سجدہ کرنیکا حکم دیا اور حضرت آدم ہی کو ملائکہ کا قبلہ قرار دیا جسطرح سے ہمارا قبلہ خانہ کعبہ کو قرار دیا ہے اور مقصود اس سے خدا ہی کی عبادت تہی حضرت کو سجدہ دیا اونکی عبادت مقصود نہ تہی کیونکہ سوائے خدا کے اور کسی کو سجدہ کرنا ہمارے مذہب حنیف مین جائز نہین ہے۔"

اور یہی وجہ عقلا قبلہ کی طرف عبادت کرنے کی ہے۔ کہ خانہ کعبہ مبدء اسلام دعائے حضرت ابراہیم ہے اور بیت اللہ کے نام سے ملقب ہے پس اس طرف سجدہ کرنے سے یہ مفہوم ہوگا کہ ہم اسی در کے خاکسار ہین اور اسی در پر جبہہ سائی کرتے ہین اور عبادت مین سوائے اس در کے کسی دوسری در پر توجہ نہین کرتے بت پرست گہر مین بت رکہتے ہین جسطرف بت ہوتے ہین

اوسی طرف ڈنڈوت کرتے ہین مسلمان ایک ہی کو سجدہ ایک ہی طرف کرتے ہین ۔
علاوہ اسکے ایک کتنا بڑا حسن ہے کہ بچہ اپنے مان باپ کو دن مین پانچ مرتبہ ایکطرف متوجہ ہوکر نماز پڑھتے جب دیکھتے ہین تو اونکو معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی یادگار اسی طرف بنی ہوئی ہے اور قبلہ اسی جانب ہے پس ہر یادگار کے قایم کرنیکا منشا یہی ہوتا ہے کہ لوگ اسکو دیکھکر اوس اصل چیز کو جانین جسکی یادگار ہے پس انسان جب فریضہ اسلامی بجالانے کھڑا ہوتا ہے تو ساتھہ ہی اوسکے یادگار اسلامی کی طرف رخ کرکے اصل اسلام کی طرف قلبی توجہ کرتا ہے اور اس پرجوش یادگار کو دیکھکر جوش مذہبی ہوتا ہے ہر بچہ مسلمان کا اپنی یادگار اسلامی کو جانتا ہے بھلا کسی عیسائی بچہ سے تو پوچھو کہ بیت المقدس کس طرف ہے وہ ہرگز نہ جانیگا اور یہی حسن ہے کہ خانہ کعبہ کی بنا اسوجہ سے ہوئی کہ لوگ دور و دراز سے یہان آکر خدا کی عبادت کرین اور اس خانہ بزرگ کا طواف کرین اور اسکی زیارت سے مشرف ہون پس دن مین پانچ مرتبہ اس خانہ معظم کی طرف رخ کرکے گویا تمنا ہوتی ہے کہ کاش ہم ہر عبادت اپنی اسی گھر مین بیٹھکر بجالاتے خصوصاً نماز جو سب سے بہتر عبادت ہے یہ اسی گھر مین ہم ادا کرتے ہین ۔
یون تو کل جہات عبادت کے واسطے یکسان ہین لیکن اس جہت کو شرف بسبب اسی خانہ محترم کے ہے اور یہی تعظیم اس خانہ محترم کی ہے کہ ہم اوسی کی طرف رخ کرکے عبادت کرتے ہین اور ایسی تعظیم اسکی کرتے ہین کہ بول و براز اسکی جانب پشت کرکے نہین کرتے اپنے اموات کو اوسی جانب مونہہ کرکے دفن کرتے ہین بلکہ محتضر کو بھی قبلہ رخ کردیتے ہین ۔ اس سے زیادہ یہ ہے کہ ہم اپنے گھرون مین بھی جب فرش خواب پر لیٹتے ہین تو قبلہ ہی کی طرف مونہہ کرتے ہین بلکہ یہ فقط تعظیم اس خانہ محترم کی ہے نہ پرستش و عبادت "

از حمایت اسلام

ہدایت میں ناکامیابی کیون ہوتی ہے

ہادی اور مہتدی دونون کی فروگذاشت سے خواہ فقط ہادی کے یا فقط مہتدی کی فروگذاشت سے ناکامیابی ہوتی ہے یہی تین صورتین ناکامیابی کی ہین۔ آج ہم فقط مہتدی کی فروگذاشت کا بیان کرنا چاہتے ہین۔

اس وقت جس فلسفہ کا رواج ہے گو وہ محض تجربہ پر مبنی ہے اور تجربہ مین خطا ہمیشہ ممکن ہے ہوسکتا ہے کہ فلسفہ غلط ہو مگر جب تک اسے فلسفہ کے اصول سے ہم کسی امر حق کو ثابت کرکے نہ دکھلائین ہرگز ہماری بات کوئی نہ مانیگا اور ہدایت کبھی نہوگی۔

رہا یہ شبہہ کہ اثبات امر حق دلیل باطل سے عقلاً اور شرعاً ناجائز ہے۔ سچ ہے مگر یہ حکم براہنیات عقلیہ کا ہے اور جدلیات مین مقبولات خصم سے استدلال اسکو شرع اور عقل دونون روا رکھتے ہین۔

فلسفہ قدیمہ

کا حملہ جب اسلام پر ہوا چونکہ اسلامی سلطنت کا زمانہ تہا بادشاہان اسلام خود بھی اہل علم سے تہے اور علمائے اسلام کی قدر و منزلت اپنا جزو ایمان سمجھتے تھے لاکھون روپیہ خرچ کر کے علما کے حوائج ضروری کا تکفل کتب کے فراہمی اور اون کا ترجمہ کرانا۔ علم کلام کی تدوین رد شبہات دہریہ اور تشئید مبانی اسلام ایسے کی اور کرائی فجزاھم اللہ خیر الجزاء۔

ظاہر ہے کہ لوہا لوہے سے ملتا ہے اگر اوسی فلسفہ پڑہ پڑہا کر یہ کار عظیم نکرتے اسلام کا نام کب کا مٹ گیا ہوتا۔

آج زمانہ نے پلٹا کہایا اور جدید فلسفہ کی تعلیم نہ بغرض تائید اسلام ہوئی بلکہ اسلام کی بیخ کنی مدنظر ہے سلطنت اسلام برائے نام اگر دنیا کے کسی حصہ مین ہے ہونے سے بدتر وہی پارلیمنٹ اور اجماع جس سے اسلام کے پرزے پہلے جدا ہو چکے۔ علمائے اسلام سے زیادہ تر کوئی فرقہ ذلیل اور خوار نہین جس کو دیکھو غیر مسلمین کے سوا خود اہل اسلام علما کی توہین اور تذلیل پر کمر بستہ۔ بسر برد روزمرہ قوت لایموت اسکی نظر سے بہی علما سے زیادہ کوئی فرقہ گرفتار مصیبت نہین۔ الواب اعانت علما سب بند قومی امداد کمیٹی اور انجمن کانفرنس کے نذر ہو رہی ہے۔ علما کے دل زخمون سے چور چور ہ

نہ جنکو بخیہ نہ جنکو مرہم کسیطرح کا نہین ہے چارہ

حملہ کی یہ صورت ایک فرقہ کا ہو تو کہا جاوے بے شمار فرقہ حملہ آور ہے

فاقہ کرین ہر ایک کی جھڑکی سنا کرین

جنپر گرے یہ کوہ مصیبت وہ کیا کرین

کرین کیا خدا سے دعا کرین کہ مخلوقات کے قلوب کو مائل تائید حق پر کردے

فلسفہ جدیدہ

اسکے شبہات فلسفہ قدیمہ سے زیادہ گمراہ کر رہے ہین اس لئے کہ فلسفہ جدیدہ مشاہدات سے بحث کرتا ہے جسکو عاقل اور لا یعقل بھی دیکھہ کر گمراہ ہو سکتا ہے۔

پھر ایسے فلسفہ کا شیوع ایسے زمانہ مین ہوا کہ علما کی نا پرسانی کا وہ حال اور امرا اور روسا کو حفاظت اسلام کا کچھہ بھی خیال۔ ترویج اباطیل مین لاکھون کا خرچ کرنے پر طیار اور احقاق حق مین ایک پیسہ دینا ناگوار۔ خدا ہی مدد کرے تو اس وقت اسلام کا نام باقی رہ سکتا ہے ورنہ کوئی صورت ایسی نظر نہین آتی ہے

کمیٹی اور انجمن اسلامیہ

آج اگر حساب کیا جائے تو اسلامی انجمن اور کمیٹیان سیکڑون موجود ہین انکے رزولیوشن جو اخبارات مین شائع ہوتے رہتے ہین کوئی رزولیوشن ایسا آپنے پڑھا ہے جس مین اسلام پر حملہ مخالفانہ روکنے کا بھی لحاظ ہوا ہو یا برائے نام اگر ہے بھی او سکی عملدرآمد بھی کسی نے کی ہو۔

ایک صاحب سکریٹری انجمن کو ہم نے خط کے ذریعہ سے ٹوکا کہ آپ کی انجمن مین کچھہ اسلام کی حمایت کا بھی خیال ہے اُن کا جواب تحریری آیا کہ جناب معاش مقدم ہے معاد پر ابھی ہمکو اپنے پیٹ پالنے کی فکر کرنے دیجے پھر اسلام کی تائید بھی کر لینگے ۔ اپنے گھر کا چراغ مسجد کے چراغ سے پہلے جلانا لازم ہے

کیا سچی بات ایک شخص نے کہی کہ یہہ کمیٹیان اور انجمنین جو کہ یورپ کے تقلید سے جاری ہوتی ہین لہذا ان کو مذہبی اُمور سے کچھہ واسطہ نہین ہے ان کی غرض اصلی دُنیوی ترقی اور اگر اتفاق پیدا ہو جاے گورنمنٹ پر حملہ کرنا اور اپنے حقوق کی طلبکاری جا او ریہا لیس انجام ان کا یہی ہے کانگریس اس کی نظیر موجود ہے ۔

ہدایت کی ناکامی

کا عنوان اس تحریر مین تھا اُس سے ہمکو دوری ہو گئی مگر اب ہم اوسی طرف رجوع کر کے کہتے ہین کہ ہدایت مین ہمکو ناکامی کا بڑا سبب ان کمیٹیون اور انجمنون کا قایم ہونا ہے اس لئے کہ شخصی حکومت علماء اور ہادیان دین کی انہین انجمنون نے معدوم کر دی اور علماء کو محض بیکار اور کس مپرسی کی حالت مین گرفتار کر دیا ۔

لہذا ہدایت مین ناکامی اسی وجہ سے ہو رہی ہے ۔ ہادی کی فروگذاشت کچھہ اوسکے اختیار سے نہین ہے ۵

فہم سخن چون نکند
قوت طبع از متکلم

راقم غلام حسنین

شبرات کا حلوا اور آتشبازی

اور عرفہ سنانا کیا بدعت ہی

شبرات مخفف ہی شب براءت سے جس کا صحیح ترجمہ لفظی لیلۃ البراۃ ہے جیسے لیلۃ القدر کو شب قدر کہتے ہین لفظ فارسی کی اضافت لفظ عربی کی طرف اگرچہ قاعدہ سے درست نہو مگر غلط العام فصیح یہ بھی مسئلہ مسلمہ علماے فن ہے۔ لہذا کسی کو یہ منصب نہین ہے کہ شبرات کو لفظ غلط کہکر اعتراض کرے۔ ایسے بہت سے کلمات اضافی مشہور ہین جس مین اضافت لفظ فارسی کی بطرف عربی کے ہے اور فصحا بلغا شعراء نظم اور نثر مین انکو استعمال کررہے ہین۔ خیر اب اصلی بات کو ہم لکھین شب نیمہ شعبان کی فضیلت جس قدر ہے احادیث مقدسہ اوسکو ظاہر کررہی ہین نماز اور دعا اور احیاے لیل یعنی شب بیداری جیسی کہ شب قدر کی وارد ہے اوسیطرح اس شب کی ہی بلکہ البعض کے نزدیک یہ بھی شب قدر ہے پھر اگر یہ رات شب قدر نہین تو شب قدر کا انجام ضرور اس مین ہوتا ہے انجام سے ہماری مراد یہ ہے کہ شب قدر مین سالانہ احکام الہی متعلق بہ انتظام عالم بتوسط ملائکہ خدا فرماتا ہے جو سپردگی مین نائب خدا کے ہوتا ہے۔ امام خواہ نبی تنزل الملائکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کل امر فرشتہ اور روح شب قدر اپنے رب کے حکم سے نازل ہوتے ہین۔ باذن اللہ نہین فرمایا بلکہ باذن رب ارشاد ہوا یہی نکتہ ہے رب کے لفظ فرمانے کا۔

اُن امور انتظامی ہین وہ احکام بھی ہین جو خدا کی عبادت اور اطاعت سے متعلق ہین لہذا جو شخص کہ شب قدر یعنی ۲۳- ماہ رمضان سے مثلاً پابند احکام الہی کا ہو اور اپنے فرائض منصبی کو بجالائے ضرور اسکو ۲۳- ماہ رمضان سے ۱۴- ماہ شعبان تک کہ زمانہ ۱۱ ماہ اور ۸ یوم کا ہے پروانہ نجات عذاب الہی سے ہر سال ملنا چاہیے۔

اب تو آپ کو معلوم ہوگیا کہ شب قدر کی ابتدا بجا آوری احکام الہی کے انجام کی یہی رات ہے جسکو ہم شبرات کہتے ہین۔

اب دیکھو ہمارے اعمال خیر اگرچہ اس مدت مذکورہ بالا مین کم ہین مگر من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا۔ جو کوئی ایک عمل خیر لیکر اپنے رب کی بارگاہ مین آیا ہے اوسے دہ چند ثواب ملے گا۔ اور کیون ملیگا اِنَّ الحسنات یذھبن السیئات۔ نیک اعمال ہماری بداعمالیون کو مٹا دیتے ہین۔ لہذا شب برات مین ہم کو پروانہ نجات اُن گناہون سے ملجاتا ہی جو متعلق حقوق الہی سے ہین مگر فرض کرو کہ ہم نے روزانہ ستر گناہ کئے اور سات امور ثواب کے تو سات برابر ستر کے ہوکر اُن گناہون کو ہم سے ہٹا دینگے۔

ایسی رات ہمکو بطفیل ہمارے نبی کریم کے سال بھر مین کوئی اور نہین ملتی۔ پھر جب یہہ ساری بخشش و عطایا ہم کو بطفیل محمد صلعم ملتی ہے اور اونکی تشریف آوری دنیا مین ۱۷ ربیع الاول کو ہوئی نیمہ شعبان سے دو دن کم پانچ ماہ پہلے۔ لہذا خدا نے اُن کا ایک آخری نائب ہمنام

اور ہم کنیت ہمارے نبی کا پیدا کردیا یعنی ہمارے امام آخرالزمان صلوات
اللہ وسلامہ علیہ وعلی ابائہ الکرام تاکہ شب قدر کے انتظامی احکام فرشتے
اُن پر لے کر ہر سال اوترین اور وہی نائب رسول شب برات کو ہمکو پروانہ
نجات دیا کرین جو دفتر علم الٰہی مین محفوظ رہے۔ اور یہ اجر اور ثواب اسکو
نصیب ہوگا جو یومنون بالغیب مین شمار کیے جاتے ہین کیونکہ غیبت
کبرے یہ بہی غیب مین داخل ہے۔ اب اگر اہل اسلام انصاف پر کمر بستہ
ہون توجس طرح ہمکو عید میلاد شریف کے مراسم کا بجالانا اور بروز
ولادت حضور خاتم المرسلین خوشی کرنی شعائر اسلامیہ سے ہے اسی
طرح شب نیمہ شعبان (شب برات) کو بھی عید میلاد ہمنام اور ہم کنیت نبی کو
عید کی خوشی کرنی ضروری ہے۔

رہی یہ بات کہ جناب آخرالزمان ابہی پیدا نہین ہوے اگرچہ ہم نے
فریقین کی کتب سے خصوصاً کتاب استقصار الافحام مین بخوبی ثابت
کردیا ہے۔ اور کسیطرح جائے انکار باقی نہ رہے۔ مگر فرض کرو کہ آپ کی
ولادت ثابت نہو اور نزول ملائکہ شب پانزدہم شعبان مین جو نص قرآن
ثابت ہے کسی اولی الامر نائب خدا پر نہوتا ہو مگر ہونا ضرور ہے۔ اور
برارت ہمکو ضرور ملتی ہے۔

یہی امر ہماری خوشی اور عید منانے کا کیا کم ہے۔ پھر اس خوشی کو بدعت
قرار دینا اور اسکے منانے پر طولانی لیکچر اور بڑے بڑے آرٹیکل لکھکر
اہل اسلام کو ایسے عید سے روکنا یہ مسلمان کا کام ہے یا دشمن اسلام کا

فطرت اسلام کی حدیث

ہر شخص جو شبرات کو عید مناتا ہے اور مراسم عرضیہ سرور اور مسرت کے
جن مین کہ چراغان اور آتشبازی بہی عموماً ہر ملت اور مذہب مین داخل
ہے وہ بہی کرتا ہے بجز اس سال سنہ ۱۳۲۸ ہجری کے جب سے دشمنان
اہلبیت اور فرقہ خوارج نے شبرات کا بدعت ہونا مشہور کر رکھا ہے)
اگر کسی سے پوچھا جاتا کہ آخر یہ خوشی تم کیون کرتے ہو تو ہرگز اس کا
سبب کوئی بیان نہ کرتا سوائے اسکے کہ یہہ رسم ہمارے بزرگون سے
چلی آتی ہے لہذا ہم بھی کرتے ہین - پہر جب اسلاف کرام مین ابتداء
اجرائے رسم ہذا کو دریافت کرتے تو یہ خوشی اوسی روز سے شروع ہوئی
جس شب سے ولادت صاحب الامر علیہ السلام کی ہوئی اور کوئی
روز اسکی ابتدا کا ثابت نہوتا اور اگر زیادہ تحقیق کی جائے تو اہل
عجم سے اس کی ابتدا ثابت ہو گی مگر سبب وہی ولادت جناب امام
زمان ٹہیرے گا -

اب دیکھو کوئی عید اور یوم مسرت دنیا مین ایسا نہین ہے
بجز شبرات کے جس کا سبب معلوم نہو اور پھر عید منائی جائے اور
دوست دشمن سب اس عید منانے مین شریک ہون اسی سے معلوم
ہوتا ہے کہ یہہ عید مقتضائے فطرت ہے - کل مولود یولد علی
فطرۃ الاسلام - ہر ایک مولود فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے (یعنے

جب تک وہ خالی الذہن ہے نہ محبت کی تعلیم اوسے ہو نہ عداوت کی۔

فطرتی امور کی شناخت

یہی ہے کہ بلاتعلیم جو امور ہم سے سرزد ہون سچ بولنا فطرتی امر ہے بچہ نافہم اسی وجہ سے جھوٹ نہین بولتا بجز محبت کے کسی سے دشمنی نہین کرتا۔ اغیار اور اعزہ ہم سن اطفال مین فرق نہ کرنا یہ سب امور فطرتی ہین جو اطفال مین بلاتعلیم پائے جاتے ہین۔ پھر جب تعلیم ہوئی ثم ابواہ یہودانہ وینصرانہ ویمجسانہ پھر والدین بچہ کے اوسکو یہود اور نصرانی اور مجوسی بنا لیتے ہین۔

یہی حال شبرات کا تھا جب تک دشمنان خاندان رسالت نے اسکے بدعت ہونے کا لیکچر نہ دیا تھا سب مناتے تھے۔

ہا حلوا

اس بات کا عقیدہ کرنا کہ حلوا بنانا بروز شبرات مسنون اور مستحب ہے یعنی تخصیص یوم کی نظر سے یہ تو ضرور تشریع حرام ہے اس لئے کہ حدیث مقدس سے تخصیص تو ثابت نہین ہے ہان المؤمن حلو یحب الحلوا مومن شیرین مزاج ہے (تلخ رو نہین ہے) اور شیرینی کو دوست رکھتا ہے اس نظر سے ہر روز حلوا بنانا کچھہ ناجایز نہین ہے۔

شیرینی مرغوب جگر ہے طب بہی اسکو مقویات جگر کہتا ہے اور جگر کی تقویت سے جملہ نظام بدن انسانی کی درستی ہوتی ہے۔ خون جو مدار

حیات ہے وہ بھی میٹھا ہے لہذا اگر اس خیال سے حلوا بنایا جاوے
اور تخصیص یوم کا لحاظ نہو ہرگز بدعت نہوگی یہہ عام اہل اسلام کیواسطے
رہا فرقہ شیعہ جو شب پانزدہم سے ابتدائے برکت ولادت امام عصر کا
قائل ہے اوس کو جو بقول شاعر

ہر روز عید نیست کہ خلوردکسے

حلوے کی تخصیص اسی عید کی نظر سے کرنی چاہیئے۔ چونکہ حدیث سے مومن
کی شناخت محبت حلوا ثابت ہے لہذا عید مین حلوا کی تقسیم اور کہلانا
مومنین کا کیسی اچھی بات ہے دن کو بنانا اور شب برات کو تقسیم کرنا بعد
ازانکہ ثواب اوس کا ارواح مومنین کو دیا جائے دونون کی دعوت ہو گئی
مردون کو ثواب اور زندون کو حلوا

راقم غلام حسنین

مراسلات

۹-۲۸ھ-۲

بہاولپور سے دوا اکسیری کی رپورٹ

قبلہ وکعبہ۔ اداب عرض کرتا ہون سب سے پہلے میری یہ شکایت ہے کہ حضور
مجکو مکرم بندہ کیون تحریر فرماتے ہین میر االقاب خوردانہ ہوا کرے دعا یہ فقرہ
سے مین بہت خوش ہون لہذا حضور مجکو اب ایسے القاب سے معاف
فرمائین۔ مین نے دوا کو دوبارہ شیشی مین ڈال کر پھر عمل حل شروع کردیا
غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اب تیزاب بہ نسبت پہلے کے رقیق ہوتا جاتا ہے
اور دوا ہی جو حل ہونے سے باقی تھی اوس کا رنگ بالکل سفید ہوگیا ہے او ساخ

تیزابی بہی اب ملی ہوئی دوا مین مختلف الوان دکہائی دیتی ہین - فی الواقع اگر بازاری تیزاب نہ ہوتا اور اپنا کشید کیا ہوا ہوتا تو اب تک دوا حل ہوگئی ہوتی - تیزاب بہت کمزور ہے اس وجہ سے دوا کے حل ہونے مین دیر ہوتی ہے اس وقت تیزاب کا رنگ سبز ہے - پہلے بہت گہرا سبز تہا اور تیزاب بہت گاڑہا تہا اب رنگ بہی ہلکا ہے اور تیزاب بہی رقیق ہے دوا پہلے گلابی تہی اب بالکل سفید ہے اور بہت تہوڑی سی رہگئی ہے - انشاء اللہ ایک ہفتہ مین حل ہوجاے گی -

اب گیس (بہاپ) دوا مین بہت پیدا ہوتی ہے اور روز کاگ اوڑجاتا ہے مین نے ایسی ترکیب رکہی ہے کہ باوصف کاگ اوڑنے کے دوا پانی مین ملنے سے محفوظ رہے -

قبلہ وکعبہ حاشا کہ مین کیمیا کا مشتاق نہین ہون دوا چاہے رنگ دے یا نہ دے میری بلا سے مگر اکسیری اثر مین کامل ہو مین تو یہہ ساری محنت صرف دوائی فائدہ کے واسطے کر رہا ہون -

میرا جی گہبراتا تہا کہ شاید اس مین اکسیری اثر نہو مگر حضور کے فقرات نامہ سے اطمینان کامل ہوگیا - الحمد للہ

کئی مرتبہ عرض کر چکا ہون

کہ اس دوا کو کس طرح استعمال کرون کسی معجون ملا کر کہلاؤن اور خوراک کے لئے وزن

میرا ارادہ ہے

کر گشتی چٹھیان عملی کارروائی کی جاری کردن چنانچہ ابتدای چٹھی ارسال حضور ہے اگر اس مین کوئی نقص نہو تو جاری فرما دیوین۔

اُمور ذیل لائق توجہ ہین

(۱) یہ کہ حضور کی جو ہدایت کسی ممبر کے نام جاری ہون وہ ممبر اُسکی نقل رکھے اور اصل خط میرے پاس بھیجدے تاکہ مین انکو اک جا کتابی صورت مین جمع کرون۔

(۲) ہر ممبر ہفتہ وار کارروائی کی رپورٹ حضور کے پاس بھیجے اور ایک نقل اُسکی میرے پاس بھی بھیجے۔ اسیطرح نمونہ بھی میرے پاس آوے۔

(۳) سوائے خاص خاص اُمور کے جو مجکو نہ معلوم ہون تمام ممبر حضور کو خط لکھنے کی تکلیف نہ دین مین ہر ایک کو جواب دینے کے واسطے تیار ہون۔

(۴) حضور ایک فہرست ممبرون کی معہ نام و پتہ میرے پاس بھیجدین۔

(۵) بعد تیاری دوا جو نمونہ مین ارسال حضور کرون اگر مناسب ہو تو اوسکو بھی گشت کرایا جاوے مگر شرط یہ ہے کہ کوئی ممبر اسکین سے صرف نکرے۔

(۶) اب حضور کمیٹی کے قواعد تیار فرماوین اور باقاعدہ کمیٹی بنالین۔ آپ

وہ زمانہ نہین ہے کہ دوا کی ... تکلیف ہو

تفصیل ان اشیاء کی جو تصفیہ ... مین ضروری ہین

انمل ڈکاکشن ہاٹ (ڈاکٹرون سے دریافت کرو) اگر دستیاب نہو تو کسی چینی کے یا تام چینی کے برتن مین دوا جوش کرو۔ لوہا۔ تانبا۔ پیتل

نوٹ. ... سب ظروف سے مراد ہے ۱۲

مٹی کے برتن میں ہرگز ہرگز دوا کو جوش نہ دو۔ برتن ضرورت سے بڑا ہو تاکہ
دوا اُبل کر باہر نہ جائے۔ ایک سیر تیزاب یا سرکہ کے واسطے ۴ سیر کا برتن ہو۔
(۲) کھرل پتھر کا ہرگز نہ ہو کیونکہ فلزات کھرل کے لنشیب میں گھس جاتے
ہیں اور پھر بہت مشکل سے نکلتے ہیں مگر تاہم وزن کم ہو جاتا ہے۔ لہذا
انگریزی چینی کا کھرل جو اسپتالون میں استعمال ہوتا ہے اوس کو استعمال
کرنا چاہیئے۔
(۳) دوا کھرچنے کے واسطے پیتل یا لوہے کا قلعی دار چمچہ استعمال نہ کرو۔ کیونکہ
پارہ اسمین لپٹ جاتا ہے۔
(۴) لوہے کی چھری سے کام کرو جو انگریزون کے کھانے کی ہوتی ہین۔
(۵) سرکہ بازاری نہو کیونکہ بازاری سرکہ مین تیزاب ہوتا ہے جو دوا
کو بالکل سیاہ کر دیتا ہے۔ لہذا سرکہ رس کا اپنے ہاتھ کا کشید کیا ہوا ہو۔

علامات

(۱)۔ اول مرتبہ بہت بڑے بڑے بلبلہ پیدا ہوتے ہین جو سطح آب سے ۸۔ انچہ سے
۱۲۔ انچہ تک بلند ہوتے ہین۔ لہذا جس برتن مین دوا پکاؤ وہ بہت بڑا ہو۔
(۲) مرتبہ دویم مثل مرتبہ اول تمام اُمور مین ہوگا۔
(۳) مرتبہ سویم مرتبہ دویم سے کم ہوگا۔
(۴) مرتبہ چہارم مین بہت کم جوش ہوگا یعنی بلبلہ کم ہونگے۔
(۵) مرتبہ پنجم مین بالکل جوش نہوگا۔

(نوٹ) جس برتن مین دوا پکاؤ وہ کسی جگہ سے نہ ٹوٹا ہو نہ چیٹ اوکھڑی ہو۔

رنگتِ سرکہ

مرتبہ اول زرد۔ مرتبہ دوم زرد۔ مرتبہ سیوم زردی مین قدرے سیاہی مرتبہ چہارم مین زیادہ سیاہی اِسیطرح بڑہتی رہے گی آخر کا ۱۱ یا ۱۲ مرتبہ مین زردی اور سیاہی سب جاتی رہے گی اور سرکہ سفید ہو جائیگا۔

اگر ہو سکے تو تین مرتبہ تک یعنی دفعہ اول و دوم و سوم دوا کو اسپرٹ لمپ یا ولائتی چولہے پر پکاؤ اور اگر اسپرٹ لمپ یا چولہا نہو تو انگیٹھی مین کوئلہ ڈال کر پکاؤ اگر یہ بھی نہو سکے تو لاچاری کے واسطے لکڑی جلاؤ مگر بہت ہوشیار رہو کہ دوا اوبل نہ جائے۔ چوتھی مرتبہ اوبلنے کا ڈر نہوگا جس طرح چاہو جوش دو۔

نتہار

جس ظرف مین دوا کو جوش دو اوسکو رات بھر رہنے دو دوسرے روز آہستہ آہستہ بہت ہوشیاری سے نِتہارو جب سرکہ تہوڑا رہجائے تو برتن کو ترچھا کرکے کپڑے کی بتّی لگا دو تاکہ اوسکے ذریعہ سے سارا سرکہ ٹپک جائے۔ اِسکے بعد دوا کو دھوپ مین رکھدو جب وہ خاطرخواہ خشک ہوجائے تو وزن کرو اور لکھہ لو پھر تازہ سرکہ ڈال کر خوب کھرل کرو اور پھر جوش دو۔ انشاءاللہ تصعید کے متعلق دوسری گشتی چٹھی بشرط منظوری سرکار جاری کرونگا۔ والسلام

حضور پریزیڈنٹ اور ایک آپکا نائب سکریٹری مقرر فرمایا جاوے۔

(۷) اخراجات کیواسطے صرف للعہ سالانہ چندہ لیا جاوے۔ یہ چندہ حضور کی نگرانی مین دین اور پیشگی طور پر کچھہ سکریٹری کے پاس رہے۔

(نوٹ) تیاری پر دوا کا رنگ سیاہ ہوگا۔

(۸) بیلنہ جو اخراجات کیواسطے لئے جائینگے یہی ممبری کا چندہ تصور کیا جاویگا۔

(۹) کمیٹیون سے اگر مناسب معلوم ہو تو چندہ کی تعداد کچھہ زیادہ کر دیجاوے۔

میری اِس تجویز کی منظوری اور نامنظوری سے مجکو اطلاع دیجاے۔

آپکا غلام

ڈاکٹر سلطان مرزا۔ از بہاولپور ۲ رمضان ۲۸ھ

از طرف غلام حسین

یہ فقط ان لوگونکی رائے طلب کرنیکے غرض سے درج رسالہ ہوا ہے جو ہمارے زیر تعلیم ہو کر اس دوا کو طیار کر رہے ہین۔ سب کو لازم ہے براہ راست اپنی رائے ڈاکٹر سلطان مرزا صاحب کے پاس روانہ کرین آپکے خط سے ایک مختصر مرض کا استسقاء ہی کا اختفا یا دوائی کا استعمال معلوم ہوا۔

ہمارے طلبہ انگریزی دان اور عربی خوان کے حالات

دونون فریق کی پستی ہمت برابر ہے اور کیون نہو خربوزہ کو دیکھہ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ انگریزی خوان کو تعلیم ایسی ہوئی ہے کہ اُنکے ارادہ اونکی اولوالعزمیان بس نوکری خواہ ڈپٹری اور فی صدی ایک کو ڈاکٹری سیکھنے کا ولولہ ہو رہا ہے۔ ادہر اخبارات اپنی دوکان گرم کرنیکی غرض سے طولانی آرٹیکل چھاپ رہے ہین کہ قومی ترقی کا آلہ اگر کوئی ہے تو یہی اخبار ہے ہان ہم بہی کہتے ہین کہ سچ ہے مگر اخبار کی قدر اوسیکو ہوگی جو علم سے بہرہ ور ہو۔ یورپ مین اخبار کی ترقی برسون کے بعد علمی ترقی سے ہوئی ہے۔

آج کہ ہم اخبار کو محض ایک لغو اور جھوٹہا کاغذ سمجھہ رہے ہین اوس کی خریداری پر کیونکر دلدادہ ہو سکتے ہین۔ جب تک علمی سمجھہ ہم کو نہو جائے دینی ترقی کے جو علوم اور فنون ہین اونکی تو ہمارے جنٹلمینون کو خبر نہین کہ دین بہی کوئی ضروری چیز ہے یا نہین۔

اس پارٹی سے تو امید اور آرزو دینی ترقی کی کرنی کسیطرح صحیح نہین ہے۔

اب رہے عربی خوان طلبہ کے حالات ؎

ہرکس از دست غیر مینالد + سعدی از دست خویشتن فریاد

ایک بڑے عالم کامل کو ہم نے خط لکہا تہا کہ ہمارا ارادہ ہے عربی زبان مین سائنس قدیم اور جدید کے اعلےٰ درجہ کی تعلیم ایسی دین کہ ہمارے عربی خوان طلبہ آجکل جو حملہ اسلام پر ہورہا ہے اوس کے رد کرنے مین مثل ہمارے سرگرم ہو کر ہمارے قائم مقام ہو جائین۔ کل اس خط کا جواب آیا ہے نام انکا ظاہر نہ کرون گا۔

پہلے اونہون نے ایسی تعلیم کی ضرورت کو تسلیم کر کے خدا سے دُعا کی ہے کہ اس کا سامان مہیا کردے بعد اوسکی چونکہ مین نے یہ بھی درخواست کی تہی کہ آپ طلبہ شائقین کو آمادہ کرین کہ میرے زیر تعلیم ہو کر اعلیٰ درجہ کی لیاقت پیدا کرین اسکے جواب مین اوس جناب نے یہ تحریر فرمایا ہے۔

افسوس این است کہ متعلمین مذاق ندارند چنانچہ احقر ترغیب و تحریص نمودم یکے از طلاب ہم آمادہ نشد و بزعم خود شان تعلیم معہود را عبث و بیکار تصور میکنند۔

لیجئے حضور

اب جو ہم انگریزی دان طلبہ کی شکایت کرتے تھے کہ انکو حمایت دین کی کچھہ پرواہ نہین ہے۔ عربی خوان طلبہ کا نمبر لو وہی کچھہ بڑہگیا اب فرمائیے کیا ہو سکتا ہے۔ انگریزی دان طلبہ مین یہ بات ضرور ہے کہ جس چیز مین وہ اپنی ترقی خیال کر رہے ہین (گو وہ خیال غلط ہی سہی) مگر اوسکے اجرا مین شخصی اور جمہوری دونون قوتون کو برابر صرف کر رہے ہین۔ عربی خوان طلبہ ؎

اے بے نصیب تجہہ سے تو یہ بہی نہو سکا

یہی دیکھہ کر تعلیم یافتہ پارٹی ہمارے طلبہ تو درکنار علماے کرام پر منہ زوریان کر رہی ہے کہ یہہ کچہہ نہین کرتے۔ اوسکو کیا خبر ہے کہ جو طلبہ زیر نگرانی علما ہین وہ ہدایت علما کی پابندی کس قدر کر رہے ہین جیسا اس خط سے ظاہر ہو گیا۔ علماء پر الزام قایم کرنا یہ تو آسان ہے مگر انصاف کرنا ازبس دشوار ہے

این گل دیگر شگفت

اس قصہ سے زیادہ تر عجیب اب دوسرا قصہ لیجئے۔ مظفر نگر کے ایک علمی دوست ڈپٹی کلکٹر نے ازخود مجہہ سے وعدہ کیا کہ ایک طالبعلم کا وظیفہ مین دونگا اور اپنی کوشش سے جس قدر ہو سکیگا اس تعلیم اعلیٰ کی امداد کراونگا۔

ہم نے ایک طالبعلم کو بذریعہ ایک اپنے معتمد کے خبر دی کہ تمکو صہ ماہوار کا وظیفہ ملے گا چلے آؤ اوس کا جواب یہ آیا کہ پانچروپیہ مین تو میرا گذر کبہی ہو نہین سکتا۔ بہلا ایسے شائق طالبعلم سے امید اس کی ہو سکتی ہے کہ یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم پاکر اسلام کی تائید کرینگے۔ یہ تو عبد البطن ہین اور موید اسلام کو

عبد اللہ ہونا چاہیے ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

میری عقل حیران ہے کہ آخر یہ عربی خوان طلبہ مدرسون مین کس غرض سے پڑھتے ہین۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ہمارے مدارس کی تعلیم سے دنیاوی فایدہ کسی طرح سے نہین ہو سکتا۔ اِس لئے کہ وہ علوم اور فنون جن سے دنیوی فوائد ہون اُنکی تو ہوا بھی ہمارے مدارس مین نہین لگتی رہا دینی اور مذہبی فائدہ طلبہ علوم دینیہ اور اصول حقہ یقینیہ انہین پر سور اسلام کی محافظت حملہ دشمنان بیرونی اور خاص کر دشمنان اندرونی سے مخصوص ہے اور اِنہین کے نسبت ہادی برحق کا ارشاد ہے۔ اذا مات العالم من علماء اُمتی ثلم فی الاسلام ثلمۃ لا یسدھا شیء۔ جب کوئی عالم اسلام مرجاتا ہے سور اسلام مین ایسا سوراخ پڑتا ہے۔ جو کسی تدبیر سے بند نہین ہو سکتا ہے عالم کی یہ صفت ہے۔ اور ہمارے افاضل طلبہ کا یہ خیال کہ جن علوم کے پڑھنے پڑھانے سے آجکل حملہ دشمنان بیرونی اور اندرونی روکا جا سکتا ہے اُنکے پڑھنے پڑھانے کو فعل عبث کہہ رہے ہین ایسے عالم اور طلبہ علوم سے کیا اُمید ہو سکتی ہے کہ حملہ دشمنان کو روکین روکنا تو در کنار ؎

او خویشتن گم است کرا رہبری کُند

جب کوئی شبہہ اُنکے دین اور مذہب پر وارد ہو اوس سے خود بچنے کی کوی بات کر سکین زبانی دعوے تو بڑے بڑے سن لیجیے مگر جب کوئی نیچری آریہ پادری وغیرہ کوئی شبہہ اُن پر وارد کرے خواہ کوئی ان طلبہ کا ہم مذہب کسی شبہہ کو سُنکر متزلزل عقیدہ مین ہو کر ان کو اپنا ہادی سمجھکر ان سے بغرض تشفی عرض کرے

اوس وقت دیکہنے کے قابل انکی حالت ہوتی ہے اور سوائے لغلیں جہانکنے کے یا اناپ شناپ باتین عام فریب کرنے کے اور ان سے کیا ہو سکتا ہے زمانہ ایسا خراب آرہا ہے علوم جدیدہ سے ایسے ایسے شبہات زود اثر پیدا ہورہے ہین اور ہمارے طلبہ کا یہہ حال ہے پہر کیا اسلام کی ترقی کی امید ہو سکتی ہے۔ ترقی تو بڑی بہاری بات جس قدر ٹوٹا پہوٹا سور اسلامی رہگیا ہے اوسیقدر باقی رکہنا یہ بہی توان بدنام کنندہ نام علما اور طلبہ علوم سے نہین ہو سکتا ہے۔

سعدی شیرازی نے ایک فرضی خواہ واقعی حکایت کیا اچھی نظم کی ہے جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ ایک عابد صاحبدل نے خانقاہ کو چہوڑ کر مدرسہ مین آکر علوم کا درس لینا اختیار کیا ؎

گفتم میان عالم و عابد چہ فرق بود * تا اختیار کردی ازوان طریق را

گفت او گلیم خویش بدر میبرد ز موج * وین سعی میکند کہ بگیرد غریق را

ناظرین تم کو قسم ہے اپنے دین حق کی ایسے طلباء اور فضلاء سے اپنے دین کے سبہالنے کی جب امید نہین تو دوسرون کو ڈوبنے سے کیا بچائینگے۔

مشاہدہ ذاتی

ایک مقام پر جلسہ علما کا اس غرض سے ہوا کہ آجکل کل اہل اسلام کو کون کون سے علوم کے پڑہنے پڑہانے کی ضرورت ہے اور فریقین کے علما تشریف فرما تھے۔ مین بہی وہان حاضر تھا۔ چنانچہ بالاتفاق یہی رائے پاس ہوئی کہ جو درس مروج اہل اسلام کا ہے (درس نظامی) وہی کافی اور وافی

ہے اور جملہ علما کی یہی راے ہوئی مین نے بہی ہان مین ہان ملائی
مگر چونکہ اہل فہم زمانہ کے نبض شناس (تعلیم یافتہ پارٹی) وہ بہی شریک جلسہ تھی۔ اُنہون نے مجہہ سے کہا کہ آپ نے اپنی ذاتی راے کو کچہہ بہی ظاہر نہ کیا۔ مین نے کہا جب فریقین کے علما کا اس امر پر اتفاق ہے اور کثرت راے پر جلسہ کمیٹی کا دار مدار ہے۔ پہر ایک شخص کی ذاتی راے کیا وقعت رکہتی ہے اور وہ بہی مجہہ سا کم علم اور کم مایہ۔ مگر اوس پارٹی نے اس قدر اصرار کیا کہ نہین ضرور آپ کو اپنی راے کا اظہار کرنا چاہیئے۔

علماے موجودین مین سے ایک بزرگ نے مجہہ سے فرمایا کیا آپ کی راے ہم لوگون کی راے سے مخالف ہے۔ مین نے عرض کی نہین۔ کیا مجال کہ مین مخالفت کرون مگر میری راے مین درس مروج کے ساتہہ اگر چند کتب علوم جدیدہ کی بہی داخل ہو جاوین تو جو حملہ اسلام پر آجکل جدید شبہات سے ہو رہے ہین اونکی رد مین بہی ہمارے طلبہ کو پوری دستگاہ ہو جاے۔

اُن عالم بزرگ نے کہا کہ ہمارا علم کلام قدیم ایسا جامع ہے کوئی شبہہ ایسا نہین ہے جسکو ہم اپنے علم کلام کے ذریعہ سے رد نہ کر دین کیا آپ کوئی شبہہ ایسا بیان کر سکتے ہین۔

مین نے عرض کی بڑی گستاخی کی بات ہی کہ مین اس مجمع علما کے برخلاف اور اپنے قدیم علما کے مساعی جمیلہ کو ناکافی ثابت کرون۔ تمام مجمع سب نے بالاتفاق اصرار کیا کہ نہین ضرور آپ کو اپنے دعوے کی تصدیق کرنی چاہیئے ایسا مجمع محققین کیا روز روز ہوا کرتا ہے۔

میں نے کہا کہ ایک چھوٹا سا شبہہ جدید معراج جسمانی کے محال ہونے
پر ہمارے نبی صلعم کی ہے فلسفہ قدیمہ چونکہ آسمان کا خرق اور التیام محال
ثابت کرتا تھا اس نظر سے اسکو محال کہتا تھا۔
آجکل وجود آسمان سے تو انکار ہے لہذا خرق اور التیام کا شبہہ خود
ہی باطل ہو گیا مگر جدید فلسفہ سے ۴۵ میل اوپر ہوا نہیں ہے لہذا
کوئی متنفس اوپر چڑھ کر زندہ نہیں رہ سکتا اس شبہہ کا جواب ہمارا علم
کلام قدیم نہیں دے سکتا۔
اب وہ جناب اور جملہ علمائے حاضرین چپ ہو گئے اور تعلیم یافتہ
پارٹی نے اپنی اپنی کرسیاں میرے پاس لاکر کہنے لگے کہ پھر کیا ہم معراج
جسمانی کے منکر ہو جائیں .... میں نے کہا نہیں اگر ہم
علوم جدیدہ فلکی سے آفتاب کے گرد یہی ثابت کردیں جو کرۂ زمین کے
گرد ہے پھر یہ شبہہ بالکل باطل ہو جائے گا
اور یہ بات جب ہی ہو سکتی ہے کہ ہم علم استرونومیہ (قوانین
النجوم) یا علم ہیئت میں چھوٹی سے چھوٹی کتاب کرنیل لوس فان تک
کی تو پڑھ لیں۔
اس تقریر پر جلسہ ختم ہوا مگر آج تک باوجودیکہ ضرورت پڑھنے
علوم جدیدہ کی اظہر من الشمس ہے۔ کسی مدرسہ نہ کسی عالم نے اس کی
عملدرامد شروع کردی ہے۔ پھر جہاں کے صوفی ایسے وہاں کے متوالوں
کو کون پوچھے جب علمائے اعلام ہی اسکے عملدرامد کرنے پر توجہ نہیں کرتے

تو بیچارہ طلبہ اگر اس کو لغو اور لاطائل نہ کہین اور کیا کہین اُن کا کچھ قصور نہین ہے۔

اب رہے تنہا ہم

سو اکیلا چنا بھاڑ نہین پھوڑتا۔ خصوصاً یہ اہم کام جس مین قومی طاقت یا سلطنت کی امداد کی ضرورت ہے۔

قومی طاقت ہماری کمیٹی اور انجمن ہاے موجودہ مین جا پہنسے ایسی کمیٹیان جن کو ترقی ہاے ترقی کی زبانی تو ہے مگر وہ ترقی جس پر ہر قسم کی ترقی دینی اور دُنیوی کی بنا ہے یعنی علمی ترقی اوس کو تو کسی انجمن نے خواب مین نہین دیکھا۔

راقم غلام حسنین

خبرین

حیدرآباد مین گذشتہ جمعہ کو ایک چار سالہ لڑکے کے منہ مین پٹاخہ پہٹ گیا۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ لڑکا پٹاخے سے کہیل رہا تہا۔ پٹاخہ کو لے کر اس نے دانتون مین دبایا پٹاخہ پھٹ گیا اور فوراً خون جاری ہوگیا۔ لڑکا زیر علاج ہے۔

شملہ مین ایک کمیٹی اس امر پر غور کر رہی ہے کہ گورنمنٹ افسران کے واسطے موٹر کارین مہیا کی جاوین۔ کمیٹی اُن افسران کی فہرست تیار کرے گی جو موٹر کارین استعمال کر سکتے ہین۔ گورنران اور لفٹنٹ گورنران کو موٹر کارین دینے کے متعلق جو درخواست

صاحب وزیر ہند کی خدمت مین کی گئی ہتی اس کا ابہی انہون نے فیصلہ نہین کیا بلکہ گورنمنٹ ہند کو ہدایت کی ہے کہ اِس معاملہ پر پہر غور کرے۔

ریلوے سٹیشن لاہور پر ایک چہٹی رسان ہلاک ہوا جس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ ڈاکخانہ کا تہیلہ لئے ہوے لائن کو عبور کر رہا ہتا کہ ایک گاڑی کی ٹہوکر اسکے لگی وہ گر پڑا۔ گاڑی اس کا سر کچلتی ہوئی نکل گئی اور یہ مر گیا۔

حیدر آباد مین ایک مارواڑی جو ایک چونے کی بہٹی کی نگرانی کر رہا تہا بہٹی کے اندر جا پڑا گرتے وقت اسے کسی نے دیکہا نہین۔ تلاش کرنے پر اس کی جہلسی ہوئی لاش دستیاب ہوئی۔

گورنمنٹ بنگال نے ایک کمیٹی مقرر کی ہے جو پان سے اموات کے اسباب کی تحقیقات کرے۔ ہوڑہ مین پان کہانے سے جو موت ہوئی ہے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہوڑہ نے اسکی تحقیقات کے متعلق حکم دیا ہے اور یہ بہی حکم دیا ہے کہ اشیاء خوردنی کی نگرانی کے لئے جو انسپکٹر ہوڑہ مین ہے وہ ایسے پانون کو جن مین کسی زہریلے اثر کا شبہ ہو سول سرجن کے پاس بغرض امتحان روانہ کر دے۔

روہڑی (سندہ) کے ایک پیر صاحب جو آجکل بمبئی مین وارد ہین صرف کنوئین کا پانی پیتے ہین۔ ان کے معتقد ہر روز ریل کے ذریعہ سے ان کو یہ پانی روہڑی سے روانہ کرتے رہتے ہین۔

ایک دولت مند سیٹہ لوٹا سنگہ جبکہ وہ اپنے گاؤن کو جا رہا تہا شاہ گنج آگرہ کے نزدیک قتل کیا گیا اسکے ساتہ نوکر بہی تہا۔

(از اخبار اثنا عشری دہلی یکم ستمبر ۱۹۱۰ء)

تہافت الفلاسفہ کی
ہجو ملیح قابل شنید

آج ایک ہمارے بڑے قدر شناس کا خط آیا (نام ندارد) مگر بھکڑ کا وہی طریقہ جو ہمارے بدگو حضرات کر رہے ہین خصوصًا خاتمہ پر بجائے نام کے جو مصرعہ لکھا ہے اوس نے

تو رہی سہی اور بہی مٹی پلید کردی۔

ہماری نسبت تو اسقدر مبالغہ کہ سوائے ہمارے آج انڈیا مین کسی کو علمی دستگاہ ایسی نہین۔ اور تہافت الفلاسفہ کی مدح اور ثنا مین یہ الفاظ کہ اوسکے مضامین عالیہ مذہبی کے سامنے کسی ناول کی حقیقت نہین ہے۔ کیسا ہی دلچسپ ناول ہو مگر تہافت الفلاسفہ کو دیکھکر پہر کسی ناول سے دلچسپی نہین ہو سکتی۔

کیا اچھی قدر دانی ہماری اور ہمارے رسالہ کی ہے جس کا شکریہ بہی اوسیقدر زیبا ہے جیسی قدر دانی ہے۔

کسی شاعر نے اپنے کسی ممدوح کی ثنا اور مدح مین یہ شعر لکھا ہے ؎

شتر لب فیل دندان خرس صورت خوک پیشانی
تصدق میشود ہردم برو غولِ بیابانی

اس سے بڑھکر کوئی مذمت نہین ہو سکتی وہی حال ہمارے ان جان نثار قدیم کا ہے کہ ناول سے تشبیہہ تہافت الفلاسفہ کی۔ اس سے بڑھکر کوئی مذمت اسکی نہین ہے۔

تہافت الفلاسفہ کی ایسی مذمت پہر بہی چونکہ وہ رسالہ ایک بندہ گناہگار خطا کار کا ہے کچھہ ایسی ناگوار نہین ہے مگر مضامین مذہبی کو ناول سے تشبیہہ دینی یہہ البتہ کسی

دیندار پابند مذہب کا کام نہین ہے ہان نیچری دہریہ البتہ جو نہ کہے وہ تہوڑا ہے۔
اب تو ناظرین کو معلوم ہو گا کہ یہ فعل کسی پابند مذہب کا نہین ہے لہذا ہم بہی
کہتے ہین ؎ ہر چہ از دوست میرسد نیکوست
جو شخص مذہبی امور کو ناول کے برابر تصور کرین پہر آیندہ اس سے امید خیر کیا ہو سکتی ہے

شتر گربہ

اسی خط مین ایک اور دہمکی ہمکو دی ہے وہ یہ ہے کہ بعض مغالطین نے ہماری کسی دلیل پر اعتراض بطور مغالطہ کے کیا ہے اور اس مغالطہ سے ہمارا امتحان لیا ہے کہ واجب بالغیر جو ممکن بالذات ہے اسکو قسیم ممکن کر دیا ہے۔ اور معلول فاعل بالاختیار کو معلول فاعل بالایجاب سے برابر کر دیا ہے۔ چونکہ یہ مغالطہ ایسا دقیق نہین کہ جسکے سمجھنے مین ادنی درجہ کا منطقی بہی فریب خوردہ ہو مگر ہم نے اسکے جواب سے عمداً اعراض کر دیا اور معترض صاحب کو خط لکہا کہ بطور رنج کے اگر پوچہین تو ہم جواب دینگے۔ مگر اس کا جواب مغالطین کی طرف سے نہ آیا ہم بہی چپ ہو رہے۔ درد سر کم تربہ۔

تیسری دہمکی

رپورٹر ہونے کے سوا ہمکو پولیٹکل امور سے کچہ تعلق نہین ؎

نہ بر اشترے سوارم نہ چو اشتر زیر بارم

نہ بادشاہ رعیت نہ غلام شہریارم

رعایائے بادشاہ مین ضرور داخل ہون مگر بجز اطاعت اور محکومیت کے اور کوئی تعلق نہین۔ گدائے گوشہ نشین ہون ؎

کس نیاید بخانۂ درویش   کہ خراج زمین و باغ بدہ

با پُرتشویش و غصہ راضی شو یا جگر بند پیش زاغ بنہ

چوتھی دھمکی

خواہ پالیسی کہ اس خط کو پڑھکر پھاڑ ڈالا جائے۔ اچھی کہی حکمت بہ لقمان آموختن اسیکا کانام ہے۔ اٰپکو یاد رہے کہ مین کبھی ایسی چیزون کو مشتہر کرنا پسند نہین کرتا جن کے اعلان سے فساد برپا ہو۔

ستر برس کا تجربہ

ناظرین کو خوب یاد رہے کہ علاوہ اسکے کہ دو چار حرف مین نے پڑھے ہین جنکو میری تصانیف کتب اور مضامین مندرجہ اخبارات ظاہر کر رہے ہین ستر برس سے مجھے تجربہ ذاتی سیاحت بلاد اور انظار کا ہے اور بوجہ طبیب ہونے کے بلا تخصیص مذہب لاکھون آدمیون سے ملنے اور معاشرت کا بھی اتفاق ہوا اور قیافہ طبعی اور غیر طبعی کے اصول سے بھی مجھے شناخت نیک چلن اور بد چلن آدمی کے علاوہ اصول مسمریزم کے ہوتی ہے اور اڑتی ہوئی چڑیا کا پہچان لینا یہ میرا ہی کام ہے۔

لہذا مین اگر خدا بھی میری مدد کرے وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ شاید فریب خوردہ نہین ہوسکتا۔ میری لائف کا پڑھنے والا بخوبی جانتا ہے کہ دنیوی کام ہین کسقدر مین نے توغل کیا ہے فوجی اور ملکی سب خدمات بجا لاچکا ہون۔

اس سے تو مجبوری ہے کہ سن میرا اب زیادہ ہوچکا مگر شاعر کہتا ہے ؎

مرد چون پیر شود عقل جوان میگردد

ابھی میرے قوائے بدنی و روحانی خدا کے فضل سے اس درجہ کو نہین پہونچے وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ اور اسکا سبب قوائے عد حفظ صحت پر عملدرامد ہی بظاہر مگر دراصل وہی تفضل خدا ہے۔ راقم غلام حسین

تعلیم کی پکار اور اڈیٹران اخبار

ہمارے دیہاتی زبان مین ایک مثل زبان زد ہے "جسکا کام اوسی کو چھاجے اور کرے سر لپیدا باجے"۔ مطلب یہ ہے کہ جسکا کام ہے اُسی کو اُس کا کرنا زیبا ہے اور کوئی غیر اگر کرے گا تو اوس کا سر توڑا جائیگا۔

تعلیم سے مُراد علمی تعلیم ہے علمی تعلیم پر وہی لوگ پرزور آرٹیکل لکھ سکتے ہین جو علوم کے ماہر ہون اور باوجود مہارت زمانہ کی ضرورت سے بھی باخبر ہون اور سب سے زیادہ اہم اور ضروری شرط یہ ہے کہ بادشاہِ وقت جسکی اطاعت پر جان اور مال اور آبرو عزت کی حفاظت موقوف ہے اُس بادشاہ کی مرضی اور پسندیدہ ارادون سے بھی واقف ہون۔ پھر اگر کسی دین اور مذہب کے پابند ہین اپنے اصول مذہبی کی تائید اور اعانت جن علوم کے پڑھنے پڑھانے سے ہوتی ہے اونکو بھی جانتے ہون بلکہ خوب جانتے ہون۔

اب ہمکو دیکھنا لازم ہے کہ اڈیٹران اخبار اور رسالہ جات خواہ اُنکے نامہ نگاران ضروری اوصاف سے موصوف ہین یا نہین اگر نہین ہین اور بیجا دخل در معقولات دیتے ہین اونکے آرٹیکلو نکو ہم کیونکر واجب العمل کہہ سکتے ہین۔

تعلیم اور تربیت کے دو طریقے ہین ایک عام اور دوسرا خاص۔ خاص طریقہ تو وہی ہے کہ جو آدمی جو کام کرتا ہے جو پیشہ اوس کا ہے اپنے پیشہ کی تعلیم جیسے وہ کریگا اور اُسکے اُصول جیسے وہ بتلائے گا دوسرا کبھی نہین بتلا سکتا۔ لوہار اور نجار اور گازر

اور خیاط کسان کاشتکار اور زمیندار کلال اور دلال بقال عطار طبیب اور فقیہ متکلم مہندس
ریاضی دان الغرض ع ہرکسی را بہر کارے ساختند
اپنے اپنے فن کو وہی آدمی خوب بتلا سکتا ہے جس فن کا وہ شخص ہے۔ رہی تعلیم عام
اس کا معلم وہی ہوسکتا ہے جو حکیم کامل ہمہ دان ہونیکے علاوہ زمانہ کا نبض شناس بھی
ہو اور باوجود اِس وصف کے ذاتی اغراض کی نظر سے خیانت بھی نہ کرے اور پبلک
اوسکے اِن حالات پر وثوق بھی رکھے ایسا آدمی اگرچہ ممکن الوجود ہے مگر سانپ کے
مَن یا گولر کا پھول یا جونک کی پسلی یا کبریت احمر یا عنقائے مغربی سے کم نہین ہے
بیجا بکواس جسقدر چاہو کرلو مگر انجام اس کا بجز تضیع وقت کے اور کچھہ نہوگا۔

راقم غلام حسنین مظفرنگر

مقناطیس اور قطب نُما اور قبلہ نُما اور کربلا نُما

چونکہ قطب نما اور قبلہ نُما تو عام طور سے مروج ہو چکے ہین اور خاص شیعہ گروہ کو زیارت
امام حسین اور امام رضا علیہما السلام کے پڑہتے وقت اشارہ بطرف مرقد شریف کے کرنا
لازم ہے اسلئے کہ زیارت کو دُور سے پڑہنے مین یہی شرط ہے کہ اشارہ بطرف مرقد
مطہر کے ہو۔

لہذا پہلے ہمکو مقناطیس کی اس خاصیت کا جاننا ضرور ہے اور یہ بھی جاننا لازم ہے
کہ سمت شمال یا جنوب بتلانے کی خاصیت مقناطیس مین بحسب قرب اور بعد کے خط استوا
سے کسقدر مختلف ہوتی ہے اور جو شخص اس اختلاف کو نجانے اور قطب نما یا قبلہ نُما یا

کر بلا نما بنائے اوسکے مصنوعی قطب نما پر ہمکو کیونکر اطمینان ہوسکتا ہے۔

لہذا پہلے ہم تاریخ سے معلوم کرین کہ مقناطیس کی دونون قوتین یعنی جذب آہن اور سمت شمال بتلانے کی خاصیت کب سے اور کیونکر دریافت ہوئی۔

یورپ کے مورخ لکھتے ہین کہ جاذبیت آہن کی خاصیت مقناطیسی یہ تو قدیم فلاسفہ بہی جانتے تہے اسلئے کہ ہومیروس اور فیثاغورس اور ارسطاطالیس اپنی کتب مین اسکو لکہہ رہے ہین مگر قطبین کا بتلانا اس سوزن قطب نما کا جسمین مقناطیسی اثر ہو سنہ ۱۲۰۰ع تک یورپ مین معلوم نہ تھا اور بعض مورخین نے بتاکید تمام لکھا ہے کہ اہل چین اور یورپ والون سے پہلے چند سال اس خاصیت کو جانتے تہے۔

(۲) کسی مورخ نے یہ نہین لکھا ہے کہ جذب آہن اور قطبین کا بتلانا جو مقناطیس مین ہے اس مین تلازم ہے اور کمی بیشی مین بہی لزوم ہے۔

تاآنکہ موسکو سے لندن مین ایک سنگ مقناطیس ایسا لایا گیا جس کا وزن ۱۲۵ پونڈ تھا اور ۲۰۰ پونڈ لوہے کو جذب کر لیتا تہا اوس سے بڑا کوئی پتھر آج تک نہین ملا مگر ایسے پتھر کی دوسری قوت کی بیشی اور کمی کا ذکر بھی تاریخ مین نہین ہے۔

(۳) مقناطیس قدرتی ہو یا مصنوعی اوس کی قوت گرمی کرنے سے باطل ہو جاتی ہے پہر بعد سرد ہونے کے عود نہین کرتی۔

(۴) اسیطرح جب کسی مقام پر زلزلہ آنے والا ہے قوت جذب آہن کی مقناطیس مین نہین رہتی مگر بعد رفع زلزلہ پہر عود کر آتی ہے۔

یہ بھی آج تک ہمکو معلوم نہین کہ حرارت پہونچنی خواہ آمد زلزلہ سے پہلے دوسری قوت یعنی سمت قطبین کے بتلانے کی بدستور سابق رہتی ہے یا کہ پوری نہین رہتی ہے

(۵) زمین کے مقامات کی نظر سے بھی شمال اور جنوب کا بتلانا قطب نما کی سوئی کا میل اور لا میل مین مختلف ہوتا ہے اور پورا نہین ہوتا اوزاویہ انحراف بھی جدا جدا ہوتا ہے بقدر طول بلد جغرافیاوی اور اس مسئلہ کا سمجھنا چونکہ عام ناظرین کو بسبب علم واقفیت فلسفہ جدیدہ کے دشوار ہے لہذا ہم بھی طول نہین دیتے۔ عام ناظرین تو درکنار شاید ایم۔ اے بھی اس بحث کو نہ جانتے ہون بوجہ خرابی تعلیم مروج انڈیا کے۔

خلاصہ یہہ ہے کہ اختلاف ضرور ہوتا ہے اور قبلہ نما کربلا نما کا بنانے والا اگر ان اصول کو نہ جانتا ہوا وسکے بنائے ہوئے قبلہ نما پر کیونکر اعتماد ہو سکتا ہے۔

(۶) گرمی اور جاڑونکے اختلاف کو بھی اس خاصیت کے اختلاف مین دخل ہے پھر جب قطب نما یا قبلہ نما کی سمت بتلانے مین اس قدر اختلاف ہے اور اسکے بنانے والے اصول مقناطیسی سے اس قدر لاعلم ہین اب فرمائی کہ ہمکو قبلہ نما کی سمت پر شرعًا اور عقلًا کیونکر اطمینان کرنا درست ہے۔

ہمکو نہایت درجہ افسوس اپنی حالت موجودہ پر آتا ہے کہ معاملات دنیوی تو خیر اس مین بلا سوچے سمجھے اصول تمدّن کو جو چاہتے ہین کرگذرتے ہین مگر اپنے دینی معاملات خصوصًا عبادات کی بنا جدید آلات اور اشیا پر کرنی جیسے قبلہ نما اور تار برقی کی خبر وغیرہ اسمین کیونکر ہم شرعًا مجاز ہو سکتے ہین۔

علوم جدیدہ کی ضرورت

اسیطرح کے اور بھی بہت سے نظائر ہم پیش کر سکتے ہین جنہین ہمکو علوم جدیدہ کے پڑہنے پڑہانے کی ازحد ضرورت ہے مگر چونکہ ہمارے علمائے اعلام کثرہم اللہ جنکی ہیروی کا ڈنکہ بج رہا ہے انکو یہ ضرورت اس درجہ پر محسوس نہین ہوئی جس قدر ہم

ایسے نیم مُلّا کو ہوئی ہے۔ لہذا اس کی ترغیب بہی نہین ہوتی۔ دُنیا مین ہر ایک شئے
کے جاننے اور پہچاننے کے تین درجے ہین۔
(۱) یا تو پُورا عالم ہو (۲) یا بالکل اس کا علم نہ رکھے (۳) یا درمیانی درجہ پر ہو جیسے ہم
اب ہم نہین کہہ سکتے کہ شرعاً کس درجہ کے لوگ معذور ہین اور کس درجہ کے ماخوذ۔
ہم اپنے لاعلمی کے درجہ کو خوب سمجھکر ہم پر جو واجب ہے اوسے ادا کرنا ضروری
سمجھتے ہین سہ مانو نہ مانو آپ کو یہہ اختیار ہے
اچھی بری ہم آپ کو سمجھائے جاتے ہین

راقم غلام حسنین

سُستی نامردی لڑکون کا علاج مقدم ہے یا بیاہ

میرے پاس اِسوقت چند خطوط اِس مضمون کے آچکے ہین لڑکون نے لکھا ہے کہ میری
شادی کے چند ماہ باقی ہین اور مجھے سُستی کا مرض ہے یا تو آپ علاج کر دیجئے ورنہ خودکُشی
کرنے کو مین اس جینے سے بہتر سمجھتا ہون۔
ہم نے اُنکو لکھا کہ تم اپنے سرپرست والدین وغیرہ سے اِسکا اظہار کرو وہ کفالت
کردین تو علاج ہو جائے گا۔
اس کا جواب اُن بیچارون نے دیا کہ یہی بات تو ہم سے ہو نہین سکتی۔ اگر والدین
کو خیال ہوتا تو وہ خود اس کی تحقیق کر لیتے۔
کیسی نادانی کی بات ہے کہ شادی بیاہ مین تو گھر پھونک تماشا دیکہنا اور لڑکون

کی مردی و نامردی سے بے خبر رہنا۔

سب سے زیادہ لڑکیون کے والدین کی بدعقلی پر نظر کیجیے کہ اپنی دختر پارۂ جگر کو بلا تحقیق ایسے اطفال سے بیاہ دینا جو قوت مردی نہ رکھتے ہون گویا اُن بے زبان لڑکیون کو زندہ در گور کرنا ہے۔ ہماری بداقبالی کی جہان اور صدہا باتین ہین یہ بھی ایسی بات ہے جس کا مظلمہ بروز حشر کسقدر ہو گا۔

اگر آج تمام انڈیا مین تلاش کیجیے تو ایسے واقعات صدہا سے زیادہ آپ کو ملینگے۔ کہ بے زبان لڑکیان بھاڑ مین جھونکی جاتی ہین۔

خصوصًا شریف خاندان اور دیہات کی لڑکیان وہ تو بیچاری ساری عمر اسی آگ مین جلتی ہین اور اُف نہین کرتی ہین اور اگر حیا سے کام نہ لیا پھر تو دونو خاندان کی ذلت اور رسوائی جیسی ہوتی ہے وہ بھی معلوم ہے۔

ہندوستان کی اِس شرم بیجا نے یہ روز بد ہمکو دکھلایا ہے ورنہ عرب اور عجم کے اہل اسلام اس مصیبت مین ہرگز مبتلا نہین ہین۔

خیر وہان کی بات تو وہین رہے ہم اپنے مُلک کا دکھڑا کیونکر روئین۔ روئین تو ہم ہزار بار مگر ہمارے رونے کا نتیجہ کیا ہے ؎ کون سُنتا ہے فغان درویش

جو لوگ اپنی اولاد سے کسی قسم کی ناراضی رکھتے ہین اگر وہ لوگ ایسی غفلت کرین اگرچہ یہ بھی بیجا ہے تو شائد معذور بھی سمجھے جائین۔

مگر جو لوگ اپنی اولاد پر فدا ہین اور ہر بات مین اولاد کی دلدہی اونکا رکھ رکھاؤ اچھی طرح سے کر رہے ہین اور پھر ایسی ضروری نگرانی سے غافل ہونا سچ کہیے کس قدر شامت اعمال کی نشانی ہے فرزند کا بیاہ اسی غرض سے کیا جاتا ہے کہ اوسکی خانہ آبادی

ہو باپ کی نسل چلے نام باقی رہے۔
یہ آرزو ایسے مریض اطفال سے کب پوری ہوسکتی ہے۔ اس وقت اگر ہزار آدمی سے پوچھا جائے کہ تم نے اپنے فرزند کی قابلیت ازدواج بہی معلوم کرکے بیاہ رچا ہے تو میرے خیال مین شاید فی ہزار دس ہی ایسے نہ ملینگے جو اس سوال کا جواب اثبات مین دین۔
پچاس برس آج سے پہلے مجکو خوب یاد ہے بزرگون کا ضروری قاعدہ تہا کہ اطفال کی صحت اور قابلیت ازدواج اونکے ہم سن اور ہم عمر لڑکون سے مختلف طریقون سے معلوم کر لیتے تھے تب اُنکی بیاہ کی تقریب ہوتی تہی
مردونکے علاوہ عورات یعنی لڑکون کی اور لڑکیون کی مان کو اسکی بارہ مین فکر رہتی ہتی اور در پردہ پوری جانچ کرلیتی تہین۔ یہ اوس زمانہ کا ذکر ہے کہ یہ مرض منحوس فیصدی دو مین بہی نہین تہا اور وہ غفلت جس کا اوپر ذکر ہوا موجودہ زمانہ کا ذکر ہے جسمین بدولت اسکول اور کالج کے فی صدی ۹۵ اس مرض مین مُبتلا ہین اور غفلت والدین کی یہ صورت نادار اور محتاج لوگ اگر ایسی غفلت کرین تو عصمت بی بی بے چادری آخر کیا کرین۔ رونا تو اُن زر دار امرا اور ساہوکارون کے حال پر ہے جو ہزارون روپئے رسوم بیجا شادی بیاہ مین خرچ کرتے ہین اور ایسے ضروری خرچ مین دو پیسہ کا خرچ کرنا بھی ناگوار ہے۔ خرچ کرنا تو درکنار ہم تو اس کا رونا روتے ہین کہ اپنے پیارے اطفال کے صحت اور مرض کی خبر بہی نہین لیتے جس کا خراب نتیجہ زیادہ تر اسی گروہ پر پڑتا ہے۔
علاوہ ضرر قطع نسل کے اور بہت سے ضرر خانگی امور مین اس غفلت سے ایسے پیدا ہوتے ہین کہ ساری تمکنت اور ثروت کا رعب داب رُسوائی اور ذلت سے بدل جاتا ہے۔

نہ کہا کیجیے موہنہ پر مگر پس پشت ایسی ایسی ذلت اور رسوائی کے امور بیان ہوتے ہین کہ توبہ ہی بھلی اس غفلت اور بے توجہی کا عذر اوسی کی نسبت زیادہ ہے جو نادار اور مفلس نہین ہے۔ اور طعن و تشنیع کا زیادہ وہی نشانہ ہے جو افلاس مین گرفتار نہو اور پورا انتظام کر سکتا ہو اور پھر نہین کرتا ہے۔ یہان تک تو ذکر غفلت والدین پسر اور دختر کا ہے۔

خود مختاری اطفال

انکی غفلت والدین کی غفلت سے ہزار درجہ زیادہ ہے اس لئے کہ وہ خود مریض ہین اور اپنی قوت اور ضعف کو روزانہ مشاہدہ کرتے رہتے ہین ایسے بیمارون کی بہی تحریرات ہمارے نام پر آتی ہین انکی خواہش یہ ہے کہ جس طرح سے ہو سکے طبیب معالج کو دھوکہ دے کر اپنا کام نکال لیا جاوے کفایت تمدنی کے اصول پر دھوکے کے چند طریقہ ہین کچھ تو راز دار ہو کر آپ کو نادار ظاہر کرتے ہین۔ کچھ ایسے بدعقل ہین کہ بیماری تو من بھر کی مگر اظہار سیر بھر کا بھی نہین کرتے تاکہ علاج مین خرچ کم ہو اور طبیب کے تین دھیلے بچ جاہین۔

چنانچہ بعض بیمارون کا علاج کیا جسقدر انہون نے اظہار اپنے مرض کا کیا تھا جب آرام ہوا تو اب اور شکایات کا اظہار کرنے لگے۔

ایسے لوگون کی عقل پر پتھر پڑین ان کو بوجہ جہالت کے اسکی خبر نہین کہ علاج اُسی وقت کارگر ہوتا ہے جب مریض اپنی پوری کیفیت سے طبیب کو خبر دے۔ یہ خاصہ اسی مرض کے بیمارون کا ہے کہ مرض گو کیسا ہی زیادہ ہو مگر کم بیان کرینگے اور یہی سبب ہے کہ اطبا کو انکے علاج مین کامیابی کم ہوتی ہے اور مفت کی بدنامی طبیب کی ہوتی ہے اور مریض تختۂ مشق اطبا ہو کر انجام مین لاعلاج ہو جاتا ہے۔

باز ی بازی از با با ہم بازی

دائیہ سے پیٹ چھپانا یہ بھی کسی عاقل کا کام ہے۔

ہم اس مضمون کو مکرر لکھینگے اور جو واقعات پیش آتے ہین اونکو بھی درج رسالہ کرینگے

مگر نام اور نسب کا اظہار نہوگا۔ چور کی داڑھی مین تنکا جو واقعہ کسی سے مخصوص ہے

وہ خود ہی سمجھ لے گا۔

ضرور ہماری اس تحریر سے ناگواری پیدا ہوگی مگر چونکہ رفاہ عام اسی مین ہے

لہذا اسکو کہدینا ضرور ہے۔ راقم غلام حسنین

قومی ترقی کا غُل چار دانگ ہندوستان مین کب سے ہوا

ہماری عمر بھی ۸۶ برس کی ہے اور پندرہ برس کی عمر سے ہمکو ہوش ہے لہذا (۷۰)

برس کے واقعات ہمارے چشم دید ہین۔ کبھی قومی ترقی کا نام بھی نہ سُنا تھا اور ترقی

ایسی ہی تھی کہ عرب اور عجم تک شیعہ گروہ کی داد و دہش کا فیض پہونچ رہا تھا۔ علمی ترقی ایسی

تھی کہ ہزار علما سے کم نہ تھے۔ پابندی شریعت کا یہ حال تھا کہ بادشاہ محکوم اور علما حاکم

حسد اور بغض جھگڑے فساد کا نام بھی نہ تھا آج علما پر جو تہمت حسد باہمی کی ہورہی ہے

اُس زمانہ مین ہم کبھی خواب مین بھی نہ سُنتے تھے۔ دن عید اور رات شبرات۔

جن علوم کا پڑھنا پڑھانا اسلام کی ترقی کا ذریعہ ہے کوچہ و بازار مین

اونہین علوم کا چرچہ۔ کہان تک لکھون لکھنو کے ہندو دوکاندار نجاست اور طہارت

کے مسائل اسقدر جانتے تھے کہ آج شیعہ گروہ کے تھوڑے ہی لوگ جانتے ہونگے۔

ہان ۱۲۶۱ سنہ ہجری مین جب ریاست اودہ جاتی رہی جسکی تاریخ یہ ہے ؎

لکھنو شد خراب واویلا

اُس سال سے زمانہ نے کروٹ بدلی سب سے پہلے خاندان اجتہاد جو بانی ہمارے دینی اور دُنیوی ترقیات کا تہا اوسی مین فتنہ انگیزون نے فساد کرایا۔

گو ہم کسی شمار قطار مین نہ سہی مگر ہم نے لکھنو کا قیام قطعاً چہوڑ دیا۔ اوس سے تیس برس بعد خواہ کچہہ کم اور زیادہ سرسید نے جنم لیا اور تہذیب الاخلاق پرچہ نکلنا شروع ہوا اور ہم نے مدرسہ ایمانیہ کی بنا ڈالی اور اخبار الاخیار ایک پرچہ نکالنا شروع کر دیا جس مین نیچری خیالات کے رد کا التزام تہا اوس وقت کے علما جو اکثر جوار رحمت الٰہی مین پہونچ گئے ہم پر اب نادیدہ موزہ کشی کی وجہ سے طعن فرماتے تہے وہ حضرات نہ تو اخبار دیکہتے تہے نہ اونکو دُنیا کے کایا پلٹ ہونے کی خبر تہی مگر ہم ؎

این روز بود اول شب در نظر مرا

اب علیگڈہ کالج بہی قایم ہوا اور قومی ترقی کی پکار تہوڑی تہوڑی گوش زد ہونے لگی۔ پُکار تو قومی ترقی کی اور اسلام کی بیخکنی پوری پوری اور اوسکی ضروری تدبیر یہہ کہ علمائے اسلام کو ہر طرح سے ذلیل اور حقیر کسمپرس کر دیا جائے یہ کام سب سے پہلے کرو پہر تو آزادی ہر طرحکی ہو جائیگی۔ سب کچہہ کر لین۔ "جائے ایمان اور رہے سب کچہہ"۔ اِس کی السی تدبیرین ہوئین ؎ ہاتہہ کنگن کو آرسی کیا ہے

آج آپکی پیش نظر ہے کہ علما سے زیادہ تر کوئی فرقہ نشانہ تیر ملامت نہ رہا جس قدر کسی مین طلاقت لسانی ہے اور جسقدر کسی کے قلم مین زور ہے علما کی توہین کیجاتی ہے۔

پہر جب تعلیم زیادہ پہیلی اور یورپ کے اخبارات اور رسائل کے پڑہنے کی لیاقت

پیدا ہوئی اور شوق تہذیب زیادہ بڑہا سیکڑون تو خیر یورپ کی سیر اور سیاحت کو بہی گئے اور وہان کے طرز معاشرت اور تمول ور اقتدار کو بہی دیکہا (یہ نہ دیکہا کہ وہان کسیکو مذہب کی بہی پابندی ہے یا نہین) فقط زرق برق دُنیوی اور ذرائع اور وسائل تحصیل زر پر نظر ڈالی اب ان کو ترقی کا بہوت سر پر سوار ہوا انکو ترقی سے یہی خیال ہوا کہ دُنیا کے عیش اور آرام چونکہ تمول پر موقوف ہے لہذا ترقی یہی ہے کہ ہم ہی زردار ہون اور حکومت کے عہدہ جسقدر ہین سب ہمکو ملین تجارت کرین تو فقط ہم صناعت مین کامیاب ہون تو فقط ہم۔ نوکری گورنمنٹ کی ملے تو فقط ہمکو۔ الغرض دُنیا کے جسقدر ساز و سامان ہین سب ہماری قوم کو ملے۔ اور کوئی قوم ہم سے آگے بڑہ جانا تو کجا ہمارے برابر بہی نہو کیون حضرات یہی مراد آپکی ترقی سے ہی یا اور کچھ اچہا ہم بہی اسکو تسلیم کرکے قومی ترقی کہہ سکتے ہین مگر ؎

تکیہ برجاے بزرگان نتوان زد بگزاف
مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کُنی

یورپ کی حرص بیجا ہمکو عبث ہے اسلیے کہ وہان جو قوم ہے وہی بادشاہ ملکہ بادشاہت وہان کی بہی ہے کہ اپنی قوم کو نفع پہونچتا ہے۔ ہمکو انڈیا مین یہ بات اوس وقت نصیب تہی جب ہماری سلطنت تہی (یادش بخیر) آج تو ہماری ترقی بلکہ سلامت آبرو اور جان اور مال کی اسی مین ہے کہ جو گورنمنٹ ہمپر حکمران ہے اوسکی اطاعت کو فرض عین سمجہین اگر ہماری تنزلی اور بربادی مین اوسکی خوشی ہو تو ہم اوسی پر راضی ہین یہی ہماری ترقی ہے۔

اور اگر ہماری ترقی کی کوئی اور تجویز ہمارا بادشاہ کرے وہی ہمکو اپنی ترقی

سمجھنی چاہئے اور جس ترقی کو ہماری گورنمنٹ ناپسند کرے اس کا کبھی ہمکو خیال ہی نہو۔

قومی جلسہ اور کمیٹیان کانفرنس یہ سب کچھہ وہی اچھی ہین جو سلطان وقت کی پالیسی کے مخالف نہ ہون۔

پھر جب ہمارا یہ حال اور یورپ کا وہ حال کہ رعایا جس بات کے درپے ہو سلطنت اسی کو کرنا فرض عین سمجھ رہی ہے۔ اب فرمائیے ہم یورپ کی حرص کیونکر کرسکتے ہین۔ ثبت الجدار ثم النقش۔

تمثیلاً ہم یہ بھی لکھتے ہین کہ ہمارے چند معزز طلبہ یورپ امریکہ جاپان سے چند صنائع سیکھکر آئے اولاً تو ان صنائع کا جاری کرنا زر کثیر کا محتاج ہے اور بالفرض اگر بمبئی۔ مدراس کے باہمت زردارون نے کارخانہ جاری بھی کیا اب سودیشی اور بائی کاٹ کا مسئلہ ایسا خطرناک پیدا ہوا ہے کہ رہی سہی ہمارے ہاتھ کی کریل بھی جانے کا خوف ہے۔

یورپ کے اخبارات کا مقابلہ کیجیے پھر آپ مجھسے زیادہ اور کچھہ نہ کہلائے اپنی ممکن ترقی کو مجھسے سُن لیجیئے۔

ہان جاپان کی ترقی کی نظیر چھوڑ دیجئے وہ بھی سلطنت کے ذریعہ سے ہوئی ہے کچھہ فرق یورپ اور جاپان مین اس امر مین نہین ہے۔

ہماری ترقی

وہی ہے کہ ہم پہلے علوم اور فنون جدیدہ مین لیاقت پیدا کرین۔ اور اوسکے ساتھہ ہی ساتھ اپنے مذہبی اصول کو بخوبی استدلال سے مستحکم کردین دہریت اور بے دینی کا پورا استیصال ہوجائے کوئی حملہ مخالفانہ ہمارے اسلام پر ایسا نہ رہے جسے ہم رد نہ کردین۔ روٹی کمانے کی فکر جس قدر اسوقت ممکن ہے وہ بھی ساتھ کے ساتھہ چلی جائے

اور ان خیالات سے اپنے دماغ کو خراب نہ کرین جسکی لگار چارون طرف ہو رہی ہے بس
یہی ہماری ترقی ہے اور یہی ہمکو کرنا ہے۔ دگر ہیچ۔ راقمہ غلام حسنین

آج عربی مہینے کی کونسی تاریخ ہی

سوال۔ آپکی غرض اس سوال سے کیا ہے جو بار بار آپ پوچھا کرتے ہین۔

جواب۔ ایک غرض ہو تو بتاؤن۔ بے شمار اغراض اسکے پوچھنے مین ہین مگر جب آپ پوچھتے ہی نہین تو پھر بھینس کے آگے بین بجائے بھینس کھڑی پگرائے۔ سرود در بزم ستوران کا یہہ ہندی مثل ترجمہ ہے۔

سوال۔ ریفارمر کا یہہ منصب نہین ہے کہ جب کوئی پوچھے تو اخلاقی تمدنی مذہبی امور کو بیان کرین بلکہ اوسکو لازم ہے کہ کس بشنود یا نشنود من گفتگوی میکنم۔ کا مصداق بنجائے۔

جواب۔ آپ کو انجمن اور کمیٹی اور اخبارات کے لیکچر اور اسپیکرون کی بکواس یاد آئی ہے کہ جس کا اثر فقط اوسیوقت تک رہتا ہے کہ اوس جلسہ مین بیٹھے ہین۔ ادہر باہر آئے اور پھر کبھی یاد بہی نہین کرتے کہ ہم نے کیا سنا تہا اور اسپیکر نے کیا بکواس کی تہی۔ ہم ایسے بیکار نہین ہمارا وقت بہت قیمتی ہے لہذا بے پوچھے ہم کیون بکواس کرین۔

سوال۔ کچھ ہو آج تو آپ کو عربی مہینہ کی تاریخ کے پوچھنے کی وجہ ضرور بیان کرنی ہوگی ہم بڑے شوق سے پوچھتے ہین۔

جواب۔ بہتر جب آپ اس قدر اصرار کرتے ہین تو لیجیے ایک بڑے جنٹلمین کا میرے نام ایک کارڈ آیا جو کسی سوسائٹی کے پریزیڈنٹ خواہ سکرٹری ہی ہین وہ لکھتے ہین روز شنبہ ۱۷ شوال سنہ ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء نام لکھکر ایسے معزز کو مین رنج مذون گا بلکہ

جس قدر اہل اسلام کے حال پر رونا چاہیے مین خود ہی رو لیتا ہون۔

افسوس صد افسوس اب مسلمانون کے اعلیٰ درجہ کے لوگ جو کسی سوسائٹی کے افسر اعلیٰ ہی ہون وہ انکی غفلت اپنے عربی مہینون کی تاریخ سے اسقدر رہے۔ یاد رکھنا تو درکار کاش وہ ذرا جنتری کو دیکھ لین کہ پندرہوین اکتوبر مطابق ۷ شوال کے ہے بحساب روئیت ۲۹۔ یا مطابق ۸ شوال کے ہے بحساب روئیت (۳۰) کے تو ایسی غلطی نہ کرتے۔ جبپر یہہ مثل صادق آتی ہے کہ گدھے کی گون مین نو من کا دھوکہا۔

۱۵ اکتوبر کو روز شنبہ ضرور ہے مگر ۱۷ شوال روز شنبہ بحساب روئیت ۳۰ کے مطابق ۲۲ اکتوبر کی ہے۔

ایک دو دن کی غلطی تو ممکن ہے مگر یہہ آٹھ سات دن کی غلطی اسکی کوئی وجہ ہماری سمجھہ مین ہرگز نہین آئی خصوصاً ایسے شخص معزز کی جو مذہبی سوسائیٹی کا افسر بھی ہو۔

ہان ایک بات ضرور قرین قیاس ہے چونکہ یہ جنٹلمین انگریزی دان پارٹی کے ہین اور اور لفافہ ہر کارڈ کے انگریزی خوش خط ہی لکھہ چکے ہین

پریزیڈنٹی کانفرنس کا مسئلہ

اورامروہہ مین اس مسئلہ پر دو پارٹیان ہوگئی تہین اور علما کی تخصیص و ٹہانے پر ہمارے جنٹلمینون نے بڑا شور مچا یا تہا اور ہر ایک شخص اس پارٹی کا اس مسئلہ کے پاس نہونے سے اپنے جامہ سے باہر تہا اسلیے کہ قومی ترقی کا انحصار یہ معزز پارٹی اسی مین بدلائل ثابت کرتی ہے کہ علماء کی تخصیص نہ رہے۔

کیا عجب ہے کہ ہمارے معزز کارڈ نویس بہی ایسی جوش و خروش مین ہون اور ایسی غلطی بے اختیاری کی حالت مین ان سے سرزد ہوئی ہو۔

مین یہہ نہین کہتا کہ اس مسئلہ مین کون پارٹی حق پر تہی اور کون حق پر نہ تہی مجھے تو آج اسیقدر دکہلانا ہے کہ اسلامی امور سے غفلت کا اندازہ کرلیجیے کہ غیر علماء خصوصًا اس پارٹی کو کس قدر ہے جنکو تاریخ اسلامی بہی معلوم نہین۔

سوال ۔ کیا عربی ماہ کی تاریخ کوئی مسئلہ مذہبی ہے جسکے نہ جاننے سے آدمی اسلام سے خارج ہوجاتا۔

جواب ۔ آپ لوگون کا خیال یہی ہے کہ مذہبی مسایل فقط روزہ نماز کے احکام کا علم ہے اور انہین مسائل مین علماء کو پیشوا ماننا ضرور ہے۔ حالانکہ مذہب اسلام وہ جامع اصول ہے کہ دنیوی معاشرت اور معاملات جسقدر ہین سبکو اسلام نے اپنے احکام کی پیروی سے قایم رکہا ہے۔ اِس لیے کہ اسلامی تعلیم ایسی ناقص نہین ہے کہ انجنیری کے پاس شدہ سے اگر ڈاکٹری کا کوئی سوال کرو جواب نہ دیسکے۔ اور ڈاکٹر سے بیرسٹری کے اصول کا سوال حل نہ ہو۔

علمائے اسلام فقہا اور متکلمین اور محدثین کثرہم اللہ بشرطیکہ اپنی تحصیل مین پورے ہون اسلام کے ہادی برحق کے افعال سے ہر ایک امر جدید اور قدیم کے جواز اور عدم جواز کو بتلا سکتے ہین۔

عوام کی غلط خیالی

اکثر لوگون کا یہہ خیال غلط ہی کہ علماء سوائے اُمور مذہبی کے اُمور دُنیوی مین واجب الاطاعت نہین ہین

مثلاً ایک انجنیر کسی عمارت کا (مثلاً پُل کا) زاویۂ عمارت ایک حساب مخصوص سے بقاعدہ جرّ ثقیل رکہتا ہے ھر ور علمائے دین چونکہ جرّ ثقیل کے اُصول سے ناواقف ہین

لہذا ہمکو انکی اطاعت اس مسئلہ مین کبھی واجب نہ ہوگی۔ اسیطرح کسی کل دخانی کا سرخدش کوئی بنانیوالا کسی مقدار معین پر رکھتا ہے۔ اب علما سے اگر پوچھا جاوے کہ ہم اسقدر رکھین یا نہ رکھین تو وہ کیا جواب دینگے۔

سرخدش ایک اصطلاحی لفظ جر ثقیل کی ہے اوس کا مطلب یہ ہے کسی کل مین ہمکو مثلاً ۵ سو گھوڑون کی طاقت سے کام لینا ہے تو ہم سوا پانسو خواہ اس سے کچھ زائد طاقت اسٹیم کی دینگے تب پورے پانسو کا کام ہوگا۔

خدش یعنی ہوا کی رگڑ خواہ کل کے پرزون کی رگڑ مین جو طاقت ضایع ہوتی ہے اُسیکا نام سرخدش ہے۔ (دیکھو سٹٹ صاحب کے اصول جر ثقیل کو)

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی بیرسٹر یا ڈاکٹر سے یہ سوال کرو وہ بھی تو عاجز ہوگا پھر علما کا کیا قصور ہے۔ مگر عالم دین کا اس سوال کے جواب مین بھی حلال اور حرام بتلانے کا ضروری منصب ہے۔ اگر اوسکے سامنے تکدمہ مصارف اور پوری کیفیت بیان کردوگے تو وہ دوچار طرق مین سے جو طریق اصراف بیجا سے بچنے کا ہے اوس کے جواز کا حکم ضرور فرماوے گا فرض منصبی اسقدر ہے رہا فروع اور جزئیات ہر علم اور فن کا جاننا یہ خاص اوسی کا کام ہے جو اوس فن کو پڑھے اور اس مسئلہ کو ہم کسی اور وقت خوب توضیح سے لکھین گے اور ثابت کردینگے کہ ضرور علما کی پیروی لازم ہے۔

رہا تاریخ ماہ عربی کا امر مذہبی ہونا چونکہ اسلام کے بے شمار احکام عبادات اور معاملات تاریخ ماہ کے جاننے پر مبنی ہین لہذا اسکو مذہبی احکام سے پورا تعلق ہے اور اس کو نہ جاننا بہت سے احکام کی بجا آوری مین خلل انداز ہے۔

راقم غلام حسنین

کسی کی اک طرح سی بسر ہوئی نہ انیس
عروجِ مہر بھی دیکھا تو دوپہر دیکھا

اِن تینون کا یہی لبیکھ
وہ بہی دیکھا یہ بھی دیکھ

وہ کیا دیکھا اور یہ کیا۔ اس کو نہ پوچھو اس لئے کہ دو پارٹی اس وقت انڈیا مین تعلیم یافتہ شیعہ انگریزی دان اور علمائے اعلام ان دونون گروہ مین فی ہزار شاید کہ دو ہی ایسے ہونگے جنکو جامعیت دونون علوم کی ہو۔

ہان دو چار احباب ایسے بہی ہین۔ جانتا ہون کہ انگریزی مین بی اے پاس خواہ انٹرنس اور عربی مین درس نظامی مروج ہمارے مدارس کا شاید پورا نہین پڑہا ہے لہذا دونون تعلیم مین خامی ادن کو ہے اور باوجود اس خامی کے خصوصًا علوم اسلامیہ مین مگر بڑے بڑے جہا ندہ کرام علما اور فقہا اور متکلمین محدثین کی نسبت یہ کہتے ہین کہ یہہ کہان کے علما ہین ان کو آتا ہی کیا ہے۔ وِی کین ٹیچ ہم۔ ہم انکو پڑہا سکتے ہین۔
میرے گہر سے آگ لائے اور نام رکہا

جب کسی کو تعلیم یافتہ پارٹی مین ایسی جامعیت نہین ہے بلکہ جدید علوم مین بہی بالکل ناقص پہر یہہ دعوے اکیسا۔

نیچرل ہسٹری (قدرتی تاریخ) کو اگر کسیقدر پڑھا بہی ہے تو وہی نیچری لڑکون کی تصانیف سے اور علمائے اعلام اس تاریخ کو اوسی قدرت نما حکیم بے ہمتا کے کلام سے پڑہتے ہین جس کلام مین خطا کا کبہی وہم وگمان بہی نہین ہے۔

اسباق الاشیا یعنی پہلے کون تعلیم مناسب ہے اور پیچھے کون سی۔ اِسکو علم اخلاق یا علم ایجوکیشنل اصول تعلیم بتلاتا ہے یہ بھی انگریزی دان پارٹی اور علمائے اسلام مین جُدا جُدا اصول پر مبنی ہے۔ آج ہم ترجیح کسی کو نہین دیتے مگر انشاء اللہ جب ہمارا مدرسۃ الہیات جاری ہوگا۔ اُس سے پہلے ہم ثابت کردینگے کہ مسٹر ہربرٹ سپنسر کے اُصول تعلیم سے ہمارا ایجوکیشنل کسقدر اچھا ہے۔

بیالوجی۔ علم آبجیات کے اصول بھی ہم کو جسقدر وحی اور الہام سے ہمارے ہادی برحق نے سکھلائے ہین وہ جدید اُصول سے ہزار درجہ افضل ہین۔

جیالوجی۔ خواہ علم طبقات الارض اور جغرافیائے ارضی ان اصول سے جو حملہ ہمارے اصول شریعت پر ہورہا ہے اوس کو ہم نے اپنی کتاب انتصار الاسلام مین اور بیروت کے ایک عالم محمدی نے اپنے رسالہ حمیدیہ مین جس کا ترجمہ اُردو سائنس اور اسلام کے نام سے چھپ چکا بخوبی رد کردیا ہے۔

ہان سائی کالوجی۔ (علم نفس) کے جدید اصول پر ابھی ہم نے کچھہ بحث نہین کی ہے مگر ہمکو ایک بڑے فلاسفر لوریب کا قول یاد ہے وہ کہتا ہے کہ علم نفس مین جدید فلاسفہ کا قول ایسا ہی لغو ہے جیسے کہ مہابھارت کے قصے یا شیخ چلّی کے مقدمات خواہ لال بجھکڑ کے اقوال۔

مگر اس مین شک نہین کہ علم نفس خواہ مسئلہ نشو و ارتقا تناسخ وغیرہ ایسے ضروری الابطال ہین اور ان کا ضرر فساد عقائد پر ایسا پڑتا ہے کہ خدا کی پناہ۔

انجمن یادگار علمائے لکھنو با دار ترجمہ کے اہم مقاصد مین یہی ہے کہ ایسے علوم کا ترجمہ اور اشاعت تعلیم مین کوشش کرین جس سے آج عوام کے عقائد پر زیادہ ضرر

پہونچ رہا ہے اور جن اُصول کے رد مین ہمارے قدیم علم کلام کو چندان دخل نہین ہے

مین دُور چلا گیا

لکہنا تو یہہ تہا کہ وہ کیا دیکہا اور یہہ کیا دیکہہ رہا ہون۔ وہ تو ایسے زمانہ کا ذکر ہے کہ علمائے کرام کی گویا سلطنت تہی۔ اور کوئی کام دینی اور دُنیوی بدون اتباع علما کے نہ ہوتا تہا اس کو قریب ۶۰ برس کے گذرے۔ اور کیا دیکہتا ہون کہ آج جس قدر بُرائیان اتباع اور پیروی علما مین بتلائی جاتی ہین کسی اور کام نہین ہین مگر گرون

جو جو خدا دکہائے سو ناچار دیکہنا

کیا ہے

آج سے تمہید اس مسئلہ کی شروع ہوئی ہے انشاء اللہ بعد اشاعت حالات جلسہ چہارم شیعہ کانفرنس کے اخبارات مین پہر مین بہی کچہہ لکہون گا۔

راقم غلام حسنین

پورانے اسلام کو نیا

ہم کیونکر بنا سکتے ہین

قاعدہ کی بات ہے جو چیز پورانی کہنہ اور بوسیدہ ہو جاتی ہے اوس سے عام طبائع کو دلچسپی نہین رہتی اور یہی جی چاہتا ہے کہ اُسمین کوئی جدید بات ایسی پیدا کی جائے کہ یہہ کہنگی جاتی رہے اور از سر نو دلچسپی پیدا ہو تب جا کر جی خوش ہو۔ اگر آپ ناراض نہ ہون اور دہریت کا شبہہ مجہپر نہ کرین تو مین انبیا اور رسولان کا بدل بدل کر آنا اور سہ

ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت

جو آیا وہ ایک جدید شریعت لیکر آیا اس کی مصلحت بہی وہی کہدون کہ پورانا مذہب بدل کرنیا مذہب جاری ہو کہ دلچسپی پیدا ہو۔ جب یہہ بات ثابت ہو چکی اب فرمائے اسلام کی کہنگی سے ہماری دلچسپی کیون ہو گی لہذا اس مین بہی ترمیم کی ضرورت ہے۔ مگر ترمیم کرے کون اِس لئے کہ اسلام کے اصول اور فروع ایسے جامع مصالح دینی اور دنیوی ہین اور ایسا احاطہ اسلام نے کہنچا ہے جس سے باہر اگر کوئی ایک قدم بہی رکہے تو اس کا تعقل ابتر ہونے لگے۔ رہی تبدیل شریعت انبیا اوسکی مصلحت اب نہ رہی۔

ہان پولیٹکل چالون سے البتہ جو فروشی اور گندم نمائی مین سیدہے سادے مسلمان ضرور فریب خوردہ ہو کر جدید ترمیم کو شاید پسند کرلین ورنہ ہم ایسے بال کی کہال نکالنے والے اوڑتی ہوئی چڑیا کے پہچاننے والے بہلا کب اِن کے فریب مین آسکتے ہین۔ کٹہو (گلہری) اگر شاخ شاخ ہے تو ٹیٹا (طوطا) پات پات ہے۔ منجملہ پولیٹکل چالون کے جن سے اسلام کی کہنگی جاتی رہے ایک یہ بہی چال ہے۔

ہم علما کی تقلید سے

قوم کی ترقی کرینگے

ظاہر مین تو کیسی اچہی بات ہے کہ میرے دونون میٹہے۔ قوم تو خوش اس نظر سے کہ ہماری ترقی علما کی سرپرستی سے ہو گی۔ اور علما خوش اس نظر سے کہ ہماری تقلید قایم رہکر قوم کو ترقی ہو گی۔

ایک مُنہ سے تو یہ دعوے اور دوسرے مُنہ سے یہ کہنا کہ علما ہی تو مانع

ترقی قومی کے ہین اب دیکھو اجتماع نقیضین پورا پورا ہے یا نہین۔ کیا خوب
کسی شاعر نے کہا ہے ؎ در برابر چو گوسپند سلیم

در قفا ہمچو گرگ مردم در

جب علما کے سامنے آتے ہین تو وہ خوشامد مگر کنکھیون سے اشارے وہی ہو رہے ہین کہ خوب دام تزویر بچھایا اور ادہر آنکھون سے اوجھل ہوئے اور پھر وہی تقریر دلپذیر۔ مگر صاحب آسمان کا تھوکا آخر مونہہ مین آتا ہے۔ جھوٹ کے چار پاون نہین ہوتے بلکہ دو پاؤن بھی نہین ہین ؎

بزم مین رونے لگے یارونکے سمجھانے سے
رازِ دل چھپ نہ سکا اشکونکے بھر آنے سے

وہ بزم چوتھا جلسہ امروہہ کا ہے

اُس نے ساری قلعی کھول دی اور ہر ایک پر ظاہر ہو گیا کہ علما کے دشمن اِن سے بڑہکر عیسائی اور ہندو اور آریہ بھی نہین اسلیے کہ اونکی دشمنی کھلی ہوئی ہے اور یہ پارٹی مار آستین ہے سر سہلائین اور بھیجا کھائین۔

اللہ اے شیعان دیندار

دیکھو اور خوب دیکھو ہماری تحریرات پر جو نکتہ چینی برادران ایمانی کی تہی ہم نے صبر کیا اور چُپ رہے مگر اپنے علما کی تائید ہم نے نہ چھوڑی۔ اب تم سبکو لازم ہے کہ اپنے علما کی پیروی کرو اور اِن دشمنان علما کی گیدڑ بھبکیون مین نہ آؤ اور اِسی مین تمہارے دین اور دنیا کا بھلا ہے۔

ہماری

۶۲ کمیٹی اور انجمن
اور مدرسہ

خدا کے فضل سے اس وقت جاری ہین اور سب کی سب علما کی مطیع شریعت کی پابند ہمارا یہ قومی زور الیبلا ہے جس کے سامنے اِس جدید پارٹی کا کچھہ بہی زور نہین ہے۔
ہر ایک انجمن کو لازم ہے کہ ایک جلسہ خاص منعقد کر کے یہی رزولیوشن پاس کرے کہ ہم لوگ ہرگز علما کی صدارت کے مخالف نہین ہین اور جو کچھہ علماء فرمائین گے وہی ہماری قومی ترقی دارین کا ذریعہ ہے۔

جب ہمارا اِتنا بڑا گروہ خدا نے قایم کر دیا ہے یہ دس پچاس دشمن علماء کے اِنکی ہستی و بود ہی کیا ہے جو ہمارا مقابلہ کر سکینگے۔

آج ہی اس کا موقع ہے جلدی کرو دشمن کا وار چلنے نہ پائے کہ تمہارا وار چل جائے ہمتِ مردان اور مدد خدا جب ہر طرف سے انجمنوں کے بذریعہ اخبارات یہی آواز آئیگی دشمن آپ ہی مقہور ہو جاے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

راقم غلام حسنین

اسلام نے کونسی اجماع اور اتفاق کی تاکید کی ہی

بڑا دہوکا جو اہل اسلام کو اِس وقت دیا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ اسلام اجماع اور اتفاق کو واجب کرتا ہے۔

اور یہ بات محض دہوکہ دینے کی ہے۔ یہ لوگ اجتماع کو اجماع کہہ رہے ہین۔

اجماع سے مُراد شارعؑ کی یہ ہے جیسا کہ نصلیج کافیہ مین ایک عالم اہل سنت لکھتے
ہین اصولیین نے اجماع کی تعریف یہ کی ہے کہ اتفاق کرین مجتہدینؒ امت سب کے
سب ایک مسئلہ پر جسکی دلیل قرآن اور حدیث ہو فقط

اجماع اور اتفاق سے یہ مُراد ہے رہا اجتماع دیکھو نعیم بن حمادلی کتاب الفتن
مین سفیان سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ مین امام حسنؑ کی خدمت مین گیا۔
جب وہ جناب صلح معاویہ کے بعد مدینہ کو واپس ہوئے تھے۔ اسی روایت کے اخیر
مین امام حسنؑ نے سفیان سے فرمایا۔ مین نے جناب رسول سے سُنا ہے بہت
دن نہ گذرینگے کہ اس اُمت کا امر (یعنی حکومت) ایسے شخص پر مجتمع ہو گا جسکی ہرم
جوڑی اور بلعوم ضخیم ہو گا کہائے گا اور سیر نہو گا اور
وہ کون ہے معاویہ الحدیث ہم نے اہل سُنت کے علماء کے ذریعہ سے اجماع کے
معنی اِسی نظر سے لکھے ہین کہ یہی فرقہ اجماع پر زیادہ دلدادہ ہے۔

اب تو معلوم ہوا کہ اجماع کی دو شرطین ہین اولاً تو اجماع علما اور مجتہدین
دوم جس امر پر اجماع ہو وہ قرآن اور حدیث نبی سے ثابت ہو۔

مطلب یہ ہے کسی حکم خدا و رسول پر مجتہدین اتفاق کرین یہ نہین کہ اپنی
رائے اور تجویز اور من گھڑت سے کوئی بات پر رائے زنی کر کے اوسپر کثرت
رائے سے فیصلہ کرین جیسا کہ انجمن اور کمیٹی مین ہو رہا ہے۔

شوریٰ اور نجوے

اِن دونون کا بیان بہی اگرچہ ضروری ہے لیکن آج ہم اسکو ملتوی کرتے
ہین۔

شورای لقیفہ

ہم نے ایسی انجمن اور کمیٹی کو جو برخلاف علمائے دین کے قایم ہوا جس مین علمائے دین کی صدارت چھین لیجائے (جیسا کہ جلسہ چہارم کانفرنس بمقام امروہہ واقع ہوا تھا) اوس کی تشبیہہ شورائے تقیفہ سے دی تہی اور بعض برادران ایمانی ہم سے انجمن مین کیا کسی امام اور خلیفہ کی خلافت چھینی جاتی ہے جو اسکو شورائے تقیفہ سے تشبیہہ دیجائے ہم اس اعتراض کو سنکر چپ ہو رہے اور منتظر وقت تہے اب جواب کا وقت ۱۲ اکتوبر سے آگیا۔

اَب ہم کہتے ہین کہ شورائے تقیفہ مین خلافت اور صدارت خلیفہ نبی کی چھینی گئی تہی اور آپکی انجمن کانفرنس مین صدارت علما جو نایبان نبی اور ائمہ ہین اسکے چھیننے کا زور دیا گیا۔

اب تو تشبیہہ پوری ہوئی یا ابہی کچہہ کسر باقی ہے۔ این ہمان سنگ است کہ برسر من زدہ لودے۔

خیر یہ تو آپس کا جھگڑا نہین بلکہ نزاع لفظی ہے ہمکو ظاہر کرنا اس امر کا ضروری ہے کہ اجماع اور اتفاق اہل حل و عقد یعنی صاحبان علم اور عقل کا معتبر ہے۔ کانفرنس کے مجمع مین کیسے لوگ جمع تھے ایسے لوگ تھے کہ ا بہی ایک بڑے عالم کامل نے ایک موعظہ فرمایا اور اوس مین اتفاق اور اجماع کے فضائل اور اطاعت علما کا ضروری ہونا بیان کیا اور ہزارون کی زبان پر نعرہ درود اللھم صل علی محمد و آلہ جاری ہوا اور پہر ایک اسپیکر کھڑا ہوا اور اوس نے علما کی صدارت کا ضروری نہونا بلکہ مضر ہونا ایسی فصاحت اور پرجوش تقریر سے بیان کیا اوسپر بہی نعرہ درود اسیقدر

بلند ہوا جیسا کہ عالم دین کے موعظہ پر ہوا تھا۔ یہ لوگ ہُوہُو کرنے والے ان کو اتنی بھی تمیز نہین کہ ابھی ہم نے کس بات پر درود کی نعرہ زنی کی تھی اور اب کس بات پر کر رہے ہین توبہ توبہ۔

سچ کہو ایسے ہو حق کرنے والے انکی کثرت رائے اور ان کا اتفاق کسی عاقل کے نزدیک بھی قابلِ التفات ہوسکتا ہے۔ اور کوئی عاقل اس اتفاق کو دلیل اور حجت کسی امر کی تسلیم کرسکتا ہے۔

لہذا ہم اور کوئی صاحب عقل اور ذی فہم ایسے مجمع کو قومی ترقی کا ذریعہ نہین تسلیم کرسکتا ہے۔

شور القتیفہ تو خیر اب کہدون کہ اس مجمع کو کیسے مجمع سے لوگ تعبیر کرتے ہین۔

راقم غلام حسنین

عالم خبرین

ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ڈھاکہ نے نرچندرا چکرورتی اور ہیرا انیا گپتا کو اقدام قتل عمد و خوفناک آلہ سے مہلک زخم پہونچانے کے الزام مین سشن سپرد کردیا انہون نے سرت گھوش انسپکٹر پولیس پر پستول سر کئے تھے۔

مہاراجہ صاحب پتراہ کے محل مین نقب زنی کی وارادت ہوئی اور بہت سا قیمتی مال و زیور چوری ہوگئے۔ عجیب بات یہ ہے کہ یہ واردات اسی شب کو ہوئی جبکہ مہاراجہ صاحب دربھنگہ کے محل مین چوری ہوئی تھی۔ پولیس کا خیال ہے کہ دونون وارداتین ایک گروہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(ایک دردمند اسلام کا خط)

عرض حال

نئے انداز کی ہے سننے والو داستان میری
کلیجہ تھام لو نڑپا ئیگی طرز فغان میری

جناب مستطاب معلی القاب عمدۃ المتکلمین ناصر الحق المبین قدوۃ المحققین و زبدۃ المنتقہین واقف احکام جلیہ وخفیہ عالم علوم قدیمہ وجدیدہ راس الاطبا والحکما جناب سرکار عالی تبار مولانا سید علام حسنین صاحب کنتوری ادام اللہ وجودہ۔

پس از سلام ستون الاسلام واضح رائے خدمت شریف ہووے۔ درین زمان جبکہ سنگدل سے سنگدل انسان بہی اسلام اور اسلامیون کی حالت زار پر بغیر دو چار آنسو بہائے نہین رہ سکتا جبکہ دہریت اور نیچریت کی گھٹائین چھا چھا کرا ور دبا نندی اندہیان گہر گہر کر آرہی ہین آپ جیسے بزرگ انسان کا وجود (خدا قایم رکہے) ضروری تھا۔ دراصل آپ کا شاقی طبقہ ہند ہین کیا بلکہ جہان تک میرا قیاس کو رسائی ہے کہین تک نہین جاتا۔ آپ سے بزرگ کے اوصاف حمیدہ کو تحریر مین لانا جوکہ اظہر من الشمس ہین طول سمجہکر صرف اس شعر پر ختم کر کے اپنے مطلب کا اظہار کرتا ہے ع گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

آپ کی عمر ہو ہزار برس
ہر برس کے ہون دن پچاس ہزار

عالیجاہا! غیر مذاہب کے اخبارات پر نظر کرنے سے پتہ چلتا ہے۔ کہ فی زمانہ دشمنان اسلام کی کثرت ہے۔ جنمین سے گروہ کثیر و جابر آریہ اور سائینس کے شیدائی دہریہ

نیچری اور عیسائی کا ہے اس لئے برین ہنگام اہل اسلام کا خاموش رہنا ناجایز اور نامناسب تہا چنانچہ دیگر فرقہ ہائے اسلام اہل سنت والجماعت اہلحدیث احمدی وغیرہ نے اس میں بہت ساحصہ لیا۔ خصوصًا فرقہ آخر الذکر یعنی احمدیہ نے انہی کی روک تہام مین نور پندرہ روزہ اردو۔ ریویو آف ریلیجنز ماہواری انگریزی و اردو۔ الحق ہفتہ وار اردو۔ تشحیذ الاذہان اردو ماہوار نکال رکہے ہین۔ کبہی کبہی البدر الحکم نے بہی ایسی ہی جہلک دکہائی ہے اور دکہاتے ہین ع

کہتا ہون سچ کہ جہوٹ کی عادت نہین مجہے

قبل الذکر دو اخبارات مین وہ وہ مضامین اعلی پایہ پر شایع ہوتے ہین کہ ایک منصف مزاج انسان۔ خواہ وہ کسی مذہب سے ہی کیون نہ تعلق رکہتا ہو تحسین وآفرین کے نعرے بلند کئے بغیر نہین رہ سکتا۔ مگر مخالفین اسلام پر شاید اس لئے کچہہ اثر نہین ہوتا کہ بیچارے احمدیون کا مذہب تو محض فضول اور ردی اصولات پر ہی قایم ہے۔ ہائے افسوس فرقہ حقہ شیعہ کے کانون پر آج تک جون تک بہی نہ رینگی نہ معلوم کس مصلحت پر خاموش رہے اور ہین؟ اگرچہ مین جانتا ہون کہ ہمارے فرقہ کی طرف سے ہی کئی ایک کتابین تصنیف ہوئی ہین (اور انشاء اللہ ہونگی) مثلاً انتصار الاسلام حمایت الاسلام فلسفہ اسلام وغیرہ۔ مگر ان مین سے آخر الذکر کتاب کی قیمت ہی مبلغ ؏ رکہی ہے جو کہ بے شک بلحاظ فوائد مناسب ہے لیکن اتنی قیمت خرچ کون کرے؟ چنانچہ مرے جیسے مفلس شائق تو نام سن کر ہی ہاتھ ملتے رہ جاتے ہین اور خریدنا تو علیحدہ بات ہے مگر افسوس تو اسبات کا کہ ہمارے فرقہ کا نہ کوئی اخبار اور نہ کوئی رسالہ ہو ایسی صفات سے موصوف نکلا جکے باعث ان شیعہ بہائیون کو جنہون نے کہ ایک دفعہ بہی آریہ صاحبان کے اخبار دیکہے

ہین سُنّی وہابی یا مرزائی جنکو وہ ترچھی نگاہون سے دیکھا کرتے تھے کا کوئی اخبار دیکھنا پڑا جس سے اوّل تو دلمین یہ جم گیا۔ کہ ہمارا فرقہ آریون کے مقابلہ کی تاب ہی لا سکتا غلطی پر ہوگا۔ مرزائی وغیرہ سچائی پر ہین۔ یا اگر شیعہ فرقہ زبردست ہے تو سُنّی مین تو بالضرور مُبتلا ہے۔ ہمارے علماے دین نے سُنّی وہابی مرزائی وغیرہ کی تردید مین اتنی کتابین آجتک تصنیف کی ہین کہ جنکی تعداد کرنی ناممکن ہے۔ اسلیئے اب اُن کو ان کا پیچھا چھوڑ دینا چاہیئے۔ اور اَور عُلمائے دین میری فریاد سُنین یا نہ سُنین مجھے تو آج آپکے آگے رونا رونا ہے۔ چونکہ میرے بھائیون سے آپ ہی ایک ایسے بزرگ فلاسفر ہین کہ آپ کا لگّا اہل اسلام کے دیگر فرقہ ہائے مین سے کوئی عالم بھی نہین کہا سکتا۔ اس لیئے بڑے وثوق سے آج بصد عجز و نیاز ملتمس ہون۔ کہ آپ برائے خدا اپنے رسالہ تہافت الفلاسفہ کی قیمت (۱) عہ سالانہ مقرر کر دین (۲) ورق معمولی ہون ہرج نہین (۳) لیکن حجم ۹۰ صفحہ ہو (۴) رسالہ تین حصص پر منقسم ہو۔ حصّہ اول بہ تردید آریہ (دیانندی) دوم دہریہ و نیچریہ کی تردید مین۔ سوم نصاریٰ کی تردید مین۔ اِسکے علاوہ کوئی مضمون نہو۔ ہان اگر ہو تو البتہ اسلام کی خوبیان ہین آپ آریہ دہریہ اور عیسائیون کے اخبارات و رسالجات اسکے تبادلہ مین منگوا کر تردید کرین۔ اِس ہمدردانہ طرز پر اُمید ہے رسالہ مذکور جب ایسی حالت مین نکلنا شروع ہو جائیگا۔ تو جس مسلمان کی نظر سے ایک دفعہ بھی گذر جاویگا۔ ضرور خریدار بنے گا۔ بلکہ دو چار اور کو بھی خریدار بننے کے لئے مجبور کرے گا۔ ہان آپ نے اگر کوئی رائے اپنے فرقہ کی بابت یا مُفید عام مضامین شائع کرنے ہون۔ تو آپ دیگر رسالہ جات و اخبارات اصلاح شیعہ اثنا عشری شیعہ گزٹ وغیرہ کے ذریعہ شائع کرا دیا کرین۔ چونکہ مجھے آپ کے حالات سے کماحقہ آگاہی ہے اور

جانتا ہون کہ بے شک آپکی عمر ۸۵ برس کے قریب ہے۔ تاہم عرض پرداز ہون کہ اولاً
خود ایک زبردست مضمون جس مین آپ کی منشار کا اظہار ہو جیسا کہ مین تحریر مین لایا ہون
شائع کرادین اور رئیس اور منعم شیعہ صاحبان سے طالب امداد ہون۔ اگر گریز کرین پرواہ
نہین۔ عنقریب سالانہ مین رسالہ بہتر حالت مین نکلنا شروع ہو جاویگا۔ اس مضمون
مین آپ اپنے شیعہ نامہ نگارون سے جو کہ مشہور و معروف ہون۔ مثلاً بادشاہ حسین
صاحب بی۔ اے سنسکرت اور دیگر لئیق اصحاب جنکو اس مادہ مین خاص قابلیت اور
امتیاز ہو استدعا کرین کہ وہ آپ کا اس کار خیر مین ہاتہہ بٹائین۔ اور زبردست سے
زبردست اعلی سے اعلی آرٹیکل لکھکر بھیجین (شاید آپ بوجہ تقاضائے عمر اس تکلیف
کے متحمل نہو سکین) نیز آپ کل مسلمانان خصوصاً شیعہ صاحبان کے ارادہ سے آگاہی
حاصل کرین۔ کہ کون کون سے اصحاب آپکے رسالہ کے خریدار بنین گے۔ ماسوا اسکے ایڈیٹران
اخبار اصلاح اثنا عشری الشمس اور شیعہ شیعہ گزٹ وغیرہ کو بھی تحریر فرمادین کہ وہ بھی
زبردست مضامین اپنے اخبارات مین شائع کرکے اپنے ناظرینان اخبار کو ان امور کیطرف
راغب کرین جو کہ بیشتر تحریر مین آچکے ہین ع

در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

ماشاء اللہ چونکہ حکم آن ذات سی باہر میرے خیال مین کوئی نفس ہونا ناپسند نہین کرے گا
کیونکہ آپ کی تحریر بے بہی موثر اور آپ ہین بھی بزرگ و معمر اس لئے اُمید ہے کہ خداوند
کریم بطفیل پنجتن پاک علیہم الصلوۃ والسلام سب کام بنادیگا۔ آپ ذرا بھی فکر نہ کیجئے
انشاء اللہ مین خود جو کہ بہت مُفلس طالب علم ہون مالیسا مُفلس کہ تحریر کرتے ہوئے شرم
آتی ہے مبلغ عہ جو کہ نائب مدرس بنکر حاصل کئے تھے اس مد مین بھیجکر اپنے دیگر شیعہ

بھائیون خصوصاً منعمون کو شرم دلانیکے لئے نہین نہین آپ پر سے پچھاور کرنے کے لیے۔
جب آپ اس کار خیر کے لئے طیار رہون۔ چونکہ ہر ایک چیز بے بنیاد ہے۔ اس لئے جہان تک
ہوسکے آپ میرے اس ارادہ کو جلد برلانے کے لئے کوشش مین مصروف ہوجے۔ ایسا نہو کہ
دل ہی دل مین داغ حسرت لیکر براہ عدم سدہارون۔ یا ایسا نہو کہ خدانخواستہ (خدا
آپ کی عمر مین برکت دے) آپ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت الفردوس کی طرف چلے جاؤ اور
مین روتے کا روتا رہ جاؤن۔ ہائے وہ بزرگ جو کہ بہت سے علوم کا مخزن ہے اور بڑے
بڑے بڑے مسائل کا توڑ دینا آپ کے بائین ہاتھ کا کرتب ہے آج سے ہی اس نیک
کام کو شروع کر دیجئے۔ اور اگر ایسا نہ کیا تو ہم بلک بلک اور تڑپ کر اپنی جان شیرین سے
کسی دن ہاتھ دھو بیٹھینگے اگرچہ ع بجاے بزرگان دلیری مکن
کے فحوائے مضمون کے برخلاف چلکر دلیری کی گئی ہے اور لقمان کو حکمت سکھائی گئی ہے
مگر سچ تو یون ہے۔ کہ آئے دن اخبارات (آریہ۔ جن کا زور وشور پنجاب مین خصوصاً ہی)
پرکاش لاہور۔ آریہ مسافر آگرہ۔ اور کتب کلیات آریہ مسافر ستھیارتہ پرکاش وغیرہ کے
مطالعہ سے دل بھن بھن کر کباب ہوگیا ہے۔ کاغذ پر جن کا اظہار ناممکن امر ہے۔ خون ہے کہ
آنکھون کے راستے بہ رہا ہے۔ جگر پاش پاش ہو رہا ہے۔ مدت مدید و عرصہ بعید سے دل چاہتا
تھا کہ آپ کو اس امر دینی کے لئے مکلف ہون۔ مگر بوجہ چند در چند وجوہات مانع رہا۔ آپ ذرا
ان کتب واخبارات کا [جن مین اہل اسلام کے دین ودنیا کے بادشاہ فخر کائینات خلاصہ
موجودات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت (توبہ نعوذ باللہ) فحش باتون کی بوچھاڑ
کی گئی ہے۔ اور اُنکے قایم کردہ اصولات کے انہدام کی کوشش کی گئی ہے اور کی جارہی ہے
اور جنکے مطالعہ سے ہمارا منجمد خون جوش مین آجاتا ہے] مطالعہ کیجئے۔ پھر دیکھین کہ آپ

کس طرح اپنا دست مبارک ہمدردل و دماغ اِن فضولیات کی تردید مین جنبش مین نہین لاتے

یہ تحریر محض جوشِ اسلام مین معرض تحریر مین آئی ہے۔ غور فرمایا جاوے۔

اخیر پر مجھے اِتنا عرض کردینا بہی نامناسب معلوم نہین ہوتا کہ مین نے بہی اگرچہ اس نئی روشنائی کے زمانہ مین جنم لیا ہے مگر میرے دل پر یہ حدیث رسول صلعم (علمائے اُمتی کانبیائے بنی اسرائیل) کا نقش فی الحجر ہے۔ براہ نوازش آپ اپنے ارادہ دلی سے اخبار اثناعشری کے ذریعہ آگاہ کیجئے۔ عالیجاہا آگاہ کیا کرنا ہے۔ صاف یہ تحریر کردیجئے کہ عید غدیر کے موقعہ پر رسالہ تہافت الفلاسفہ اِس حالت مین نکالا جائیگا۔ والسلام ع

بر رسولان بلاغ باشد وبس۔

تفصیل امور دریافت طلب

(۱) تہوڑے عرصہ کی بات ہے۔ کہ آنذات نے بذریعہ اثناعشری شائع کرایا تہا۔ کہ علیگڈہ مین ایک طالبعلم نے ایک کتاب بزبان انگریزی طیار کی ہے۔ جس مین ثابت کیا گیا ہے کہ ہمارے بزرگان دین نے فلان فلان ستارے کی بابت یہ یہ بشارت دی تہی جو آج پوری ہوگئی نیز آپ نے تحریر فرمایا تہا۔ کہ ہم اُس کا ترجمہ بزبان اُردو کرینگے۔ کیا صورت ہے؟ اگر تیار کر رہے ہین تو خدا شائقوں کا اشتیاق جلدی برلاوے۔

(۲) رسالہ حمیدیہ کا ترجمہ جو سائنس اور اسلام کے نام سے بزبان اُردو شائع ہوچکا ہے وہ کہان سے کس قیمت پر دستیاب ہوسکتا ہے۔ براہِ مہربانی پتہ دین۔

(۳) شیعہ علما کے ہاتہہ سے بزبان اُردو کون کون سی کتب آریہ نیچری دہریہ کی تردید مین شائع ہوچکی ہین۔ آپ کو جس قدر معلوم ہون براہ مہربانی قیمت معہ اُس جگہہ کے نام کے جہان سے دستیاب ہوسکتی ہین تحریر کرین۔

(۴) براہ مہربانی رسالہ تہافتۃ الفلاسفہ کے پہلے چھہ نمبر جو کہ میرے پاس موجود نہین - اور جس مین آپنے سائنس کی زبردست تردید کی ہے - جس کی تعریف مین نے ایک نیولائیٹ شیعہ سے سُنی ہے روانہ فرماویں - تاکہ سلسلہ رسالہ جات قایم رہے - اور جلد بند ہوائی جاوے - امید ہے کہ آپ بہت احسان کر کے اس طرح جس طرح کہ رسالہ تہافتۃ الفلاسفہ مُفت میرے نام جاری فرما دیا گیا ہے - روانہ فرماوینگے۔

(۵) چونکہ اس جگہہ آریہ صاحبان کا بڑا بہاری گروہ ہے - اس لئے بہتر ہو اگر آپ زتبیہ اور انتصار الاسلام والغنیہ کی ایک ایک جلد للّٰہ روانہ فرما کر ممنون فرماوین - انشاء اللہ بعد ادائے محصولڈاک وصول کرلونگا - ورنہ نصف قیمت پر تو ضرور ہی وی - پی ارسال کردین - تاکید مزید ہے۔

(۶) مصنف کتاب حمایت الاسلام جس مین سے تہوڑا سا مضمون آپنے بابت نماز رسالہ تہافت الفلاسفہ مین درج فرمایا تہا - کو کہکر یا لکھکر ان کی کتاب حمایت الاسلام کی ایک جلد بنام احقر ارسال کروادین وہ یقیناً شیعہ بہائی ہین امید ہے کہ مُفت روانہ کرنے سے طبیعت مین رنج نہ مناینگے اور اگر یہ امر ناممکن ہے تو نصف قیمت پر ہی وی پی کرا کے ارسال فرماوین جس طرح ہوسکے گا یہ شائق اور مُفلس قیمت ادا کر کے اپنا شوق پورا کریگا -

نوٹ - اُمید ہے کہ آپ اس غلامِ بے دام (جو کہ گردشِ انقلاب زمانہ سے پرلے درجہ کا مفلس اور اسپر بھی شائق علم دینی ہے) کے دلی مطالب بدیدن تحریر ہذا پورا کرنے مین سخت ترین کوشش سے کام لے کر اس حقر کی پُشت کو بار احسان سے زیر بار کرینگے اخیر پر مین شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر لکھتا ہوا مضمون کو ختم کرتا ہون اور بس

سپردم بتو مایۂ خویش را تو دانی حساب کم و بیش را

راقم خادم المومنین شیخ حسین بخش ترمذی شیعہ - اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر ... ضلع امرتسر

اطلاع ضروری

ناظرین رسالہ اپنی رائے سے بذریعہ خط کے مجھے مطلع کرین۔

راقم غلام حسنین

خبی اور ضمیر کا بتلانا

خبی سے مُراد یہ ہے کہ پوشیدہ چیز کا بتلانا جیسے مٹھی کے اندر بند کر کے کسی چیز سے سوال کیا جائے خواہ زمین کا دفینہ خواہ بکس کے اندر کی چیزین۔

اور ضمیر سے مُراد یہ ہے کہ دل کے راز کا بتلا دینا مگر ضمیر کا بتلانا بہ لنسبت خبی کے زیادہ مشکل ہے اور کیون مشکل ہے اس کا سبب فلسفی ہم نہین لکھہ سکتے اور ہم کو معلوم بہی نہین ہے۔ فلسفہ ظاہری تو یہ کہتا ہے ؎

سیمائے حال آئینہ حال باطن ست

چہرہ مُہرہ کا قیافہ دل کے حالات سے خبر دیتا ہے مگر وہ فلسفہ جسکے ذریعہ سے علم خواص نجوم اور رمل اور جفر کی تدوین ہوئی ہے وہ تو ضمیر کا بتلانا بہ لنسبت خبی کے زیادہ دشوار کہتا ہے اب خدا جانے اوس کا بہید کیا ہے۔

انسانی کوشش۔ انسانی طاقت۔ علمی اور عملی نے ضرور چند قواعد ایسے ایجاد کئے ہین جسے ضمیر اور خبی کا بتلانا کبہی صحیح اور اکثر غلط ہوتا ہے مگر جو لوگ ان علوم کے قائل اور معتقد ہین اُن کا تو یہی اقرار ہے کہ یہ قواعد ہمکو بذریعہ انبیا علیہم السلام کے پہونچے ہین۔ حالانکہ یہ دعوے اُن کا بنظر اُن اصول کے جنکو انبیا علیہم السلام نے برتا

ہے بالکل غلط معلوم ہوتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کا یہ ارشاد ہے کہ علوم اسرار کی تعلیم عوام امت کو اگر کی جائے نظام عالم مین برہمی پیدا ہو اور یہ ارشاد ان حضرات کا کس قدر بجا اور درست ہے اسلئے کہ اگر ہم یا آپ ضمائر پر (دل کی باتین) یا خبایا (پوشیدہ چیزون) پر مثل خدا یا تعلیم الٰہی سے مثل انبیا کے قادر ہون کس قدر فساد عظیم عالم مین برپا ہو اورون کے دلی حالات جانے دو اگر ہم اپنی ہی تاریخ مرگ سے آگاہ ہون اور ہزار برس کی عمر کیون نہو مگر کوئی دن ہم کو خوف مرگ سے چین نہ لینے دے۔ اگر ہم کو معلوم ہو جائے کہ امسال بارش نہوگی کوئی شخص زراعت اور کاشتکاری کے گرد نہ جائے۔

اگر ہم کو قبل از وقت یہ معلوم ہو جائے کہ فلان شخص ہم کو یہ ایذا دیگا قبل ایذا دہی کے بے گناہ کے قتل مین ہم کو تامل نہو۔

اگر ہمکو اس کا یقین ہو کہ ہمارا فلان فرزند کھو کا پیاسا بے گناہ شہید کر دیا جائیگا اور ہماری عورات سر برہنہ دیار دیار مین پھرائی جاوینگی سچ کہو ایسے فرزند کے پیدا ہونے کی ہم فکر کرینگے یا کہ یہی تدبیر کرینگے کسطرح یہ لڑکا پیدا نہو۔

اگر ہم کو یہ معلوم ہو کہ ہمارا فلان دعوے عدالت ماتحت سے لیکر ہائیکورٹ تک سرسبز نہوگا سچ کہو کہ ہم ایسے دعوے کو عدالت مین دائر کرینگے۔ لیجئے حضور عدالت کا دروازہ ہی بند ہوا۔

اگر ہمکو یہ معلوم ہو کہ فلان مقام پر کچھ خزانہ گڑا ہوا ہے جو حق فلان شخص کا ہے جسطرح حضرت خضر علیہ السلام کو دیوار کے نیچے دو یتیمون کا خزانہ گڑا ہوا معلوم تھا۔ سچ کہو کہ ہم اس خزانہ کے چرانے مین کچھ بھی کمی کرینگے مال مفت دل بے رحم

اسی طرح پر ہم صدہا مثالین لکھہ سکتے ہین جیسے بدنظمی امورات عالم کے پورے ثابت ہوتی ہے۔

اسی حکمت سے حکیم برحق نے علوم اسرار کی تعلیم کا دروازہ ہم پر بند کر دیا اور ایسا بند کر دیا کہ جن بزرگان دین کو ان علوم کی تعلیم فرمائی اونکو بھی حکم یہی دیا کہ تم معاملات معاشرت مین اپنے ان علوم اسرار سے کام نہ لو۔ اسی وجہ سے ابنیاء علیہم السلام فصل قضایا مین گواہ اور شاہد پر بنا کرتے تھے اور اپنے علم باطنی کبھی شاذونادر بنظر ضرورت ملجیہ کاربند ہوتے تھے۔

آج مجھے

اس مضمون کے لکھنے کی ضرورت یہی ہے کہ بعض نافہم آدمی ہمارے پیشوایان دین پر سخت اعتراض کرتے ہین کہ اپنی گرم بازاری نبوت اور امامت کی غرض سے علوم اسرار کو ان حضرات نے پوشیدہ رکھا اونکو کیا خبر ہے ؎

علم را برتن زنی مارے بود

علم کا برتاؤ مثل آلات کے ہے تلوار سے جہاد صحیح بھی ہوتا ہے اور قتل عمد بے گناہ کا بھی ہو سکتا ہے

عالم ضمائر اور خفیات نے اونہین بزرگوار نفوس کو علوم اسرار کی تعلیم فرمائی جنپر اطمینان پورا تہا کہ یہ لوگ ان علوم کو ناجائز طور پر کام مین نہ لائینگے۔ بلکہ جو غرض خدا کی ہے اوسی کے پورا کرنے مین ان علوم کو خرچ کرینگے۔

مثال

ایک آسان سی مثال جہاد کی جس مین قتل نفوس اور نہب اموال وغیرہ کیا کچھہ نہین ہوتا

ظاہری قرائن جسکی بنا محض ظن پر ہوتی ہے اون پر بنا کر کے جہاد کو جائز نہ فرمایا بلکہ
اوسے نائب خدا اور عالم امور مخفیہ کی موجودگی مین اوسی کے حکم پر اسکو جائز رکہا
جو علاوہ قرائن ظاہریہ کے امور نفس الامریہ کو بہی علوم اسرار سے جانتا ہوتا کہ
خونریزی اور لوٹ مار جو کچھہ واقع ہو بیجا نہ واقع ہوا ور وہی لوگ مارے جائین جنکا
زندہ رہنا فساد نظام عدل کو مُضر ہے۔

مثال دوم

اُمّت کے خاص خاص لوگون کے واسطے دعا کرنی وہ دُعا جو ضرور مُستجاب ہو۔ اس کا
سمجھنا بہی اگرچہ ہادیان برحق نے اوس کی شروط بیان کر دی مگر پہر بھی ہم لوگ
پورا یقین نہین کر سکتے کہ یہ دُعا ہماری ضرور مُستجاب ہو ابنیا علیہم السلام نے جسکے
حق مین دُعا کی ضرور مُستجاب ہوئی سبب کیا کہ اونکو استجماع شروط اجابت اور خود
اُس دُعا کے مُستجاب ہونے کا بذریعہ علوم اسرار کے یقین تہا۔

درین قبیل نفع اور ضرر دونون کی صدہا مثالین ہم لکھہ سکتے ہین جن سے وہی
نتیجہ برآمد ہوگا جو ان دو مثالون سے ہوا۔

بہر حال اس مضمون کے لکھنے سے غرض یہی ہے کہ علوم اسرار کا ہم سے مخفی
رہنا سراسر مناسب ہے۔ اور جو لوگ اِن علوم کے جاننے کے مدعی ہین اون کا دعوےٰ
کسیطرح صحیح نہین ہے نہ براہ عقل اور نہ براہِ شرع۔

آدمی کو لازم ہے کہ پہلے اپنی عقل سے سمجھہ لے کہ یہ بات اگر سچی ہے تو کہان تک
اس کا نفع یا ضرر خلائق کو پہونچ سکتا ہے۔

اوسکے بعد اپنے ہادیان برحق کے اقوال کو پڑہے کہ وہ کیا فرماتے ہین اور

جب عقل اور نقل دونون اوس بات کی غلطی پر گواہی دین کبھی اوسکے گرد پہر امون
نجاے۔ والسلام علی من اتبع الہدے۔

راقم غلام حسنین از مظفر نگر

تہافت الفلاسفہ

اور دار الترجمہ

میرے نام پر ایک خط عالیجناب نجم الملۃ والدین مولوی سید نجم الحسن صاحب و قبلہ کا چند امور ضروریہ پر مشتمل آیا ہے اونمین سے ایک ضروری امر یہ بھی ہے کہ دو چار کتابین ایسی تصنیف کر کے داخل درس طلب عربی خوان جملہ مدارس موجودہ گروہ شیعہ مین کر دی جاین جنکے پڑہنے سے طلبہ کو زمانہ حال کے شبہات اور اونکے جوابات پر آگہی ہو جاے۔ اسلئے کہ علوم جدیدہ کا درس اگر جاری بہی ہوا تو برسون اوسکے ضروری کورس کے پڑہنے مین گذرینگے اور ہم کو ضرورت حفظ دین اور دفع حملات ملحدین آج ہے۔

اس خط سے یہ بھی ظاہر ہے کہ جو تجویز ترجمہ کتب مصنفہ سابقین کی ہوئی ہے اگرچہ وہ بہی ضروری ہے مگر یہ تجویز اوس پر مقدم ہے اور اسی تقدم کو سوچکر خادم حقیر نے پہلے کتاب انتصار الاسلام لکہی اور پہر اوسکو ماہوار رسالہ بنا کر اسی غرض کے پورا کرنے پر کمر بستہ ہوا اگرچہ بعض کلمات جو دستای کے میرے قلم سے اس وقت نکلینگے مگر ضرورت ملیہ مذہبی اوسکو جائز کر رہی ہے۔

میری تجویز

تہافتہ الفلاسفہ کا چھٹا سال اب ختم ہونے پر ہے اور فی ماہ ۳۲ صفحہ کے حساب سے ۳۲×۱۲×۶=۱۹۹۲ صفحہ ہوئے۔

ان صفحات مین بعد اسقاط مضامین دیگر ضرور ایکہزار سے زیادہ ایسے صفحات ملینگے جو رد شبہات جدیدہ مین کافی اور وافی ہونگے۔

اور جن مسائل جدیدہ کو طالبعلم برسون کے بعد سمجھنے کے لائق ہوگا اونکو ہمروزہ سمجھکر قوی الایمان ہوجاے گا اور خدا کے فضل سے ہزارون ہو چکے ہین۔

لہذا کمیٹی دار الترجمہ پر فرض ہے کہ ایک لائق فائق ذی علم ایسا منتخب کردے کہ وہ ہر مسئلہ مبحوث عنہا پر اگر دو چار مضمون لکھے گئے ہین اونکو یکجا کردے اور بعد یکجائی ایک پوری کتاب طیار ہوجاے جو چھپ کر داخل درس کردیجاے اُردو زبان مین خواہ عربی زبان مین۔ اور یہ تجویز ایسی ہے کہ شاید اس سے بہتر تو کیا اسکے برابر دوسری نہوگی۔

علاوہ شبہات جدیدہ کے اور شبہات جنکی رد علوم قدیمہ سے ہم نے کی ہے وہ بھی کچھہ کم ضروری نہین ہے۔

مین فقط یاددہی کرنے والا ہون بحکم انما انت مذکر آیندہ آپ کو اختیار ہے جو شخص جامہ انصاف پہن رہا ہے وہ تو ضرور ہماری اس تجویز سے متفق ہوجاے گا اور انظر الی ما قال پر نظر کرکے ما قال پر نظر نہ کرے گا۔

پہر اگر من قال پر نظر کرے تو آپ کا خادم کوئی مجہول الاسم والحسب نہین ہے

نیک قلمم درین شب تار
صد فتنہ خفتہ کردہ بیدار

بلکہ ان خوابیدگان بستر دہریت کو ہم نے جگا دیا ہے جنکو انا و لاغیری کا دعوے اپنی نیچریت کے ساتھہ علم و دانش کا بھی تہا۔

اکثر بی۔اے اور ایم۔اے ہم سے بعض مقامات جنمین اصول علوم جدیدہ سے ہم نے بحث کی ہے سمجہنے کے درپے ہوئے آج ہی دوچار اسی قسم کے موجود ہین جہانسی کے ایک بڑے نو عیسائی پادری نے ہمکو خبر دی ہے کہ ہمارے مضامین کا ترجمہ انگریزی زبان مین ہو کر امریکہ اور یورپ مین پہونچا ہے اور وہان اپنا کام ہدایت کا کر رہا ہے اسی پادری نے اپنے نام رسالہ ماہوار کا جاری کرنا لکہا تہا۔

اس بالاخوانی سے کچہہ فائدہ نہو گا اصل بات وہی ہے جو اوپر لکہی گی اور اوس کو کرنا لازم ہے۔

آپ ضرور کہینگے کہ یہ کام خود مجہی کو کرنا ضروری ہے ہان سچ ہے مگر میرے اشتغال مستمرہ جنکو اور کوئی پورا نہین کر سکتا ہے وہ سب بند ہوجاینگے اور جب میری تحریرات مشتہر ہوچکین اون کو یکجا کرنا یہ کوئی بڑا کام نہین ہے۔

امید ہے

کہ علاوہ علمار کے اور بہی ہمدردان مذہب میری اس درخواست کو پڑہکر اپنی رائے کو بحضور جناب نجم العلما پیش کرینگے ۵

شاید کہ ہمین جبنبہ بر آرد پر و بال

راقم

غلام حسنین

کیا اکیلا چنا بھاڑ پھوڑ سکتا ہی

اُمت محمدیہ مرحومہ کا اضطراب جیسا اس وقت ہے شاید زمانہ متبرک مین (خالی زمانہ رسولؐ) مین بہی اور اُمم کا نہو گا یا ہو گا تو ہم کو اوس کی یاد آوری سے کیا فایدہ۔

زیادہ تر تردد اور اضطراب کی یہ وجہ ہے کہ علمائے موجودین اگرچہ اپنے فرائض منصبی کی بجاآوری مین بقدر اپنے علم اور آگہی کے کمی نہین کرتے مگر جس قسم کے حملے اسلام پر آج ہو رہے ہین اکثر اصول جدیدہ پر اونکی بنا ہے جنکو علما نہین جانتے اور جانین کیونکر جن علوم کو پڑہا پڑہایا ہے اُن مین ان اُصول کی ہوا بہی نہین لگی زمانہ کی نامساعدت ایسی علماء کے ساتہہ ہے جیسی کسی فرقہ کے ساتہہ نہو گی۔

کیسا جنچا ہوا قول علمائے اخلاق کا ہے الدین والملک توامان۔ دین کی تائید سلطنت سے ہوتی ہے۔

یہ ہزاروں کتب اسلامیہ جنکو آپ دیکھ رہے ہین شاید فی ہزار دس بہی ایسے ہونگے جو مثل انتصار الاسلام وغیرہ ہمارے مصنفات سے کسی عالم نے بدون امداد سلطان یا اُمراء اور روساء کے لکہے ہون سلطان وقت سے ہمارے دین اسلام کی امداد کی اُمید کیونکر ہو سکتی ہے ہمکو اسی قدر اوس کا احسان قابل ادائے شکر کیا کم ہے کہ ہمکو اپنے دین کی اشاعت مین پوری آزادی عطا کر دی ہے۔

سب سے بڑا ضرر جو اسلام کو آج پہونچ رہا ہے وہ یہی ہے کہ بانی اسلام نے حفاظت دین کی غرض سے جو عوام اور خواص اُمت سے مالی امداد (زکوٰۃ اور خمس)

کی تجویز فرمائی تھی وہ تجویز ایسی جامع اور مفید اغراض دینی اور دنیوی تھی جس سے بڑھکر کوئی تجویز ہو نہین سکتی۔ مگر ہم نے اوس تجویز کو بالکل نظر انداز کر کے چندہ اور قومی بھیک کی جدید ایجاد کر لی۔ اگرچہ اس تجویز سے بھی کارروائی بعض مقامات مین ہونے کی صورت نظر آئی مگر وہ رفاہ عام جو الہامی تجویز مین ہے کجا۔

اور سب سے زیادہ علماے دین کے حقوق وہ تو سراسر پامال ہو گئے جنکی پامالی سے اسلام پر آج یہ روز بد کا سامنا ہے۔

ایضاً تجویز شریعت جو مالی فنڈ کے فراہم کرنے کی جسطرح وہ متروک ہوئی مصارف کے طرق جو اوسی مال کی نسبت تھے وہ بھی متروک ہو گئے جنکے متروک ہونے سے طرح طرح کی پامالی حقوق مستحقین کی بھی ہو گئی

مین تو زکواۃ اور خمس کا دکھڑا رونے لگا حالانکہ مجھے اسلام پر جو حملہ ہو رہا ہے اوس کے دفع کرنے کا ذکر کرنا ہے۔ یہ کار اہم فقط عربی خوان گروہ سے سرانجام نہین پا سکتا اور نہ فقط انگریزی دان پارٹی سے۔ ہان اگر دونون گروہ یکجا ہو کر ایک جلسہ قرار دین اور کم سے کم فی ماہ ایک جلسہ ضرور ہوتا رہے تو شاید کسی قدر کام چل جاوے

سب سے پہلے اس معزز گروہ کو اس کا دریافت کرنا ضروری ہے کہ علاوہ ان شبہات کے جو درج اخبارات و رسائل دشمنان اسلام کر رہے ہین طبائع عامہ مین کیسے کیسے شبہات جاگزین ہو رہے ہین چنانچہ ہمارا یہی طریقہ برسون سے جاری ہے اور اسکو ہم بذریعہ سوالات فرضی (واقعی) لکھکر جواب دیتے ہین ہمکو ہرگز دریغ نہین ہے کہ ایک شخص جاہل اور بے تمیز آدمی سے اوس کے

دلی جذبات کو پوچھکران کا جواب شائع کریں۔ اگر علماے اعلام کو کچھہ کرنا ہے تو یہی کریں ورنہ اختیار ہے۔

دوسرا امر ضروری یہ ہے کہ اپنی وجاہت ظاہری کو ترک کردیں اور کیسا ہی جاہلانہ عامیانہ سوال ہو اوسکے جواب مین سایل کی پوری تشفی اور دلدہی کرین۔ یہ لیجئے میرے پاس انبار خطوط موجود ہے کہ بیچارہ جاہل نے سوالات کئے اور عالم دین نے اوسکے جواب پر توجہ عامیانہ ہونے کی توجہ نہ فرمائی۔ کیا ممکن نہ تہا کہ اپنے کسی شاگرد سے جواب لکھوا کر اپنے دستخط سے واپس کردیتے

تیسرا امر ضروری یہ ہے کہ علوم ہندسیہ اور سطحیہ کے جدید اصول سے جو شبہات بعض احکام اسلامیہ پر وارد ہوتے ہین اونکی رد مین دونون گروہ عربی دان اور انگریزی خوان اپنی معلومات کو متفق کرکے ہت درپے رد و ابطال ہون ورنہ بڑی خرابی واقع ہوگی۔

مرقوم غلام حسنین

صدارت شیعہ کانفرنس

کا مسئلہ

اب کہ ہمارے معززین شیعہ اونہین ہماری باتون کو درج اخبارات کررہے ہین لہذا

چو کار بے فضولی من برآید
مرا در وے سخن گفتن نشاید

ہان دی یوم ایک صاحب نے درج اخبار کیا ہے کہ شیعہ کانفرنس کو تقلید طبی کانفرنس دہلی کے لازم ہے جس نے پریزیڈنٹ اپنی کانفرنس کا حضور نواب صاحب والی ریاست

رامپور کو مقرر کیا ہے۔

اس لکھنے والے کو اس کی خبر نہین کہ طبی کانفرنس کا دار مدار اُمرا اور روسائے ملک پر ہے الطب للملوک لا للمفلوک۔ اور علماء کی کانفرنس کا مدار علما پر ہے ؎

بہ بین تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا

طبی کانفرنس مین وہی اطبا ممبر ہونگے جنکی گذر بسر ہی اُمرا کی قدر دانی پر موقوف ہے اور کوئی ممبر ایسا نہوگا جو کسی امیر خواہ رئیس پر آپکو فضیلت دلسکے۔ علمار کی کانفرنس مین ہر ایک عالم کو خدا نے شہنشاہ ہفت اقلیم پر فضیلت دی ہے لہذا کسی والیٔ ملک کا پریزیڈنٹ ہونا طبی کانفرنس مین تفصیل فاضل کے مطابق ہے اور علما کی کانفرنس مین اس کا عکس ہے کہ تفضیل مفضول لازم آتی ہے جو عقلاً ناروا ہے۔

طبی کانفرنس محض ایک دنیوی کام کی غرض سے منعقد ہوئی ہے اور وہ غرض خاص ہے تعمیم کسی طرح کی اوسمین نہین ہے۔ علما کی کانفرنس جمیع امورات دینی اور دنیوی کی اصلاح پر حسب تجویز علمائے دین قایم ہوئی ہے اوسکی پریزیڈنٹی اگر کسی والیٔ ملک یا رئیس کو سزاوار ہے تو اوسی کو جو علاوہ والیٔ ملک ہونے کے عالم دین بھی ہوا اور جو مغالطہ نیچری دہریہ دیگر امور منافی اسلام کو کرانا چاہین اونکو وہ رئیس مثل علمار کے سمجھ سکے اور خوب سمجھکر ووٹ لے اگر ایسا رئیس ہمکو مل جائے اوس کی صدارت کو ہم بسر و چشم منظور کرتے ہین۔

اگر آپ کو تاریخ سے کوئی نظیر کسی جلسہ علما مین کسی خلیفہ یا بادشاہ کے ملنے کی کہ وہ صدر مجلس قرار پایا تھا تو وہ خلیفہ بحیثیت خلافت کے صدر نشین رہتا بلکہ

وہ خود عالم محقق ہونے کی نظر سے صدر نشین مانا گیا تھا۔ تاریخ اسلام اسکو بخوبی ثابت کر رہی ہے۔

راقمہ غلام حسنین

کھڑے کھڑے پیشاب کریں اور نام محمد فاضل داڑہی منڈی اور موچھیں بڑی اور پھر کہیں ہم عاقل

بڑی بڑی موچھیں اور داڑہی کا صفایا چونکہ اکثر شیعوں کا یہی شعار ہے لہذا ہیں وہ تشبیہ نہیں دے سکتا جو پوری تشبیہ ہے (اللہم احفظنا)

ہمارے ائمہ برحق کا قول ہے نحن بنو ہاشم نرسل اللحی و نعفی الشوارب ہم لوگ بنی ہاشم داڑھی کو بڑہا کر موچھیں منڈواتے ہیں۔ اس حدیث میں اگرچہ داڑہی منڈوانے کی حرمت کا ذکر نہیں ہے مگر آپکے عمدا راہ خاص کا ذکر ہی کافی دلیل ہے کہ ہمارے پیرو جنپر ہماری پیروی واجب ہے اوسی پر قایم رہکر داڑہی رکھیں اور موچھیں کترواویں خواہ منڈوایں۔

موچھوں کو شوارب کیوں کہتے ہیں

شوارب جمع شارب کی ہے اوسکے معنی پینے والے کے ہیں۔ موچھہ اُن فضلات منخرین کو پیتی ہے جو ناک سے از قسم رینٹھہ وغیرہ خارج ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ موچھہ دونوں ہونٹوں کے نیچے واقع ہے ناک سے جو رطوبت بہ کر آتی ہے اوسے موچھہ پی جاتی

اس لفظ میں تشبیہ تحریف ہے ۱۲

ہے اسی وجہ سے اوس کا نام شارب رکھا گیا ہے کہ منہ مین اوس فضلہ کو جانے سے روکتی ہے اگر منہ کھلا ہو۔

پھر جب ہم کوئی شربت یا دودھ وغیرہ تر چیز پیتے ہین بڑی موچھہ ضرور اوس رطوبت سے آلودہ ہوجاتی ہے لہذا جو گندہ رطوبت ناک کی موچھہ مین بھری ہوئی ہے وہ بھی ہمارے شربت سے ملکر ہمارے پینے مین آجاتی ہی (راخ ہتو)

اگر آپ یہ کہین کہ ہم دودھ وغیرہ پینے سے پہلے موچھہ کو دہو ڈالتے ہین ضرور اوس گندہ رطوبت کی صفائی ہوسکتی ہے۔ مگر سچ کہو یہ التزام مالا یلزم فقط دُم سے ٹالنے کی غرض سے ہے یا کہ سچ مچ ایسا برتاؤ بہی سب موچھون والے کرتے ہین ہرگز نہین ہرگز نہین۔

علم قلع الآثار اور غسل اور ساخ کے قواعد علمی سے معلوم ہوتا ہے کہ بال جب کثافت سے آلودہ ہوجاتے ہین چند مرتبہ تیز صابون وغیرہ کے دہونے سے اونکی صفائی ہوتی ہے۔

رہا یہ شبہہ کہ جب موچھہ نہوگی تو وہ رطوبت منہ مین آئیگی اس کا جواب یہ ہے کہ قدرت نے منہ کو بند پیدا کیا ہے اور باوجود بند ہونے کے زکام وغیرہ کے وقت ہر ایک آدمی رومال وغیرہ سے رینٹھہ کو پونچھا کرتا ہے۔

اب تو آپ کو موچھون کے نہ رکھنے کا سبب عقلی بہی معلوم ہوا اور اسیطرح جملہ احکام شریعت کی بنا عقلی امور پر ہے گو ہماری سمجھہ مین نہ آئے۔

اب رہا ڈاڑہی کا بڑہانا چونکہ مرد اور عورت کا مابہ الامتیاز ڈاڑہی اور مونچھہ کے ہونے اور نہونے سے قدرت نے رکہا ہے اور موچھہ رکھنے کو ایک مانع

قوی محض عقلی آپ کو معلوم ہوچکا لہذا ڈاڑھی کا رکھنا اب زیادہ ضروری ہوا کہ دو چیزون مابہ الامتیاز مین سے ایک تو باقی رہے۔

قدرت کے کھیل یہ بھی دیکھو کہ جو لوگ ڈاڑھی مُنڈوانے پر دلدادہ ہین اکثر اونکے اطوار زنانہ پن کے ہوتے ہین سب سے زیادہ وہی لوگ مابون اس فعل بد کو پسند کرتے ہین۔ مخنث بھی اوسی قسم مین داخل ہین۔

سدا سُہاگن

فقرائے صوفیہ مین ایک فرقہ سدا سُہاگن کا بھی ہے وہ تو بالکل زنانہ لباس اور چوڑیان زیور زنانہ پہنتا ہے اوس کا دعوے یہ ہے کہ میرا پی (شوہر) معاذ اللہ خدا ہے جو ہمیشہ زندہ رہے گا حی لایموت لہذا مین کبھی رانڈ ہو نہین سکتی بلکہ سدا سُہاگن ہون۔

ہم نے بچشم خود ایسے فقرا کو لکھنؤ مین دیکھا ہے مسّی کی دھڑی دانتون پر جمی ہوئی ناک پر اونگلی رکھکر مثل عورتون کے باتین کرتے اپنی طرف جب خطاب کرتا ہے تو عورت بنکر کہتا ہے مین آتی ہون جاتی ہون۔ یہ داڑھی مُنڈے کی دوسری قسم ہے۔ سدا سُہاگن کے حال لانے اور اونپر حالت وجد طاری ہونے کے جو گیت گانے کے مشہور ہین ایک اونمین سے یہ بھی ہے۔ صبح کے وقت بھیروین مین یہ گایا جاتا ہے

دکھ لوچھت ہمرا کوئی نہین
رات پیا سنگ سوئی نہین

پھر وہ فرقہ ہے جو چار آبرو کا صفایا کرتا ہے۔ خدا سمجھے۔

تیسرا فرقہ ڈاڑھی مونڈون کا وہ اپنی عمر کو کمی کرنے کے لحاظ سے ڈاڑھی منڈواتا

ہے اور مونچھون کو کترواکر برائے نام رہنے دیتا ہے تاکہ سبزہ آغاز معلوم ہونے سے لوگ اوسکو کم سن لڑکا خیال کرین اسی کی نسبت گویا سعدیؒ نے یہ شعر لکھا ہے ؎

چہل سال عمر عزیزت گذشت
مزاج تو از حال طفلی نگشت

اس شکل کے ایک نواب صاحب ہم نے احاطہ رمضان علیخان واقع لکھنو مین سُنے ہین مُنہ مین دانت تو ایک ہی نہ تھا مگر مسّی کی دھڑی ہونٹون اور مسوڑون پر جمی ہوئی آنّا جس نے ان کو پالا تھا ہر دم انکے پاس۔ ایکروز کا عجیب سانحہ ہے کہ احاطہ مذکور جو ویران ہوگیا تھا شب کو نواب صاحب کے دالان مین ایک سانپ نکلا نواب صاحب نے آنّا کو پکارا۔ اری میری بُوا کسی مردوے کو بُلاؤ۔ آنّا کہتی ہے واری جاؤن تم بھی مردوا ہو۔

نواب صاحب ہان آنّا تیرے بچّے جیئن کیا خوب یاد دلایا لاتو میری لاٹھی یہ ہین ڈاڑھی مونڈے زنانہ مزاج۔

چوتھی قسم داڑہی مونڈون کی یہ وہی قسم ہے جس کا ذکر سُرخی مین آیا ہے کھڑے کھڑے پیشاب کرنے والے یہ لوگ صاحب لوگون کے تشبّہ مین داڑھی کا صفایا کرتے ہین اور منجملہ وجوہ تشبہہ کے یہ بھی ایک وجہ تشبّہ کی خیال کررہے ہین انکو اس کا عقیدہ ہے کہ چونکہ صاحب لوگ ہر ایک فعل عاقلانہ کرتے ہین لہذا داڑہی کا صفایا بھی ضرور کسی حکمت پر شامل ہوگا۔

صاحب لوگ خدا جانے اس فعل کو کس مصلحت سے کرتے ہین ہمکو اونکے افعال سے کچھ بحث نہین ہم تو اُمّت مرحومہ محمّدیہ کا دُکھڑا روتے ہین۔

قال رسول اللہ صلعم لیس منا من حلق وجلق وشلق۔ تین افعال کا پابند ہونیمین سے ایک ڈاڑھی مونڈوانے والے کو بھی حضرت نے شمار کرکے فرمایا لیس منا یعنی ہماری امت مین نہین ہی یا ہمارا پیرو ہم پر ایمان لانے والا وہ شخص نہین ہے جو داڑھی منڈائے۔ اللہ اکبر اگر یہ حدیث سچّی ہے اور ضرور سچی ہے تو فرمائی بروز حشر داڑھی منڈے کس نبی کی امت مین اوٹھائے جاینگے اہل اسلام کے نبی تو اونکو اپنی امت سے خارج فرما چکے ہین۔

خدایا

بحرمت اپنے حبیب کے ہم مسلمانونکو توفیق دے کہ ڈاڑھی منڈوا کر تیری حبیب کی امّت مرحومہ سے خارج ہون بلکہ بروز حشر بھی محمدی کہلائین۔

راقم غلام حسنین

مردے بیار نما وانگہ زن کن

یہ نصیحت اگرچہ دو لفظون مین ہے مگر اس کی تفصیل مین اگر دفتر ہاے طولانی لکھے جائین جب بھی کم ہے۔

مردی کی آزمائش سے فقط قوت بہیمی شہوت رانی مثل خنزیر کے نہین ہے بلکہ سب سے اہم عورت کی خبرگیری نان ونفقہ وغیرہ سے ہے اسلئے کہ وہی شوہر اپنی زوجہ پر حکمران ہے جو اوسکے حقوق واجبہ کو پورا کرتا ہے قال اللہ تعالیٰ الرجال قوامون علی النساء بما انفقوا۔ مرد عورتون پر قوام (حاکم) نفقہ دینے سے ہین۔ پھر اگر بی بی کے ٹکڑے پر گذر ہے تو النساء قوامون علی الرجال بما انفقن۔ عورتین مردون پر حکمران ہونگے بسبب نفقہ دینے کے (دن مسانہ یہی ہے)

ایک بڑی حکمت بالغہ الہیہ کمی تعلیم نسوان مین یہ بھی ہے کہ جو عورت اپنی علمی

لیاقت یا دستکاری یا میراث آبائی سے شوہر کی دست نگر نہین ہوتی وہ پوری پوری مطیع بہی شوہر کی نہین ہوتی۔ عقلی دلائل کے علاوہ مشاہدہ بہی اس کا موید ہے۔

ایسی عورت جو بجائے محکوم ہونے کے حاکم شوہر پر ہو مصداق اس شعر کی ہے ؎

پالا پڑا ہے مجھکو عجیب بد مزاج سے جھگڑا تمام دن ہے لڑائی تمام رات

دن کا جھگڑا تو انتظامی امور خانگی مین اور رات کا جھگڑا بی بی صاحبہ تمام دن کے خستہ محنت مشقت کرنے خواہ بیرسٹر یا جج ہو کر مقدمات کی پیروی یا فیصلہ کرنے سے۔

اب رات جو فطرت نے بقائے نسل کی غرض سے مضاجعت (ہم بستری) کیواسطے بنائی ہے او سی ایسی زوجہ کب گوارا کرے گی اور اگر کیا بہی طب کی قواعد کو ملاحظہ کیجیے زن یا مرد کسے باشد اگر اعیا (تہکن اور ماندگی) مین مبتلا ہو اور عورت سے ہم بستری کرے اولا تو استقرار نطفہ نہو گا اور اگر ہوا بہی تو وہ بچہ کیسی خراب حالت مین تمام عمر گرفتار رہیگا۔ اطباے یونانی اور بیدا ور ڈاکٹر سب ہمارے اس بیان سے متفق ہین پوچھہ لیجئے اگر آپ کو شک ہو۔

بڑا فساد نظام قدرت مین وہ لوگ ڈالتے ہین جو اعلی التعلیم لنسوان کے درپے ہین ــ لندن اور امریکہ مین جو فسادات عظیم اب عورات کی تعلیم یافتگی سے برپا ہو رہے ہین آپکو اخبارات سے ان کا پتہ مل رہا ہے۔

مین دور چلا گیا

تعلیم لنسوان کا ذکر اصطرادی ہے اصلی غرض تو مرد کا عورت پر حاکم ہونا اسکی آزمائش سے ہی نان و نفقہ کے علاوہ علم قیافہ کے چند اصول بھی ایسے ہین جنسے معلوم ہوتا ہی کونسا مرد کس قسم کی عورت پر براہ خلقت اعضا حکمران ہو سکتا ہے آج وہ زمانہ ہے کہ ہم ان

اصول کو اگر بیان کریں کوئی دفعہ منجلہ دفعات تعزیرات ہند ہم پر قائم ہو جائے۔

ہان فوٹو زن و مرد کا لینے سے طبعیت کامل جو قیافہ طبعی کو بھی جانتا ہے (جیسے ہم) ضرور حکم دے سکتا ہے کہ اس عورت پر یہ مرد قادر نہین ہو سکتا۔

جہالت کا بُرا ہو آج وہ زمانہ ہے کہ نہ وارثان زوجین کو اس کا خیال ہے کہ طبیب سے اسکو پوچھین اور نہ طبیب آپکو اس کا ذمہ دار سمجھتا ہے کہ ہم سے کیسی ضمانت خلائق کے متعلق ہے بحکم الطبیب ضامن ولو کان حاذقا۔ طبیب اگرچہ حاذق ہی ہو پھر بھی ضامن ہے۔ سچ کہو حکیم صاحب تمام عمر مین آپ نے کسی کی نسبت علم قیافہ طبعی سے یہ حکم دیا ہے۔ اور سچ کہین والدین اطفال کسی نے کبھی اس ضروری تحقیق کو اپنا فرض منصبی سمجھا ہے اور طبیب سے پوچھا ہے ہماری بکواس ضرور آپ کو بُری لگے گی مگر ؎

من انچہ شرط بلاغ است با تو میگویم — تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

ہم نے اُن بزرگون کی مار کھائی تھے اُن عقلا اور تجربہ کارونکی صحبت سے فیض اوٹھایا ہے جنکی صحبت مین دن رات انہین اُمور ضروریہ پر مدلل بحث ہوتی تھی۔

اخلاق ناصری اور کلیلہ دمنہ علم کو کہہ کے رسائل اونکو زبانی یاد تھے۔ ادہر کسی مسئلہ اخلاقی اور خانگی کا ذکر ہوا اور وہ بزرگوار برمحل پڑھتے تھے۔

شیخ ناسخ مرحوم بھی لکھنؤ مین ایسے مودب مشہور تھے کہ اُمرا اور روسا اپنی اولاد کو ادب آموزی کی غرض سے اونکی صحبت مین حاضر رکھتے تھے ؎

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

(باقی آیندہ)

یہ مضمون ۱۲ برس مین ختم ہوگا — راقم غلام حسنین

تعلیم یافتہ پارٹی نے آجتک کتنے شیر مارے

سُن چکے ہین خوب اُردوے معلی کی زبان
ہم کو ناسخ سالہا صحبت رہی ہے میر کی

اور کسی کو ہو یا نہو مگر ہم تو چالیس برس سے اِس پارٹی کے حالات سے باخبر ہو رہے ہین ہمارے سامنے اگر کوئی تعلیم یافتہ ذرا کہے تو سہی کہ ہم نے قوم کی یہ خدمت کی یہ ترقی دلائی مالی ترقی خواہ علمی خواہ دینی ہان یہ ناموری ضرور پیدا کی کہ رہی سہی گھر کی دولت گھر کی جائداد گھر کی موروثی آمدنی آبرو عزت کالج کی فیس اور لندن کے سفر مین برباد کر کے گھر پہونک تماشا دیکھا۔ دنیوی ضرر تو یہ ہوا اور دینی ضرر سے آج مجھے بحث کرنی منظور نہین گو کہ مین ایسی کمیٹی و انجمن کی اصل مسئلہ سے مخالف ہون مگر فرض محال کر کے آج پوچھتا ہون کہ یہ ہزارون بی۔ اے اور ایم۔ اے انکی مجموعی طاقت اگر یکجا ہو کر کوئی بات قومی ترقی کی پیدا کرتے کوئی ذریعہ فراغ البالی کا ایسا پیدا کرتے جس سے نادار قوم

پیٹ بھر کے دو روٹی کھا لیتی جب ہی ہماری کچھہ تو اشک شوئی ہوتی

اے بدنصیب تجھسے تو یہہ بھی نہو سکا

ترقی تو درکنار آزادی خیالات کی تحریک اس پارٹی مین ایسی پیدا ہوئی کہ ہماری گورنمنٹ رعایا پرور کو عموما جس قدر بھروسہ تعلیم یافتہ پارٹی سے اپنی سلطنت کی خیر خواہی کا تہا اوس سے زیادہ بدگمانی بدکرداری بنگالیون کی بدکرداری سے پیدا ہو گئی لیجیے حضور اور پہر کچھہ گھر سے لے جاؤ۔

اُمید تو یہ تھی کہ یہ پارٹی ہمکو حکام کی مہربانی کا ذریعہ ہوگی۔ مگر یہاں اولٹا اثر پڑا۔

شیعہ کانفرنس

یہی بڑا سبب قوی ہے منجملہ اور اسباب کے جو علمائے کرام نے صدارت کانفرنس کی تخصیص اپنے گروہ حق پژوہ سے رکھی ہے۔ اِس لئے کہ علمائے دین کبھی کوئی ایسی تجویز نہ کرینگے جس سے گورنمنٹ کی کسی قسم کی مخالفت ہو کیونکہ ہمارے مذہبی اُصول ہمکو مخالفت سلطان سے روکتے ہین جنکی پابندی سب سے پہلے علمار کو پھر اونکی پیروی سے عوام شیعہ کو ہے اور اگر یہہ تخصیص عہدہ صدارت کی نہ ہی اور کوئی جنٹلمین صدر جلسہ مقرر ہو۔ ضرور وہی اندیشہ ہے جو اوپر گذرا اِسلئے کہ اس پارٹی کو اصول مذہب کی پابندی نہین حلال اور حرام سے اِن کو کوئی واسطہ نہین اور پھر اسکے علاوہ عقول انکی ناقص انجام بینی سے بالکل معرّا فقط زبانی جمعخرچ سُن لیجیے کرتے کراتے کچھ بھی نہین خودسری اور خودستائی سے بھرے ہوئے۔

مین دُور چلا گیا

ہان صاحب تعلیم یافتہ کو جو غرور اور نخوت ہے اور گروہ حق پژوہ علما سے ہمسری بلکہ اون پر تفوق کے خواہان ہین۔ سوچنے کی بات ہے کہ کسی گروہ کو دوسرے گروہ پر فضیلت کا دینا محتاج اِس کا ہے کہ ایک گروہ مین کوئی صفت ضروری اور بکارآمد ایسی ہو جو دوسرے گروہ مین نہ ہو۔

اب ہم دونون پارٹی تعلیم یافتہ کا موازنہ کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ کون سی ضروری صفت تعلیم یافتہ پارٹی مین ہے جو گروہ علما مین نہین ہے۔ آپ فوراً کہدینگے کہ زمانہ کی اونچ نیچ سے علمار بے خبر ہین اور تعلیم یافتہ پارٹی اس مین ڈچ ہے۔ اچھا

اِس دعوے کی دلیل آپ کے پاس کیا ہے۔ ذرا دو ایک نظیرین تو ہمکو دکھا دیجیے۔ تجربہ کو تو رہنے دیجیے اس لئے کہ تجربہ اس پارٹی کو کب نصیب ہوا اگر تجربہ ہوتا تو آج یہ رونا ہم کیون روتے۔

رہی علمی مہارت اے سبحان اللہ اس کا ثبوت محض بی۔اے۔ایم۔اے پاس ہونے سے نہین ہوتا۔ کوئی علمی کام ان کا پیش کیجیے یہان پر اکرسلاب گول درگنبد و آواز درفش۔ ہان مکر اور فریب دہی اور منافقانہ کارروائی اس کی لیاقت ان کو ضرور ہے مگر یہ ایسی خراب بات ہے کبھی کوئی عاقل اسکو پسند نہین کرتا ہے۔

ہزارون تعلیم یافتہ مین سے کسی ایک کا بھی نام آپ لیجیے جس نے کوئی علمی کام ایسا کیا ہو جسپر آج ہم کو ناز کا موقع ملے۔ ابھی کل کے پیسہ اخبار مین ہے کہ علیگڈھ کالج کی ماسٹری سائنس کی تعلیم کی یورو پین ہی کے ہاتھ مین رہی۔ ڈوب مرنے کی جگہہ ہے جس کالج کا سالانہ خرچ اور آمدنی لاکھون کے شمار مین ہو اور قریب چالیس برس سے وہ جاری ہے آج اوس مین دو چار مدرس بھی ایسے نہون جو سائنس کی تعلیم دے سکین۔

تجارت زراعت صناعت یہی تین امور ایسے ہین جن سے قوم کی ترقی اور فلاح دنیوی ہو سکتی ہے کیا کوئی کمیٹی تعلیم یافتہ کی آپ بتلا سکتے ہین جو ترقی تجارت یا زراعت مین کسی قسم کی ناموری حاصل کی ہو ہرگز نہین۔

جس پارٹی کا خیال فقط نوکری بدتر از غلامی کا ہو یا بیرسٹری کرکے باطل کو حق پر غلبہ دینے اور مدعی مستحق کو محروم اوسکے حق سے کر دینا۔ اس پارٹی سے قوم کی فلاح کی امید کوئی مجنون ہی نہ کرے گا۔ پھر ہم کیا سمجھکر تمہاری نازبرداری کرین

رہی گیدڑ بھبکی

اب گروہ علما ایسا غافل نہین ہے جو ان لوگون کی گیدڑ بھبکیون سے ڈر جائے اونکو اور خصوصاً ہمکو خوب معلوم ہے کہ یہ پارٹی سوائے زبانی بکواس کے اور اس سے آج نہ کچھہ ہوا اور نہ کل کچھہ ہو گا - الہ آباد شیعہ لیگ خواہ مراد آباد مین سبکیٹی سب کچھہ کیجیے شیعہ گروہ جو اپنی عقل اور دین پر پختہ ہے اوسکو خوب معلوم ہے کہ آپ سے کچھہ ہوا اور نہ ہو گا -

کثرت اور قلت کی نظر سے بھی اگر پیرو علمار کے لاکھہ ہین تو اپکے دام تزویر مین گرفتار ہزار بھی ہونگے ہماری قوت اجتماعیہ کو چند نفوس خود رائے اور بیکار محض کے جدا ہونے سے کچھہ ضرر نہ پہونچے گا ع

کجا تیغ از تیغ من تیز تر　　ز پیکان من آتش انگیز تر

کہ از من بدان کین بناپہ آوری　　ہمان بہ کہ سر سوے شاہ آوری

بہتر یہی ہے کہ جو کچھہ علمائے دین فرمایئن اوسکو سمعاً و طاعةً منظور کر کے مطیعانہ رائے اپنی پیش کرو ورنہ سوائے افسوس کے اور کچھہ ہاتھہ نہ آئے گا - باطل کا پیرو کبھی سرسبز ہو نہین سکتا -

یا اپنے کارہاے نمایان کے نظائر پیش کرو جو ترقی قوم مین کر چکے ہو اوس وقت ضرور تمہاری ہٹ کو ہر شخص تسلیم کریگا ع

دعواے بے دلیل پسند خرد نہین

اپنے مقام پر یہہ انکر ٹ نا سند نہین

راقم زور سے کہنے والا — غلام حسنین

خبرین

گورنمنٹ مصر کی طرف سے جو بیش قیمت غلاف کعبہ ہر سال تیار ہو کر حج کے موقع پر محمل مصری کی صورت مین خاص اہتمام و اعزاز سے جاتا ہے اس کا سابقہ راستہ کی بجائے اب بحری راستہ سے جانا منظور ہوا ہے خشکی کے حصے مین حجاز ریلوے کی ایک سپیشل ٹرین اسکے لئے مہیا کیجائیگی

بمبئی مین ۷ نومبر کو ایک یوروپین شخص نے وکٹوریہ نامی حجامت خانہ مین گھسکر ایک خالی گلاس اور کچھہ پانی طلب کیا ۔ اور اپنی جیب مین سے کسی عرق کی بوتل نکال کر آدھی کے قریب گلاس مین انڈیل لی ۔ اور اس مرکب کو پیکر بے حس و حرکت ہو گیا ۔ جانکنی کی حالت مین اس نے گاڑی طلب کی ۔ اور پولیس اسے یوروپین جنرل ہسپتال مین لے گئی ۔ جہان تلاشی لئے جانے پر اس کے پاس سے آدھی بوتل کلوروڈین ۔ دو چھوٹی شیشیان ۹۳ روپئے اور ایک ریلوے پاس نکلا جسپر ریونینڈ جے آرالیسوسی ایٹن لکھا ہوا تھا ۔

جامع مسجد بٹالہ مین ایک شخص نانک چند ولد روڑا رام قوم برہمن ساکن سیالکوٹ مشرف بہ اسلام ہوا اور اس کا اسلامی نام عبد الرحمن رکھا گیا ۔

ہز ہائینس مہاراجہ پٹیالہ نے صحت گاہ مریضان دق کے لئے جو مسٹر مالاباری نے بمقام دہرم پور قایم کی ہے ۔ دوسرے بیش قیمت عطیون کے علاوہ ایک لاکھ روپئے عطا فرمائے ہین ۔ ہز ہائینس اسکے ساتھہ ہی مریضون کے لئے ایک شفاخانہ جاری کرینگے ۔ اور وعدہ فرماتے ہین کہ صحت گاہ مذکور کو زمین کے متعلق کوئی مشکل پیدا نہو گی ۔ اسکے منتظم ریاست کی طرف سے ہر ایک ممکن مدد حاصل کر سکینگے ۔

سلطان عبد الحمید خان کے سخت علیل ہونیکی خبر صحیح ہے وہ مرض گردہ مین سخت تکلیف کے ساتھ مبتلا ہین

(از پیسہ اخبار ۱۹ ۔ نومبر سنہ ۱۰ء)

ناظرین اور سامعین رسالہ

ہذا سے آج ہماری التجا

یہ آخری نمبر اس رسالہ کا ساتوین سال کا ہے اور کبھی ہم نے کوئی درخواست کسی سے نہین کی بلکہ جو سالانہ امداد اس کی مقرر ہے عہ؍ اوس کا تقاضا بھی نہین کیا اور اپنے ہی اوپر بار ڈالا اگر کسی نے دیا تو بلا طلب کبھی یہ بھی نہین درخواست کی کہ اس کی خریداری بڑہائی جائے اور ہر ایک شخص دو چار دس پانچ خریدار بڑہائے اور ہماری آمدنی کی ترقی ہو۔ اس لئے کہ آمدنی کا تو اس رسالہ کے اجراسے خیال ہی نہین بلکہ آؤ پیر کچھہ گھر سے لیجاؤ۔

اسی سات برس مین اس رسالہ کے (۲۶۸۸) صفحہ شائع ہوئے اور صدہا شبہات دہری کا جواب اور صدہا مسائل اسلامیہ کا اثبات دلائل عقلیہ سے کیا گیا جسکی وجہ سے ہزارون برادران اسلامی اپنی دین کی خوبی کو سمجھہ رہے ہین اور غائبانہ ہماری جان فشانی کی داد دے رہے ہین اور صدہا خطوط ہی ان کے دفتر مین آچکے۔

یہ سب کچھہ تو ہوا اور ہوتا رہے گا انشاءاللہ جب تک قلم ہمارے ہاتھہ مین ہے اور ہاتھہ مین قوت تحریر ہے اور ہم زندہ ہین بحرمتہ النبی وآلہ الامجاد۔

مگر اب زمانہ اور آفت ڈھانے والا ہے

سائنس کی تعلیم

اب علیگڈہ کالج مین شروع ہوگئی اور کڑوا کریلا نیب پر چڑھے گا اس لئے کہ

جب سائینس کی تعلیم کالج مین نہ تھی جب ہی وہان کے تعلیم یافتہ کیسے کیسے شبہات مین گرفتار ہوتے تھے اور اب تو کیا کہنا -

لہذا اب اہل اسلام پر واجب ہے کہ یا تو سائیس کی کتب کا انگرزی سے اردو مین ترجمہ کردین اور ساتھہ ہی ساتھہ اوسکے جن اصول جدیدہ سے کسی مسئلہ اسلامیہ پر حملہ ہوتا ہے اوس کی رد بھی اوسی جگہ لکھکر طلبہ مسلمین کو وہی ترجمہ پڑہاوین لیکن چونکہ ہمارے معزز عربی خوان طلبہ اردو کی کتاب پڑھنے کو اپنا ننگ اور عار سمجھتے ہین

لہذا

مناسب بلکہ واجب بوجوب عینی یا کفای (اس کو مجتہدین سے پوچھو) یہ ہے کہ عربی زبان مین جو علوم جدیدہ کا ترجمہ مصر اور بیروت مین ہوا ہے اور داخل کورس ہورہے ہین وہی کتب خرید کر کے ہمارے مدارس عربیہ مین وہ داخل درس کیے جاین اب سوال یہ ہوگا کہ اون کو کون پڑھاے گا - اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے علماے کرام کثرہم اللہ کو خدا نے ایسی لیاقت دی ہے کہ ادنی توجہ سے ان علوم کی کتب کو بخوبی سمجھہ سکتے ہین - اس لیے کہ جو سائنس کہ اب مروج ہے اور جس پر آج یورپ اور امریکہ کو ناز ہے اوس کے مسائل دقیق نہین ہین جو علما کی سمجھہ مین نہ آئین ہان توجہ اور کوشش کی شرط ہے -

میرا یہی رسالہ ماہوار میرے اس دعوے کی دلیل ہے جسقدر شبہات علوم جدیدہ سے اس رسالہ مین درج ہوئے اور مین نے ان کو رد کیا کوئی شخص ناظرین رسالہ ہذا مین سے از عالم تا غیر عالم ایسا نہین ہے کہ اوس کی سمجھہ مین نہ شبہہ

اور رد شبہہ نہ آیا ہو یہی حال کل سائنس کا ھے۔

خاص میرا کام

جسکو مین کر رہا ہون اب یہہ ضروری ہے کہ دو چار طلبہ کو جو لائق اور فائق ہون اون کتب کو عربی زبان مین پڑہا دون اور جب وہ میرے نزدیک قابل اسکے ہون تو اور مدارس مین اونکو مدرس مقرر کر دیا جاوے اور کام انجام کو پہونچے۔

اب آپ لوگون سے

یہ سوال پہلا میرا ہے کہ اون کتب کے خریدنے کے واسطے کسیقدر امداد مالی ضرور کیجیے اور اپنے دوست احباب سے بھی اس ضرورت کو ظاہر کرکے اگر یہ ضرورت آپ پر بھی ثابت ہو تو ضرور سرگرمی سے اس فنڈ کو قایم کردیجیے۔ مین نے تو اپنی ذاتی کوشش سے جس قدر مجھے خدا دیتا ھے اوس کا چہارم خواہ ثلث ہمیشہ آپکے دین کے اجرا مین خرچ کر رکہا ہے جس کا اظہار بالا خوانی پر محمول ہوگا۔ مگر جو لوگ اس رسالہ کو ماہوار پڑہتے ہین اور اونکے نام پر جاری ہے اون کو بخوبی معلوم ہے کہ سات برس خواہ پانچ اور تین برس مین اونہون نے کسقدر امداد کی ھے اور کبھی اونپر تقاضا بھی ہوا ہے۔

چونکہ اس وقت روئے سخن اونہین کی طرف ہے لہذا ہمکو زیادہ لکھنے کی حاجت نہین ہے۔ یہہ پہلا سوال ہمارا سات برس جانکاہی کے لبعد آج ہوا ہے۔ اور اگر ہم سے تنہا یہ کام ہوسکتا تو ہرگز ہم کبھی لب کشائی نہ کرتے۔ لیکن چونکہ اب ضرورت شدید ہی لہذا جو کام کبھی نہ کیا تھا بنا چاری آج وہ بھی کرنا پڑا۔

راقم غلام حسنین مظفرنگر

ذرا ہمارے نبی اور ائیمہ کا علم بھی بچشم انصاف دیکھو

اگر کسی لوہار سے پوچہا جاے کہ دھوبی کو کپڑے دھونے مین کیسے کیسے اصول علم قلع الآثار کا برتاو کرنا چاہیے۔ لوہار یہی کہے گا کہ مین کیا جانون مجہہ سے لوہے کے بنانے کو پوچھیے۔ اگر کسی حکاک مہرکن سے پوچھا جاے کہ معمار کو تعمیر مین اصول انجنیری سے کون کون قواعد کا برتاو ضروری ہے وہ بہی جواب دیگا کہ مین مُہر کندہ کرنا جانون عمارت کے اصول مین کیا جانون۔

اسیطرح تاجر اور دلال وکیل اور طبیب زمیندار اور کاشتکار صدہا پیشہ ور جو شخص جو پیشہ کرتا ہے اوسی پیشہ کے اصول کو اور وہ بہی ناقص طور سے کچھہ جانتا ہے علما کی بہی صورت ہے جس عالم کو جس علم مین مہارت ہے اوسی علم کے مسائل سے اگر سوال کیجیے ٹوٹا پہوٹا جواب دے گا۔ اور باوجود مہارت کے پہر بہی بعض سوالات کے جواب مین لا ادری کہکر اپنا پیچھا ضرور چہوڑانے کے درپے ہو گا۔

رہا عالم ہمہ دان اولاً تو اس کا وجود ہی نہین اور اگر کوئی ہے تو ہر فنے پوچ فنی مثل مشہور ہے

معدنیات کا عالم علم نباتات کو ہرگز نہین جانتا۔ صحرائی جانورون کا جاننے والا دریائی جانور اور دیگر موجودات آبی سے کچہہ واقف نہین۔

علم معاشرت اور تمدن کا عالم جو پورا ان مین ہو اگرچہ اوسکو جملہ علوم کے

جاننے کی ضرورت ہے مگر ہمیشہ محتاج اسیکا ہے کہ ہر فن والے سے اوسکے متعلق اصول کو پوچھے تب جاکر کوئی قانون یا ایکٹ بنائے۔

یہی حال موجدین اشیا کا ھے کہ جس چیز کی ایجاد کرتے ہین اوس کے جمیع نقائص اور ضروری امور کو کبھی نہین جانتے۔ بلکہ رفتہ رفتہ اور لوگ اوس صنعت کو نقائص سے پاک کرتے ہین۔

جن لوگون نے بڑے بڑے لائبریری یا کتب خانہ فراہم کرلئے اور کمتر کوئی علم اور فن ایسا ہوگا جس کی کتاب اونکے پاس موجود نہ ہو وہ بھی صدہا امور کے جاننے مین اگرچہ کتب کا ذخیرہ کافی اونکے پاس ہے مگر جواب دینے مین بعض تو ایسے ہین جنکی مثال قرآن مجید مین یہ وارد ہے مثلھم کمثل الحمار یحمل اسفارا۔ یعنی گدھے پر کتابین لدی ہین اور بعض اگر کچھہ کہینگے تو محض غلط اب خلاصہ یہہ ہوا کہ ہر چیز کا جاننا اور صحیح صحیح طور سے جاننا طاقت بشری سے باہر ھے اور یہ بات ہر شخص جانتا ہے

آمدم بر سر مطلب

پھر جس شخص کو کسی علم کی تعلیم کبھی نہوئی ہو اور نہ کوئی پرچہ کسی کتاب کا اوس کے پاس ہو اور نہ کسی عالم یا صناع یا موجد یا پیشہ ور کی صحبت ہو نہ صحرا اور دریا کا سفر کرکے کچھہ معلومات براہ تجربہ اوسکو ہوئی ہو اور نہ تاریخ عالم سے اوس کو زبانی کسی مورخ کے خواہ مطالعہ سے کسی کتاب کے خبر ہو اور جس علم کے متعلق جس ہنر کی بات اُس سے پُوچھی جاوے برجستہ ایسا جواب صحیح ارشاد فرمائے کہ بڑے بڑے ماہران فن عالمانِ علوم سے بھی وہ جواب ادا نہ ہوسکے اوس کی قوت

علمی قوت لبشری کیونکر ہوسکتی ہے۔ اور جب طاقت لبشری نہین ہوسکتی پہر سوائے طاقت روحانی اور قوت نورانی کے اور اسکو کیا کہوگے۔

اور نبی اور نائب نبی ہم اوسیکو مانتے ہین جس مین ایسی قوت علمی خدا نے ودلیعت کی ہو۔

اَب لیجئے

ہمارے نبیؐ کی احادیث (علاوہ قرآن کے) اور نبی کے اوصیاء برحق کی احادیث جو ماخوذ اوسی نبی کی تعلیم سے ہین اور دیکھنے کے بدون سوال سائلین کیسے کیسے مسائل دقیقہ کو حل فرمایا اور اگر کسی نے کچہہ سوال کیا زمین سے لیکر تا عالم بالا اسکا برجستہ جواب کیسا دیا ہے جس سے بڑہ کر تو کیا اوسکے پاسنگ بہی کوئی جواب ہو نہین سکتا۔

اگر کسیکو یہ شبہہ ہو کہ پیران نمی پرند مریدان می پرانند۔ علمائے اسلام نے گڑہ گڑہ کر یہ حدیثین بناکر اپنے پیشواؤن کی طرف اونکو منسوب کردیا ہے اوس کا جواب یہ ہے کہ اہل اسلام نے علم حدیث کے متعلق علم رجال اور تنقید بہی ایجاد کیا ہے اور جو حدیث کسی راوی سے وارد ہے اوسکے راوی کے اچھے اور برے ہونے کی پوری تحقیق کرنے کا دروازہ کھول دیا ہے اور عنعنہ یا سلسلہ روایت کو ہر طبقہ مین بخوبی ظاہر کردیا ہے جسکے ملاحظہ سے اچہی طرح سے معلوم ہوسکتا ہے کہ سوائے اوسی امام یا نبی کے اور درمیان مین سلسلہ کے کوئی ایسا نہین ہے جو ایسے امر مشکل کا جواب اپنی قوت بشری سے دے سکتا۔ اور اگر درمیان مین اس سلسلہ روایت کے کوئی عالم آیا بہی ہے تو اوس سے پہلے چند راوی فلان

جن فلان ایسے نہ تھے جو اس مسئلہ لاحل کا جواب اپنی قوت علمی سے دیتے میری غرض اس وقت اونہین احادیث مقدسہ سے متعلق ہے جن مین دقایق حکمت فلسفیہ کا ورود ہے۔

[illegible]ا وہ دقائق فلسفیہ جو فلسفہ قدیمہ کے جاننے والون کے علم سے باہر [illegible] اور اب جدید تحقیق سے اُن کا ثبوت ہوتا ہے مثلاً سیارات کا سات سیّارون مین قدماء علم ہیئت کی راے مین منحصر ہونا اب جدید تحقیقات سے ۵۲ سے زیادہ ثابت ہوتا ہے یا سیّارات پر ذی روح آبادی کہ قدماء علم ہیئت کے وہم وگمان مین بھی نہ تھی اور اب ٹیلسکوپ (دوربین) سے معلوم ہوئی۔

ہمارے نبی اور آئمہ کی احادیث کو دیکھیے دونون کی خبر اوس مین موجود ہے یعنی سیّارات (اقمار) بھی علاوہ اِس قمر کے اور اُن سیّارات پر آبادی کا ہونا اور اُن مخلوقات کا خداے یگانہ کی عبادت مثل ہماری کرنی اور اونکی عبادت کیسی ہے یہ سب کچھ احادیث مقدسہ مین وارد ہے۔ وہ کون سی دوربین ایسی تھی جس سے ان حضرات نے ان سیّارات کو دیکھہ لیا تھا وہی دوربین الٰہی جو سواے نبی یا خلیفہ [illegible]ر کسی کے پاس نہین ہوتی۔

[illegible]نور کے مسائل اب جد[illegible]ہوئے اور مشتری سے مریخ کے نور کی کمی بیشی تو ابھی تک نامعلوم [illegible] یہ بات ضرور معلوم ہوئی ہے کہ نور کی مقدار لبقدر مربع دوری نیّر سے (جسم روشن) سے کم ہوتی ہے۔ ہماری احادیث ائمہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ یہ حضرات ہر ایک ستّارہ کے نور کی کمی بیشی بہ نسبت دوسرے ستارہ کے جانتے تھے۔

کہاں تک لکھوں ہیں کیا اور میرا علم کیا مگر پھر بھی دو چار حرف بتصدق انہیں ہادیان برحق کے جانتا ہوں تو مجھے اپنے علم اور ادراک کا نتیجہ تو یہی ہوتا ہے اور میرا کانشنس بھی اسی کی ہدایت کرتا ہے ؎

اتنا جانا کہ کچھہ نہ جانا افسوس
معلوم ہوا کہ کچھہ بھی معلوم نہیں

جب میں کسی حدیث متعلق بہ علم کو پڑھتا ہوں عقل حیران ہوتی ہے کہ یا اللہ ایسے بزرگوار جنکے پاس نہ کتب خانہ نہ کوئی آلہ نہ کوئی معلم اور دقائق حکمت پر ایسے حاوی لہذا بصدق دل یہی اقرار کرنا پڑتا ہے نشہد ان محمدا رسول اللہ ومدینۃ علم اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد رسول خدا ہیں اور مدینہ علم الہی ہیں۔ و نشہد ان ائمتنا نوابہ وعیبۃ علوم سببہم صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے دوازدہ امام نائبان رسول ہیں اور گنجینہ علوم اپنے جد کے ہیں درود خدا سب پر ہو

راقم غلام حسنین

محرم کی آمد آمد اور دھوم دھام

دو فرقہ دھوم دھام مچانے والے ہیں ایک تو وہی فرقہ جسکے پیدا کرنے کا خدانے ہمارے نبی سے وعدہ فرمایا ہے کہ ہم ایک گروہ ایسا پیدا کرینگے۔ رجال ھم یبکون علی رجال ال محمد ونساءھم یبکین علی نساءھم۔ اوس ماتم داران شہید مظلوم

کے مرد مردون پر اور عورات اوسی گروہ کے عورات کے مصائب پر روئین گے۔

اِس گروہ خاص کے پیدا کرنے کی اولی مصلحت ایزدی یہ ہے تا کہ اس شہادت کا ذکر تا روز قیامت باعلان ہوتا رہے اور اوس اعلان سے ہزارون فوائد دین حق کی حقیت ثابت کرنے سے ہوتے رہین۔ حضرت یحییٰ اور حضرت جرجیس علیہما السلام بہی شہید ہوئے اور انبیائے بنی اسرائیل مین تو صدہا کی شہادت ہوئی مگر ان شہدا کی شہادت کی یاددہی سے یہ فوائد نہین حاصل ہوتے تھے۔ لہذا خدا نے کوئی گروہ ہم عزاداران امام حسینؑ کا ایسا پیدا نہ کیا۔

اور آپ کی شہادت کے واقع ہونے سے سچے محمدی اور منافق کی شناخت چونکہ ہوئی لہذا ہماری خلقت گویا تمام دین اسلام کا ایک پورا ذریعہ ہوا۔ پھر کیون نہ خدا ہم عزاداران کو پیدا کرتا ضرورت یہی ہے۔

دوسری مصلحت۔ اور جب ہمکو پیدا کیا تو خلاف قانون فطرت ایک یہ بھی صفت ہم کو عطا فرمائی کہ اگر ہمارے سامنے ہزار مرتبہ ایک ہی مصیبت امام مظلوم کا ذکر ہو ہم ہزار ہی مرتبہ روتے ہین۔ حالانکہ عام مصائب کا یہہ خاصہ ہے کہ تکرار ذکر سے اُن کے خاصیت رولانے کی باقی نہین رہتی۔ اس خاصیت کے دینے مین یہہ فائدہ ہے کہ ہمارا ایسا ہونا پوری دلیل اسکی ہے کہ ہم اسی گروہ مین ہین جس کو خدانے عزاداری کے واسطے پیدا کرنا ہمارے نبی سے بطور وعدہ صادقہ کے فرمایا ہے۔

لیجیے حضور ہمارے نبی کی صداقت بہی اس وعدہ کے بیان فرمانے مین ثابت ہوئی اور ہمارا اسی گروہ مین ہونا بہی اسی دلیل سے ثابت ہو گیا۔

اگر ہم مین یہ صفت نہوتی اور جس مین نہ ہو وہ کبھی دعوےٰ نہین کرسکتا کہ ہم اس گروہ مین داخل ہین اسی نظر سے کہا گیا ہے کہ ایک پنتھ دو کاج۔

کیا اس سے بڑھکر اے عزاداران حسین تمہارے اس گروہ موعود مین ہونے کی کوئی دلیل بلا خرخشہ ایزاد ہوسکتی ہے۔ یہ ایک اتنا بڑا معجزہ ہمارے نبی صلعم کا دوامی ہے جو کسی نبی کو بعد اوسکے مرجانے کے خدا نے نہین دیا ہے۔ اگرچہ شہادت امام حسینؑ سے اور بہی روزانہ کرامات کا ظہور ہوتا ہے مگر اس معجزے مین یہ دوسری عجیب بات ہے کہ ہر ایک عزادار سے خارق عادت کا صدور ہوتا ہے۔

اب تم کو اوس آیت کا بھی ثبوت ملجائیگا جو خدا فرماتا ہے۔

کنتم خیر امتہ۔ تم اے اہل ایمان بہترین امم ہو۔ اس لئے کسی نبی کی امت کو یہ فخر حاصل نہین ہے کہ وہ کوئی امر خارق عادت روزانہ ظاہر کرسکے۔

ہمارے مخالفین اس گریہ اور بکا پر ہم پر طعن اور تشنیع ضرور کرتے ہین لیکن اگر وہ اس قانون فطرت کے برخلاف ہماری رقت قلب کو نظر انصاف سے دیکھین تو اون کو بجائے طعن اور تشنیع کے ہمارا داخل ہونا اوسی گروہ مین ثابت ہوجائے جس گروہ کے پیدا کرنے کی خبر ہمارے نبی نے دی ہے اور وعدہ الٰہی کو ظاہر فرمایا ہے۔

رہا یہ شبہہ اس حدیث پر کہ مردان امت فقط مردان اہلبیت کی مصیبت پر روئین گے اور عورات کی مصیبت پر عورات روئین گی اور واقع اس کے خلاف ہے اس لئے کہ مردان امت عورات اہلبیت کے مصائب پر اور عورات مردون کے مصائب پر بھی روتی ہین لہذا حدیث معاذ اللہ غلط ہے۔ اس کا جواب یہہ ہے

کہ جو مصائب خاص مردون کے ہین اون پر زیادہ تر رقت قلب مردون ہی کو ہوتی لازم ہے اور بالعکس یعنی عورات کے مصائب مخصوصہ پر جس قدر عورات دل گداختہ ہوتی ہین مرد کبھی نہین ہوتے مثلاً جوان فرزند کا شہید ہونا اس کے سُننے سے جس قدر پسر مردہ باپ کو صدمہ ہوگا مان کو اس قدر نہوگا اس لئے کہ باپ کی اُمیدین فرزند سے جس قدر ہوتی ہین مان کو اس قدر نہین ہوتی ہین۔

باپ کا نام ونشان فرزند سے اوس کا نام فرزند سے قائم ہے۔ مان کا نام و نشان فرزند نہین ہے لہذا فرزند کی مصیبت پر جس قدر مردون کو غم اور الم ہوگا عورات کو نہوگا۔

اسیطرح بیوہ ہونے کی مصیبت یا بے پردگی کی مصیبت یا اور صدہا امور متعلق بزبان اونکی یاد آوری سے جس قدر عورات پر اثر پڑتا ہے مردون پر ہرگز نہین لہذا حامل وحی نے اوسی وعدہ الٰہی کا ذکر فرمایا جو مخصوص دونون صنف سے مرد اور عورت کے ہے۔

اس تخصیص کا لطف وہی سمجھہ سکتا ہے جسکو اخلاق مخصوصہ زن اور مرد پر پوری آگاہی حاصل ہو۔

اسی قدر بیان تخصیص لگائے فریقین کا بس ہے اور ہم نے جلد اول کتاب ماتین مین اور بھی اس کے فوائد کو لکھا ہے۔

دوسرا گروہ دھوم دھام کا مچانے والا وہی فرقہ ہے جو اس واقعہ شہادت کے اعلان کو اپنے اصول مذہبی کے مُضر خیال کرتا ہے اور سارا کھیل بنا بنایا اگر واقعات شہادت نہ ہوا اوس گروہ کا بگڑ جاتا ہے لہذا جس طرح ہم عزاداران امام

مظلوم کی دہوم دہام اس واقعہ کے اعلان پر ہے اوسیطرح فرقہ مخالف کا زور شور تقریری اور تحریری اس عزاداری کے مٹانے مین ہے اور ہوتا ہے چاہے اپنے اپنے قدحہ کی سب ہی خیر مناتے ہین۔

مگر ہمکو قدرت الٰہی پر نظر کرنی لازم

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ خدا کے نور کو بجھانا چاہتے ہین اور خدا اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ کافرون کو ناگوار ہو۔ اخبارات اور رسائل کے اجرا سے جو جو عجائب امور مصدق واقعہ شہادت کو خدائے کریم ظاہر کر رہا ہے انڈیا سے لیکر عرب اور عجم وہی امور ایسے ہین کہ منصف مزاج گو دکسی مذہب کا ہو) اس واقعہ ہائلہ کی تصدیق کرا رہے ہین۔

ہم کو اوس فریق مخالف سے مناظرہ اور مباحثہ کرنا منظور نہین ہے اور نہ ہمارا یہ رسالہ مناظرہ اور مباحثہ کرنے کی غرض سے جاری ہے۔

بلکہ یہ رسالہ بیان واقع اور اوس واقع کا مطابق عقل صحیح کے ہونا ہی اِس رسالہ کا موضوع بحث ہے اور اسی وجہ سے اس رسالہ کو عام طور سے لوگ پڑھ رہے ہین۔ اور کوئی مضمون اس کا کسیکو ناگوار نہین ہوتا۔

ہم کو منظور ہے کہ سال روان ۱۳۲۹ھ مین جس قدر امور خارق عادات انڈیا مین متعلق ماجرائے کربلا ظاہر ہوئے ہین معزز ناظرین اپنی اپنی قرب و جوار کے امور کو بذریعہ تحریر ہمکو مطلع کرین تاکہ ہم اسال ۲۹ ہجری مین ہم اونکو درج کرین۔

راقم غلام حسنین

علم مناظر اور علم مرآت

یعنے

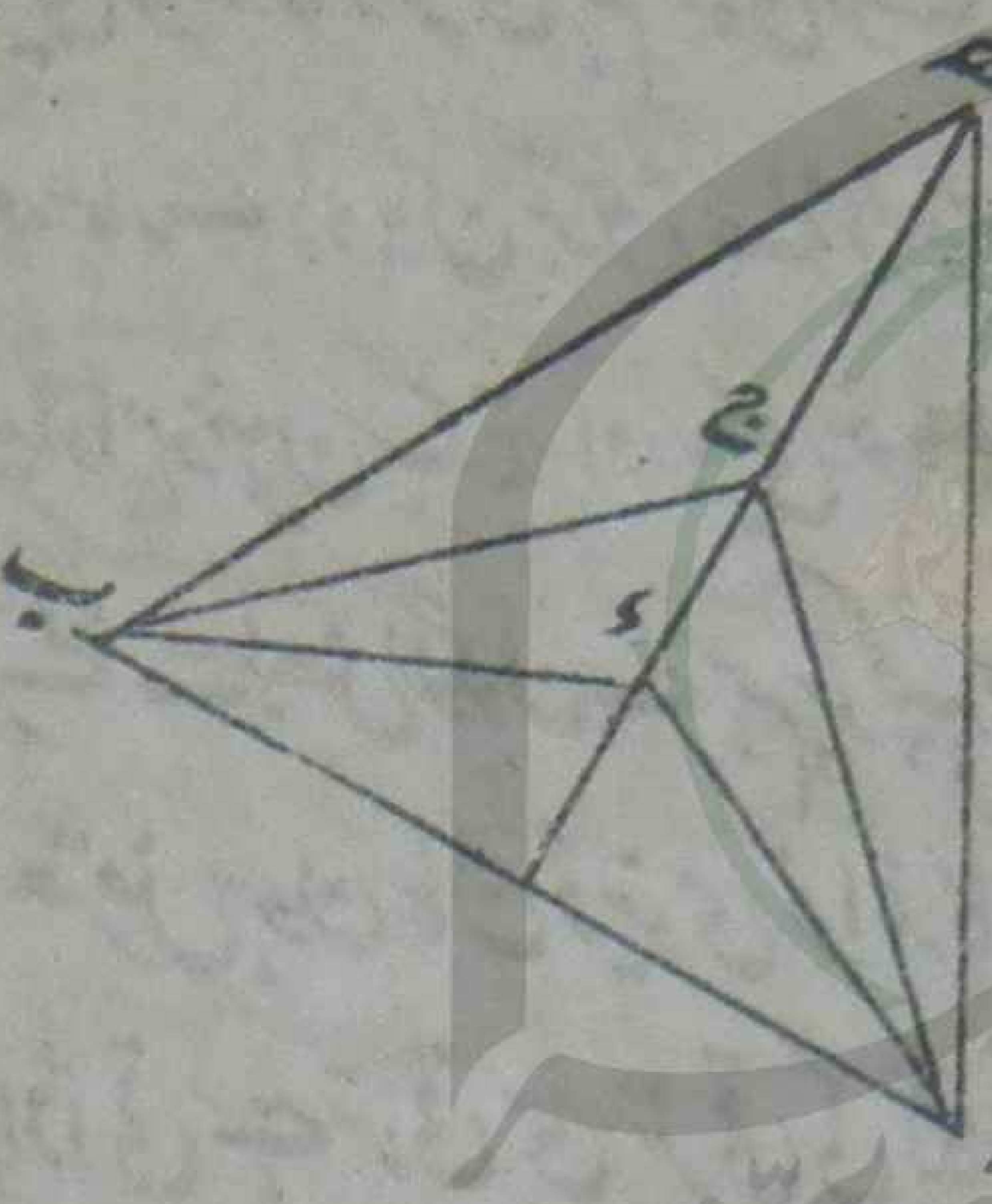
آج اگر اہل علم اسلامی سے پوچھا جائے کہ یہ دونون علم کبھی اہل اسلام مین تھے اور ان علوم سے کوئی فائدہ معاش یا معاد کا بھی ہو سکتا تہا اور ہو سکتا ھے یا نہین تو شاید جواب نفی مین دینگے

دینی فوائد کا ذکر آج ہم ملتوی کرتے ہین اسلیے کہ ہمارا دین اور اوسکے اصول ایسے ہین اور ہمارے ہادیان برحق نے ایسی سہولت ہمارے واسطے رکھی ہے کہ جس کا شکریہ ادا ہو نہین سکتا۔ اور یہ بھی خوف ہے کہ جس طرح مسئلہ قطب نما اور قبلہ نما کے چھیڑنے سے بعض لوگون نے ہم پر کچہہ مہربانی کی بوچھار کی ھے اس جدید امر پر بھی معترض ہون ہان دنیوی فوائد کا ذکر آج ضرور کرون گا اسلیے کہ آج جدہر سے آواز آتی ہے ترقی ہی ترقی کی پکار ھے کہ دنیا حاصل ہو جا ہے دین جائے چاھے رہے۔

علم مرات اور علم مناظر کا اہل اسلام مین ہونا اس کا ثبوت ہم تاج گنج کے روضہ کے طغرا سے دیتے ہین جو شاید بڑے بڑے محقق سیاح اور مہندسین یورپ کی بہی سمجہہ مین نہ آتا ہو اور وہ یہ مسئلہ لاحل ھے کہ تاج گنج کا طغرا نیچے سے لیکر اوپر تک جس قدر حروف لکھے ہین سب ایک قلم سے جلی اور خفی ہونے مین برابر نظر آتے ہین اور علم مناظر کا برہانی مسئلہ ہے کہ دور کی چیز چھوٹی اور قریب کی بڑی نظر آتی ہے اس طغرا نویس مہندس کو وہ کونسا قاعدہ عملی معلوم تہا جسکے ذریعہ سے ایسا دشوار کام کیا ھے جو کسیطرح سمجہہ مین نہین آتا۔

ہم اپنے معزز انگریزی دان طلبہ کے سمجھانے کی غرض سے اور اونکے اس خیال کو باطل کرنے کی غرض سے کہ اہل اسلام یورپ کی برابر علم نہ رکھتے تھے اس مسئلہ کو شکل بنا کر بھی سمجھا دین تاکہ ہمارا یہ دعوے بادلیل ہو جائے۔

اقلیدس نے کتاب المناظر مین ثابت کیا ھے کہ جس کے دیکھنے سے زاویہ رویت قائمہ پیدا ہو وہ اپنی پوری مقدار پر نظر آیگی اور حادہ زاویہ سے چھوٹی اور منفرجہ سے اپنی مقدار سے بڑی نظر آئے گی۔



مثلث اج ب مین زاویہ اَحَ بَ قائمہ ہے

اسکے اندر مثلث ا ء ب کا زاویہ ہے جو زاویہ

اح ب سے بڑا ہے شکل م ا

لہذا یہ زاویہ ا ء ب منفرجہ ہے

ایضاً مثلث اھ ب مین مثلث اج ب واقع ہے لہذا زاویہ اج ب قائمہ بڑا ہے۔

زاویہ اھ ب سے لہذا اھ ب قائمہ سے چھوٹا یعنی حادہ ہے ش م ا

اب دیکھو

اَب ایک خط یا جسم وہ ہم کو ج مقام سے اگر دیکھین اپنی پوری مقدار پر نظر آئے گا۔

کیونکہ اح ب زاویہ قائمہ ہے۔

اور اگر خط ا ب کو (د) مقام سے دیکھین اپنی مقدار سے بڑا اور ھ مقام سے اپنی مقدار سے چھوٹا نظر آئے گا۔

اب کوئی بڑا مہندس اور محاسب ہمکو یہ بتلائے کہ وہ کون سا قاعدہ ہے کہ اب خط ہر ہر مقام سے اپنی پوری مقدار پر نظر آئے یا یون کہو وہ کون سا قاعدہ ہے کہ نزدیک اور دور کی شے برابر مقدار پر نظر آئے۔

ہمکو چالیس برس ہوئے جب پہلے پہل تاج گنج کے روضہ مین یہ امر عجیب دیکھا تھا اور ہمیشہ ہمکو فکر اس کی رہتی رہی کہ آخر یہ صنعت عجیبہ جو برخلاف برہان ہندسے کے ہے کیونکر اس طغرا نویس نے ایجاد کی ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ علم مرآت کے جب عدسات شش گانہ کو دیکھا اوس سے پتہ مل گیا کہ بعض عدسات کا یہ خاصہ ہے کہ قریب کی شئے کو چھوٹا بہ نسبت زیادتی مربع بعد کے دکھلاتے ہین۔

اب یہ شبہہ تو جاتا رہا کہ ایسا ہونا ناممکن ہے ہان اب اس طغرا نویس کی لیاقت علمی کا یکے از ہزار اقرار کرنا پڑا کہ وہ شخص ایسا کامل علم مناظر اور علم مرآت مین تھا جس نے ایسی صنعت کو عملی طور سے کر کے دکھلا دیا۔ ہم کو جائے فخر ہے کہ ہماری انڈیا مین بھی زمانہ سلطنت دہلی مین ایسے ایسے کامل موجود تھے۔ یہ روضہ بنایا ہوا ملکہ ممتاز محل کا ہے علاقہ مارواڑ کی جو پرست سر جہان کی حاکمی ہم بھی کر چکے ہین اور ان کاریگرون کی اولاد سے ہم ملے ہین انکے پاس کتاب ہے جسمین روضہ کے بنانے کے سب اصول درج ہین۔

راقم غلام حسنین

تعلیم یافتہ کو سوجھی گی

لو بگاڑنے کی سوجھیگی

چونکہ یہ پارٹی بھی ہمارے مجموعہ افراد اسلامی مین داخل ہے کوئی غیر فرقہ نہین ہے

اگرچہ تعلیم کی خرابی سے ان کے خیالات ہم سے جدا ہونے کے ہون مگر صاحب جگر جگر اور دگر دگر نا خون سے چھوڑائے گوشت نہین چھوٹتا۔ خیالات فاسدہ کی جڑ کٹتی ہے جب آدمی انصاف پر آجاتا ہے سارے خیالات فاسدہ کالعدم ہوجاتے ہین کیا آپ کو معلوم نہین ہے کہ فقط مین تنہا نہ جس کا کوئی امیر مدد گار نہ قومی امداد کا سہارا مگر انتصار الاسلام جلد اول اور تہافت الفلاسفہ کے شش سالہ اجراسے صدہا تعلیم یافتہ کے خیالات کی درستی کا باعث ہوا ہون اور اسکے ثبوت مین دفتر ہمارا خطوط سے بھرا ہوا ہے۔ خیر یہ تو اور بات ہے تعلیم یافتہ پارٹی کی لگاڑ کا ذکر سنئے۔

سب سے پہلے جو لگاڑ ان کا ھے وہ تو یہی ہے گھر پھونک تماشا دیکھنا۔ تعلیم کا خرچ پھر اوسکے بعد جنٹلمین کی شان وشوکت طعام لباس مکان فرش فروش سواری شکاری خرید اخبارات یورپ یہ مصارف لیجئے اور ان کا بار اوسی گھر کی آمدنی پر۔ پوچھ لیجئے ان کے سرپرست والدین سے اگر میرے کہنے کا یقین نہو۔ خود مجھ سے ایک ڈپٹی کلکٹر تعلیم یافتہ نے اقرار کیا کہ آپ کی نصیحت اس بارہ مین بالکل سچی ہے اگرچہ مین اس وقت سو روپیہ کی تنخواہ پاتا ہون مگر پھر بھی پچاسون روپیہ گھر کے اوٹھا کر تب ٹھاٹھ پورا ہوتا ہے نام نہ لونگا۔

دوسرا لگاڑ جو سب سے زیادہ قابل رونے کے ہے وہ تعلیم کی خامی کہ خرچ تو اس قدر ہوا گھر تک فروخت ہوا مگر صاحبزادہ کے علم اور فن مین پوری نہوئی۔ پوری سے ہماری کیا مراد ہے کہ بدون نوکری بدتر از غلامی کے اپنا پیٹ پالنے کی لیاقت انکو نہوئی۔

دیکھو ذلیل سا ذلیل پیشہ مُرغی میچر کا ہے اگر دس روپیہ خرچ کر کے کوئی مُرغیان پالے چند روز مین روپیہ روز کی آمدنی اوس کی ہوتی ھے۔ دو روپیہ کا دودہ لیکر مکھن یا پنیر (چیز) بناؤ جب ہی پیٹ بہر کے روٹی مل سکتی ہے۔

ہمارے جنٹلمین سے تو پوچھو ان کے پڑہنے لکھنے سے دو کوڑیان روز کی بہی آمدنی ان کو ہوتی ھے خاک پڑے ایسی تعلیم پر۔

تیسرا بگاڑ۔ یورپ کا بھانڈ بن جانا اور دن رات سوائے ثنائے بیجا اہل یورپ کے اور کوئی ان کا مشغلہ نہین پوچھو تو کہ اچہا صاحب یورپ ایسا ہی قابل ثنا ھے مگر اوس کی اچھائی سے تمکو کیا ملتا ھے ؎

فکر خود کن فکر بیگانہ مکن

در رہِ بیگانگان خانہ مکن

ہم کو بتلاؤ کہ یوروپ کی تقلید سے تم نے کے شیر مارے۔ کون سا کمال حاصل کیا یہہ خرابی ایسی ھے اور اس کا اثر قومی اور مذہبی امور پر ایسا پڑا ھے جس کا کچھ حساب نہین کیسی عمدہ بات علم اور عمل کی ہم اپنے گذشتہ کاملین کی انکے روبرو بیان کرین۔ چٹ پٹ یہی جواب دینگے کہ پورانے فیشن کے لوگ بھی کوئی اہل کمال تھے کمال جس قدر ہے سب یورپ کی جدید تعلیم مین ہے اچہا صاحب ہے پہر تم کو کیا۔ تم اپنا کوئی کمال یورپ کی تقلید سے بتلاؤ۔

چوتھا بگاڑ۔ چونکہ پولیٹکل خیالات اور آزادی سے متعلق ہے اور سودیشی اور بائی کاٹ کا چرچا اسی پارٹی نے پہیلایا ھے اور ہمارا یہ رسالہ ایسے امور پر کبھی بحث نہین کرتا لہذا ہم اسیقدر لکھہ کر چپ ہو جاینگے کہ جس تعلیم کی اُمنگ آپ کو

اب ہماری گورنمنٹ خود اوسکے مٹانے کی فکر کر رہی ہے۔

پانچوان بگاڑ۔ عقائد مذہبی کا اور لامذہبی کا خیال پیدا ہونا لہذا یہ پارٹی نہ دُنیا کی رہی نہ دین کی یعنی سب مین ناقص ؎ تیری وہی مثل ہوئی اے رضی نہ ادہے الذی نہ اودہے الذی

پہر اسپر طرہ یہ ہے کہ علمائے کرام جنکی شبانہ روزی اوقات تحقیق اور تنقید اُمور دینیہ مین خرچ ہوتی ہے اُن پر اپنی فضیلت کا خیال بیجا۔

اور یہہ دعوے کہ اگر ہم نہون تو علما کیا کر سکتے ہین۔ کسی جاہل کو یہ خیال ہوا تھا کہ جہان تیلی نہو وہان رات نہو گی۔ اوس کا مطلب یہہ تہا کہ رات تو چراغ جلنے سے ہوتی ہے جب تیلی نہو گا تیل کہان سے آئیگا تو چراغ کیسے جلیگا لہذا رات نہو گی۔

راقم غلام حسنین

نہ طبیب بنکر عالم دین رہ سکتا ہے اور نہ عالم دین ہو کر طبیب

حدیث مقدس تو سچی ہے العلم علمان علم الادیان و علم الابدان۔ علم الابدان سے تو یہی علم طب مراد ہے اور صوفیہ ہر مذہب کے علم الابدان سے ریاضیات بدنیہ مُراد لیتے ہین جو طب جسمانی سے بالکل مخالف ہے۔

کچہہ ہو طب جسمانی کا مشغلہ جسکو ہو اوس کو دوا علاج فیس اور حق معالجہ ہر ایک امر مین مریض کا دست نگر رہنا پڑتا ہے۔ تدبیر علاجی مین اکثر ایسے اصول ہین جنکو شریعت اسلامیہ ضرورت انحصاریہ کے ہونے سے جایز تجویز کرتی ہے اور ضرورت

انحصار یہ یعنی اسی دوا مین شفائے مریض منحصر ہے اس کا علم تو گویا علم غیب ہے جو سوائے خدا یا موید من اللہ کے اور کسی کو ہو نہین سکتا۔

بعض ادویہ جیسے جند بید استر اور آبریشم تریاق فاروق جس مین سانپ بھی داخل ہے۔ علم طب تو اونکے فوائد عجیبہ تبلاتا ہے اور شریعت کہتی ہے لا شفاء فی الحرام اب فرمائے کیا کیا جائے۔

بعض ہمارے شیعہ برادر اونکو استخارہ کی پابندی ہے اگرچہ محل اور موقع سے استخارہ کے خبر نہین مگر حکیم صاحب کے دق کرنے پر دوا کے نام بنام پر اگر استخارہ نہ آیا تو ماشہ دو ماشہ کے تبدیل پر گھنٹون استخارہ کراتے ہین۔

اگر طبیب اُن کا ہم مذہب ہے تو خیر ورنہ ڈاکٹر خواہ بید۔ اخیر کو تنگ آکر کہہ دیتا ہے آپ استخارہ سے اپنا علاج کیجئے ہم رخصت ہوتے ہین

طبیب کے علاج پر استخارہ کر لینا یہان تک تو ٹھیک ہے اور ادویہ اوزان ادویہ پر جسکے ذریعہ وہ ترکیب کیمیای نسخہ کی خراب ہو جاتی جو اساتذہ نے رکھی ہے اسکو کون سی عقل اور شرع تجویز کریگی۔

آمدم برسر مطلب

آی نظر سے ہم نے دعوی کیا ہے کہ طبیب بنکر عالم دین اور عالم دین بنکر طبیب ہو نہین سکتا۔

اب ذرا عالم دین کی طبابت کو لیجئے ایک مریض ہی جو اصول طب سی اوس کا علاج محض بے سود ہے عالم دین جو طبیب ہو اوسکے پاس تیماردار آئے اب اصول پر عمل

کرے تو صاف کہدے کہ یہ مرض لا علاج ہے ادہر یہ کہنا تھا کہ لوگ اُس سے
بدظن ہو گئے اور یہان تک بدظن ہو گئے کہ اوسکے پیچھے نماز بھی نہ پڑہین گے۔
وہی مریض اگر مرجائے اوسکی تجہیز تکفین نماز جنازہ اور دیگر امور متعلقہ بہ عالم
دین اوس سے کبھی نہ کرائین گے اور دیکھا دیکھی قوم کی قوم محلہ کا محلہ
قصبہ کا قصبہ سب اوس عالم دین سے فرنٹ ہو جائیگا اور برسون تک یہ ناراضی
رہے گی۔ یہ تو ایک ضرر ہے۔
دوسرا لیجیئے۔ عالم دین طبیب سے ایک بیمار کو اپنا مجرب نسخہ (جس کا اعلان کرنا
اوسے منظور نہین) تجویز کیا وہ نسخہ کم سے کم عہ؎ روپیہ مین بنتا ہے اور یہی مقدار
طلب کی اب اوس پر الزام یہ عاید ہو گا کہ ہان صاحب لوٹنے کمانے کی یہ باتین
ہین۔ علاج بھی ترک اور اوس بیچارہ کی عدالت بھی ساقط۔
اور اگر نرا طبیب ہوتا سیکڑون کی دوا اوسی طبیب سے خرید کرتے اور کبھی بدظنی
نہوتی۔ چنانچہ اشتہاری ادویہ آپ کے سامنے ہمارے دعوےٰ کی تصدیق کر رہی ہین۔
تیسرا ضرر لیجیے جو خاص ہمکو پہونچ رہا ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے چالیس برس مین
تجربہ کر کے صدہا روپیہ اپنے خرچ کرکے کسیقدر

سستی نامردی

کے علاج مین دستگاہ بہم پہونچائی ہے چونکہ ہم محض طبیب نہین عالم دین ہونے
کی پخ بھی ہم مین لگی ہوئی ہے اب سیکڑون خطوط دار اور نادار دونون فریق
کے چلے آتے ہین کہ ہم غریب ہین اور آپ سید آلِ رسول کے علاوہ عالم دین
بھی ہین ہمارا علاج فی سبیل اللہ کردیجیے اور بعض خطوط مین تو یہان تک

سختی سے کام لیا ہے اگر آپ ہمارا علاج نکرینگے بروز حشر ہم آپکی نالش آپ کے جد سے کرینگے۔ یہ لیجئے سید اور عالم دین ہونے کی یہ سزا ہے۔

طرفہ تماشا یہ ہے

اونہیں خطوط مین یہ بھی درج ہے کہ ہم نے بہت سی ادویہ اشتہاری خرید کر کے استعمال کین مگر سارا روپیہ برباد ہوا۔

جس سے بخوبی ظاہر ہے کہ یہ صاحب محتاج نہین ہین۔ مگر ہماری دوا کی قیمت دیتے وقت تمام دُنیا کا افلاس انپر ٹوٹ پڑا ہے خدا سمجھے۔

اب تو ہم نے دکھلا دیا کہ دونون کام کسی آدمی سے انجام کو نہین پہونچ سکتے۔

نہ طبیب عالم دین اور نہ
عالم دین طبیب ہوسکتا ہے

راقم غلام حسنین

تہافت الفلاسفہ کا
آٹھوان سال

سات برس تو جیسے تیسے گذر چکے اور جس طرح سے ہوسکا برابر اشاعت ہوتی رہی۔ وصول شدہ چندہ کی میزان اور باقی کی اوسکا کچھہ لحاظ نہ کیا گیا اوسکی وجہ سے یہہ خرابی ضرور واقع ہوئی کہ خوش دہند اور نادہند دونون مجہول رہے۔ اور نہ یہ روش اختیار کی کہ اختتام سال یا آغاز سال پر کسی سے مطالبہ کیا جائے۔ اور مثل مشہور ہے۔

بے مانگے بچہ دودہ نہین پاتا

لہذا اسال آیندہ سے اس کا التزام کیا جائے گا کہ جس قدر ماہوار وصول شدہ رقم ہو گی نام بنام درج ہو گی اور باقیداران کا شمار ہر ماہ مین بہی درج ہوا کرے گا۔ شاید اِسی طرز عمل سے ناظرین رسالہ کو اپنے عملدرامد کی خبر تو ہو گی دینا نہ دینا یہ دوسری بات ہے۔ وہ بات کیا ہے دینے کے سو ہاتھ اور نہ دینے کا وہی ایک ہاتھ۔ دینے کے سو ہاتھ سے ہماری کیا غرض ہے۔

یہ خوب ظاہر ہے اور ہفت سالہ کارروائی نے اسکو ظاہر کر ہی دیا ہے کہ جو لوگ نہین دیتے کبھی اُن سے نہ بذریعہ رسالہ اور نہ بطور رنج کے تقاضا کیا جاتا ہے اور نہ اب کیا جائے گا۔

مگر جو لوگ رسالہ کی قیدک یا طبلق بھی نہین کھولتے اونکو کیا خبر ہے کہ اس نمبر مین کیسی کیسی ضروری باتین درج ہوئی ہین وہ بھی اگر فقط سُرخی ہائے رسالہ کو پڑہ لین جب بھی ضرور سو ہاتھ مین سے اونکے دو چار ہاتھ ضرور کچھہ دینے کی غرض سے اوٹھین۔

ایضاً بعض امور ضروری مین ہم اپنے ناظرین رسالہ سے کوئی مشورہ طلب کرتے ہین (۴۰۵) مین سے کبھی پانچ حضرات بھی ایسے نہین ہوتے جو ایک پیسہ کا کارڈ لکھکر اپنی رائے ہم کو دین روپیہ دینا تو کارے دارد۔

مشورہ ضروری

اب ہم نے چند بار اعلان کر دیا ہے کہ چند طلبہ کو اُن علوم قدیمہ اور جدیدہ کی تعلیم ہم کرینگے جنکو ہم نے ساٹھہ برس مین حاصل کیا ہے۔ لہذا ہر ایک ناظر رسالہ

لہذا ہسے ہکو مشورت کرنی ضرور ہے کہ آخر یہ کام ہم سے کیونکر انجام پا سکتا ہے اور کون سے ہمدرد ہمارے ایسے ہین جو ہمارے اس ارادہ کے پورا کرنے مین قدمے سخنے دامے درمے امداد کرینگے۔

راقم غلام حسنین

ایک سچی مگر کڑوی بات

اس وقت کہ رائے زنی کا زمانہ ہے اور ہر کس و ناکس کو یہ خیال پیدا ہو گیا ہی کہ رائے زنی کا منصب عام ہر شخص کو حاصل ہی لہذا عجیب طوفان بے تمیزی اوٹھ رہا ہے۔

ہمکو خاص مسئلہ رائے زنی کی خوبی اور خرابی پر کچھہ لکھنا منظور نہین ہے بلکہ ہم اُس تناقض اور تہافت الفلاسفہ کا ذکر کرتے ہین جو ہماری کانفرنس کی نسبت واقع ہے۔

دو فرقہ تو اس کانفرنس کی نسبت مخفی تو ہمیشہ سے تھے مگر امروہہ کے اجلاس سے اب ظاہر ہو گئے۔ فرقہ مخالفت علماء سے بھی ہمکو کوئی بحث نہین ہان جو لوگ آپکو مطیع علما کہتے ہین اور ان کا یہ قول (نہ عقیدہ) ہے کہ جو کچھہ حضرات علماء تجویز کرین آمنا و صدقنا کہکر ہم تسلیم کرینگے۔

جس شخص کا یہ قول ہے اور اونکو یہ بھی معلوم ہے کہ حراست دین اور حفاظت مذہب کا اہم کام یہ خاص منصب علما کا ہی اور اس منصب کی بجا آوری مین سب سے زیادہ اسی گروہ کی بازپرس خدا کی بارگاہ مین ہی۔ الفقیہ علی شفیر النار۔ عالم دین ہر وقت کنارہ دوزخ کے کھڑا ہے۔ ذمہ داری تو ایسی سخت اور آپکی نکتہ چینی اُس سے بھی زیادہ سخت اب بتلائیے کہ بیچارہ ناکردہ گناہ علما کی دور از حال بھی مثال ہی از ین سو ماندہ و ازان سو راندہ۔

کیا علماء کو علم غیب بھی ہونا ضرور ہے

کیوں صاحب کیا علماء کو علم غیب ہونا بھی ضرور ہے یہ تو مخصوص بذات الٰہی ہی چالیس اصحاب

حضرت موسےؑ نے میقات کیواسطے اپنے ذاتی علم سے منتخب فرمائے تھے فوقعت الجحیم علی المنافقین۔ سب کے سب منافق برآمد ہوے۔

دو سوسے زائد اسوقت لکھنو کے مدارس مین طلبہ بیرونی اور مختص المقامی پڑہتے ہین بہلا کوئی عالم یا غیر عالم یہ تو کہدے کہ انمین سے کون ایسا ہے جسکا انجام بہمہ جہت اچھا ہوگا منجملہ ان طلبہ کے کہ جنکو وظیفہ ملتا ہے۔

اسیطرح دس پچاس طلبہ انگریزی خوان مین سے اگر کسیکو مرکزی کمیٹی کچھہ وظیفہ مقرر کرنا چاہے اور نہایت درجہ کی احتیاط یہی ہے کہ لتساوی استحقاق مین قرعہ ڈالا جاے او زرید کے نام پر آئے۔ اور مرکزی کمیٹی اُس کا وظیفہ مقرر کردے اب آپکو کیا موقع ہے اوسپر اعتراض کرنے کا۔

ہان تساوی استحقاق پر بحث کرنی ضرور مناسب ہے مگر اب استحقاق مین کمی بیشی کا فیصلہ کرنا یہ کام ہر اک شخص کا نہین ہے اور اسی جھگڑے کے فیصل کرنیکی غرض سے ہماری ہادی برحق نے استخارہ اور قرعہ کا حکم دیا ہے۔ کبہی ایک آدمی کے وجوہ استحقاق پچاس اور سو اور دوسرے کے دو ہوتے ہین مگر اوسکے دو برابر سو بلکہ دو سو کے ہوتے ہین جسکو بشری طاقت بدون تائید غیبی کے نہین معلوم کرسکتی ہے۔ یاد کیجیئے قصہ حضرت یونسؑ کا جو برگزیدہ نبی تھے۔ فساهم فکان من المدحضین۔ غلام گریختہ کے عنوان سے قرعہ ڈالا ہاے ہاے نبی اللہ کا نام برآمد ہوا۔ نبی اللہ نے اقرار فرمایا کہ ہان یہی غلام گریختہ ہے جو اپنے آقا (خدا) کی درگاہ سے بہاگا ہے۔ اور فوراً دریا مین کود پڑے فالتقمه الحوت۔ اور مچھلی انکو نگل گئی۔ خیر یہ تو خاصان خدا کے راز و نیاز کی باتین ہین ہم گنہگارونکو اپنی بیتی سے کام ہے۔

دور صحبت علما سے ہمارا امتحان

جناب سید الساجدین ع دعای سحر طولانی جہان اور باتین خرابی حال بندگان الٰہی کی شمار فرمائی ہین انہین سے یہ بھی فرمایا ہی کہ شاید مجھے خدایا تو اس قابل نہ سمجھا کہ مجھے صحبتِ علما سے دور پھینکدیا۔ اس خذلان کا مصداق پورا پورا اگر آج دنیا مین کوئی ہے تو یہی غلام حسنین سیاہ نامہ ہے۔

دوری صحبت سے جسقدر ب مجھے محرومی برکات الٰہی سے ہی اسکو کیا لکھون مگر پھر بھی دو باتون کا آج لکھنا ضروری ہے۔

علمائے دین کو

لازم ہے کہ آج اصلاح قوم کا جو بار گران اوٹھایا ہے اسکو سب ملکر بالاتفاق اٹھائین اور اگر کسی مسئلہ مین اجتہادی اختلاف ہو اوسکا نباہ ویسا کرین جیسا کہ جناب سلطان العلما اور سید العلما رضوان علیہما نے کیا ہے کہ عوام پر اختلاف کا اظہار نہوئے۔

علما کے سوا

تمام گروہ مومنین کو لازم ہے کہ انکو اپنی امور دینی اور دنیوی مین واجب الاطاعت خیال کرکے اگر کسی کارروائی مین اونکو کچھ شبہہ پیدا ہو اخبارات مین اوسکو ہرگز مشتہر نکرین بلکہ نج کے خطوط سے اپنی تشفی کرلین۔ پھر اگر انکی تشفی نہ بھی ہو جب بھی سر تسلیم خم کرتے رہین کہ آخر رفتہ رفتہ ضرور وہی تجویز مفید ثابت ہوگی جس کو علمائے اعلام نے باتفاق ہم گرنا فذ کردیا ہے۔

راقم

غلام حسنین

سُود بیاج اور ڈیوڑھا دُونا سوایا

سوال۔ سُود کا طریقہ داد اور ستد ایسا بے ضرر اور سراسر نفع کا جسمین کسیطرح کا خسارہ نہین اور دولت بڑہانے کا کیسا عمدہ ذریعہ ہی کہ تیسرے پہیرے مین چند چند مال بڑہ جاتا ہی اسکو شریعت نے حرام کرکے مسلمانونکو فقیر محتاج بنا دیا۔ دیکھئے اقوام غیر کو آج نہین ہمیشہ سے وہی دولتمند قوم ہے جو سُود خوار ہی کیا خدا کو یہی پسند ہے کہ ہمارے بندہ سب بھکمنگے فقیر بنے رہین۔ اگر ایسا خدا ہی تو آگے پہر کچہہ کہنا مناسب نہین ہی۔ سائل امیدوار ہے کہ عقلی دلیل سے حرمت سُود کو ثابت کیجئے

جواب۔ پہلے تو یہی دیکھو کہ سُود لینے مین افزونی مال کی زیادہ ہی یا تجارت مین ضرور یہی جواب ہوگا کہ تجارت مین۔

رہا بے ضرر ہونا۔ جب کسی مہاجن کا دیوالہ نکلتا ہے اُسوقت اصل اور سُود دونون تلف ہوتے ہین۔ بے ضرر تو اس دُنیا مین کوئی چیز نہین ہے۔

سُود خوار اگر تیسری پہیری مین مال کو چند کرلیتا ہی۔ تاجر پہلی ہی کہیپ مین اور تیسری پہیری مین تو شاید کہ دہ چند ہوسکتا ہے اگر انکا سی جلدی ہو۔ پہر جب خدا نے تجارت کو حلال فرما دیا جسکے مال بڑہانے مین یہ صورت ہی تو ہمکو فقیر بہک منگا بنانا اوسے کیونکر منظور ہوسکتا ہے۔

اب دیکھو سُود شریعت مین کسکو کہتے ہین۔ سُود سے مُراد یہ ہے کہ دو ہمجنس کا لین دین کمی بیشی سے کرنا بشرطیکہ بیشی دینے والا مسلمان ہو اور کوئی معاہدہ ہبہ وغیرہ کا بھی نہ کیا جائے اور نہ اس شے کو بصیغہ امانت دیکر اجازت خرچ کرنے کی امین کو دیجائے اور کوئی رقم ماہواری بعوض اُسکی امانت کے تلف سے بچانے کی مقرر کیجائے۔

مثلاً زید کو ہم نے سو روپیہ بطور امانت کے سپرد کیے اور اجازت دی کہ اگر ضرورت ہو ان کو اپنے خرچ مین لاوے اور ۲ ماہوار خواہ دو روپیہ ماہوار اس امانت کی حفاظت کے عوض تا واپسی امانت اسکا محنتانہ مقرر کر دیا۔ اب آپکو سود کی تعریف سے معلوم ہو سکتا ہے کہ شریعت نے کیسی سہولت ہمارے واسطے سود کی حد مقرر کرنے مین فرمائی ہے اور ہم سود حرام سے بچنے مین کس قدر آزاد ہین۔

پھر چونکہ لین دین کا معاملہ یا نقدی ہوتا ہے یا بطور قرض کے۔ نقدی معاملہ مین کمی بیشی دو ہمجنس کی یہ کسی مجنون کا فعل ہو سکتا ہے۔ مثلاً ہم کسیکو سو روپیہ دین اور ایکسو دو روپیہ اوسیوقت اس سے لین یہ تو سوائے مجنون کے اور کوئی نہ کریگا۔ رہا قرض اسمین کمی بیشی بنظر احتیاج قرض گیرندہ کے ضرور ہوتی ہے۔

اب ہم نے زید کو سو روپیہ بطور قرض کے دئے اور ۲عہ ماہوار اوس کا سود مقرر کیا اور ایک ماہ کے بعد (۱۰۲) روپیہ خواہ ششماہی کے بعد اوس سے (۱۱۲) روپیہ لئے ہین دو ہمجنس کی زیادتی ہے اور اگر ہم زید کو سو روپیہ اور من بھر کوئی غلہ قرض دین اور دو روپیہ ماہوار کے حساب سے لے باقی کے وقت بعد یکماہ سو روپیہ اور من بھر گیہون اور دو روپیہ اس سے لین یہ زیادتی دو ہمجنس کی نہوگی۔ لہذا سود کی تعریف اسپر صادق نہ آئیگی اور حرام نہوگا۔

اسیطرح من گیہون زید کو قرض دین اور اقرار یہ ہو کر بروقت ادائیگی ڈیڑھ من گیہون اور ۲ سیر چنے یا کوئی اور چیز لینگے۔ یہ بھی دو ہمجنس کی کمی بیشی نہوئی لہذا یہ بھی سودی معاملہ نہوا اور حرام نہوا۔ اسیطرح امانت کی مثال مذکورہ بالا کہ وہ بھی جائز ہے اور سودی لین دین نہین ہے جیسا کہ اوپر ہم لکھ چکے۔

اسیطرح ہبہ کی صورت مثلاً ہم نے سو روپیہ کسی سے قرض لئے اور ۲عہ ماہوار اوس کا

سُود مقرر کیا اور قسط مقررہ دیتے وقت یعنی دو روپیہ خواہ کم و بیش اوسکو ہم اصل قرضہ
مین خیال کرین اور بے باقی کیوقت جسقدر روپیہ زائد اصل قرضہ سے دیا ہی اُسکو ہبہ کردین
اور تبرعاً مین محسوب کرین جب بہی سُود نہو گا۔

سوال۔ جناب یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ زبانی اقرار مین سُود اور تمسک مین تحریری اقرار سود
کا اور دل مین اسکے خلاف یہ تو بڑی انوکھی بات ہی۔ من شیخ مرید اور العلمین انیتین۔ اچھی کہی۔

جواب۔ ہان برادر یہی تو عالم اور بے عمل مین فرق ہے۔ ہماری شریعت کہتی ہے اِنما
الاعمال بالنیات۔ مدار نیکی اور بدی کا نیت پر ہے۔ ان اللہ لا ینظر الی اعمالکم
بل ینظر الی قلوبکم۔ خدا تمہارے اعمال ظاہری کو نہین دیکہتا ہے بلکہ تمہارے دلون کی
نیت کو دیکہتا ہے۔ لہذا اگر ہم بنظر پابندی رسم و رواج یا مجبوری قانون سلطنت سُودی
تمسک لکہین اور زبانی اقرار بھی سُود کا کرین مگر دلمین ہمارے کوئی صحیح اور شرعی معاملہ سے
پیش آنا ہو جزا اور سزا دینے والا اور حرام اور حلال کا پرکہنے والا وہی خدا ہے جو ہماری قلبی
نیت کو دیکہ رہا ہے دیکھو مومن آل فرعون کو جسکو خدا نے خود مومن سے موصوف فرماکر ارشاد
کیا ہے وقال رجل مومن من آل فرعون یکتم ایمانہ۔ ایک مرد مومن جو رشتہ دار
فرعون کا تہا اور اپنے ایمان کو پوشیدہ رکہتا تہا۔ افعال ظاہری اونکے ضرور مومنیت کے
خلاف تہے مگر تقیہ کرنے سے خدا اونکو مومن فرما رہا ہے۔

آمدم بر سرِ مطلب

سُود کی لین دین کا حرام کرنا اسکی دلیل عقلی جو سائل طلب کرتا ہے جب علمائے دین کثرہم اللہ
کو شریعت کے حال اپنے احکام کا مقرر فرماکر اور چند طریقہ سُود سے بچنے کے تجویز فرمادئے
اور اُمت کے لین دین مین سہولت کردی لہذا اگر آپ لوگ دین کی پیروی پر کمر بستہ ہوکر

علماسے اُن طریقون کو پوچھیں اور اُنھین طرح سے بنک وغیرہ جاری کرین معصیت سے بھی بچا ہو اور کام بھی جاری رہے مگر خرابی تو یہ ہے کہ اب دُنیاوی اُمور مین علما کو جہال سے بدتر کہہ رہے ہین حالانکہ علمائے دین دنیوی اُمور مین اُن اُصول کو جانتے ہین جس سے دنیوی فوائد بھی پورے ہون اور آپ کا دین بھی سلامت رہے آم کے آم اور گٹھلی کے دام۔

کفار سے سود لینا

چونکہ اس مسئلہ مین بڑا اُلجھاوا ہی اور پولیٹیکل اُمور مین مداخلت کرنی پڑتی ہے اور اختلاف بھی اس مسئلہ مین زیادہ ہے اسی نظر سے ہم نے اسکو قلم انداز کر دیا ہی اور وہی دو تین صورتین لکھین جنمین شاید کسی فرقہ اہل اسلام کو اختلاف نہو ورنہ قریب ۱۸ صورتین سود سے بچنے کی اسوقت ہمارے ذہن مین آتی ہین اور ہم نے ایک رسالہ بھی حیل تخلیص عن الربا مین لکھا تھا۔ مگر اسوقت وہ رسالہ ہمکو یاد نہین کہ کس برادر مومن کو دیا ہی اُس رسالہ کو بنارس مین ایک شاگرد رشید مُلّا صاحب تلمیذ جناب شیخ زین العابدین اعلی اللہ مقامہ نے بھی دیکھا تھا اور اُسکی مدح اور ثنا مین یہ کہا تھا کہ مین نے جو رسالہ لکھا ہے اُس سے بھی یہ رسالہ بہتر ہے۔

راقم غلام حسنین

مشورہ طلب ضروری

چونکہ قانون اخبارات اور رسائل کا اب نیا جاری ہوا ہے اور بدون اجازت صاحب کلکٹر بہادر اور داخل ضمانت کے چارہ نہ رہا۔ اور پھر ہمکو قانونی رموز سے واقفیت نہین لہذا خدانخواستہ اگر کوئی ایسی بات درج رسالہ ہوئی تو سوائے رسوائی اور بدنامی کے اور کچھ نہو گا لہذا ہم ماہ محرم سے رسالہ کو بند کرنا مناسب سمجھتے ہین۔ آپ لوگون کی کیا رائے ہے۔

راقم غلام حسنین بنارس نتلیہ نالہ گلزار محل

عام خبرین

تعظیم کا عجیب دستور۔ چین مین یہ دستور ہے کہ لوگون کی تعظیم اُن کے رُتبے کے مطابق کی جاتی ہے اور جس قدر کسیکا رُتبہ بڑا ہوتا ہے۔ اوسیقدر طریق تعظیم بھی بڑا ہوتا ہے اسی لئے تعظیم کے سات درجے مقرر کئے گئے ہین۔ اور تعظیم کرنے والا ان ہی کے مطابق تعظیم کرتا ہے مثلاً (۱) دو مرتبہ ہاتھ جوڑنے (۲) دو مرتبہ ہاتھ جوڑکر سرنگون ہوا (۳) دو مرتبہ ہاتھ جوڑکر دو مرتبہ سرنگون ہونا (۴) تین مرتبہ ہاتھ جوڑکر تین بار سرنگون ہونا (۵) چار مرتبہ ہاتھ جوڑکر چار مرتبہ سرنگون ہونا (۶) پانچ مرتبہ ہاتھ جوڑکر پانچ مرتبہ سرنگون ہونا۔ (۷) چھہ مرتبہ ہاتھ جوڑکر چھہ دفعہ سرنگون ہونا اور پھر ایک بار ہاتھ جوڑنا۔

عجیب جاپانی دستور

کوئی جاپانی کبھی شمالی سمت سرہانہ کرکے نہین سوتا جس کا سبب یہ ہے کہ جاپان مین مُردے ہمیشہ اس طرح دفن کئے جاتے ہین کہ ان کا سر شمال کی طرف رہے اس لئے جاپانیون کے مکانات اور ہوٹلون مین ایک نقشہ لگا رہتا ہے جس سے شمال جنوب مشرق اور مغرب وانکے گوشے معلوم ہوسکین تاکہ لوگون کو شمالی سمت کے معلوم کرنے مین دقت نہو۔

(از پیسہ اخبار ۱۰ دسمبر ۱۹۱۰ء)